ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل

الحمد للہ والمنہ کہ درین ایام سعادت التیام کتاب ہدایت مآب بجواب
بہتانات ومسائل مخترعہ شیعہ المسمیٰ بہ

مجمع الاوصاف

فی

تردید اہل البدع والاعتساف

از تصنیف عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین مولانا مولوی حکم الدین صاحب واعظ ساکن موضع دہیر ہی
علاقہ تلہ گنگ حال وارد ڈہاکہ موہڑہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی حسب فرمایش الیشان

در مطبع سراج المطابع جہلم باہتمام مولوی نور محمد فقیر طبع شد

فہرست مضامین کتاب مجمع الاوصاف

اغلاط نامۂ کتاب مجمع الاوصاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	۱۶	یا علی رض	یا عمی	۲۴	۲۲	کہ پارہ	کہ ماقبل پارہ
۲۵	۱۵	الواقتہ	الواقعۃ	۴۲	۳۰	ہونے کے	ہونے لگی
۴۸	۱	آپکی	شیعہ کی	۷۴	۲۱	وقف	واقف
۷۶	۱۴	عبادین	عبدین	۹۷	۱۴	اگر	مگر
۱۰۷	۸	متعصبابہ	متعصبانہ	۱۱۱	۱۶	امام حسین ع	امام حسن ع
۱۲۲	۱۰	بعد جاد	بعد ماجاء	۱۳۰	۱۱	بالفصل	بلافصل
۱۷۱	۱	ہمارادہ	ارادہ				

نیاز نامہ

۷۸۶

بخدمت شریف جناب شیعہ صاحب مصنف رسالہ منبع الانصاف و موعظ ساکن موضع اگروہ مرزا شوق السلام علیکم میرے دل مین مدت سے یہ خیال جاگیر ہے کہ ایک دفعہ پہر باہمی مذہبی مباحثہ کیا جاوے - اور اس خیال کی منشا اس پر مبنی نہین ہی کہ مین اس مباحثہ مین اپنی ناموری چاہتا ہون - کیونکہ اگر مین اپنی ناموری چاہتا تو کسی ہم سے جھگڑا کرتا نہ کہ آپ سے - بلکہ آپ سے تو ہمکلام ہو کر مجھے فتحمندی کا حاصل ہونا بہی میرے حق مین ہزیمت ہی مگر مین اس امر کو اسلئے گوارا کرتا ہون کہ عوام مسلمان دہوکہ سے نکلین اور اشتباہ مین نہ پڑے رہین - اور یہ مباحثہ اوسوقت سودمند ہو گا کہ جب آپ عاقبت کا خوف دل مین رکھکر اپنی پرانی پالیسی کو بدل دینگے اور انصاف کی راہ پر چلکر میدان مباحثہ مین آوینگے ورنہ فایدہ نہین آپ بالکل یقین رکھتے ہین کہ سنہ ۱۳۰۵ھ مین جو آپنے بندہ سے مباحثہ کیا تہا اوسمین آپنے بہاری ندامت اوٹھائی تہی - جن الفاظ سے آپنے اپنے اندر کا نمونہ دکہایا تہا وہ ہمیشہ کے لیے روشن چہرہ پر آپکے لیے داغ رہینگے مجمع مین سب سے پہلے آپنے باغ فدک و غیر وراثت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ چہیڑا تہا جب آپکو جواب دندان شکن ملا تو پہر آپ اپنی خوش فہمی سے تعزیہ سازی و ماتم داری کے جواز مین جہگڑنے لگے اور جب ان امور قبیحہ کی ممانعت آپکو ثابت کردی گئی تو آپ میدان مباحثہ سے بہاگ نکلے - اس کے بعد ہاشم خان و شیر باز خان مرحوم وغیرہ دینداران ٹہاکرہ و موٹہرہ کی تمنا سے پہر عاجز برابر آٹھہ برس تک وہان رہا اور آپ بہی مدت مین آپ میرے مقابلہ مین نہ آئے - پہر جب آپکے ہر دو رسالہ مندرجہ عنوان میرے پاس پہونچے تو ہر چند آپکو کہا گیا کہ ذرا آپ روبرو ہو کر اپنی تصانیف کے ایک مسئلہ کو بہی ثابت کر دکہاوین مگر جواب تک نہ دیا چنانچہ اس امر کی گواہ آپکے گاؤن کے مسلمان لوگ موجود ہین - اسکے بعد آپکے متذکرہ بالا رسالون کے جواب مین جب اس کتاب کے لکہنے کا اتفاق ہوا تو آپکا پیغام آیا کہ کتاب کے لکہنے مین جلدی کرو کہ ہمنے بہی قلم کو قط لگا کر رکھا ہوا ہی - یہ تو مین بہی جانتا ہون کہ آپکی قلم تعصب کیطرف تیز رو چلتی ہے آپکی دروغ نویسی کا شہرہ آفاق مین اظہر من الشمس ہی - اگر آپ بنظر راستی دیکہین تو مینے اس کتاب کو جہلو و گہسیٹا وغیرہ کسی جولاہا کی کلام سے نہین لکہا جسکی جواب کے واسطے آپ قلم تیار کر رہے ہین بلکہ آیات کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی سے مستند کیا ہی - اور اقوال آئمہ عظام اسمین اندراج کئے ہین - ہان البتہ آپ آیت اور حدیث کو انکار کرنے پر تو تلے ہی ہوئے ہین مگر تعاونوا علی البر والتقوی پر بہی مومن کو عمل کرنا چاہیئے - آخر تو مرنا ہی والسلام علی من اتبع الہدی ٭

راقم - احمد الدین واعظ ساکن موضع دہرابی علاقہ تلہ گنگ ضلع جہلم

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہ حمداً کثیراً علی ما ہدانا صراطاً مستقیماً۔ ونشکرہ شکراً جمیلاً علی الحامہ لنا دیناً قویماً۔ ونصلّی علی افضل رسلہ فضل الصلوٰت ونسلّم علیہ اکمل التسلیمات کثیراً کثیراً۔ الّذی شانہ رسول اللہ وخاتم النّبیین وعلی آلہ واصحابہ واحبابہ وازواجہ الّذین فازوامنہ بحظٍ جسیم ومنصب عظیم ولو رغم انف الضالین۔

امّا بعد۔ عاجز بندہ خادم العلماء والمساکین **احمد الدین** واعظ ابن محمّد شہباز متوطن موضع دہرابی تہانہ تلہ گنگ تحصیل چکوال ضلع جہلم حال وارد موضع تہاکرہ موہڑہ تہانہ جاتلی تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی جو چندان علم وفضل نہین رکہتا مگر اکثر فضلاو صلحاء کی مصاحبت سی کچھ بہرہ اندوز ہے۔ اور فرقہ شیعہ کی تعبیجا اور شنیعہ مکائدسے کچھ واقف ہو۔ ارباب دانش کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ قرب قیامت کے باعث حسب ارشاد رسول آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یکون فی آخرالزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاہم لایفتنونکم ولایضلونکم رواہ مسلم یعنی آخری زمانہ مین دجال جہوٹ کہنے والے ایسی حدیثین لائینگے جو تمہارے اور تمہارے باپ دادون کے علم مین بہی نہونگی پس خبردار انسے بچنا تاکہ تمہین فتنہ مین نہ ڈالین اور تمہین گمراہ نہ کرین۔ میرا علم جہانتک کہ مجھے پتہ دیتا ہو اب وہی زمانہ ہو اور ایسے دجال بہی جو ان ہذا صراطی مستقیماً سے کوسون دور ہین حسب الارشاد جناب مصطفوی علیہ السلام عوام کو تشویش مین ڈالنے کے لئے بڑی متانت سے مستعد ہین۔ چنانچہ ہمارے گانو موخرالذکر کے ایک مہربان باشندہ نے ایک کتاب منبع الانصاف دبر عکس نہند نام زنگی کافور) اور ایک دوسری موقظ اہل سنت مرتب کرکے چہاپدین جنکے الفاظ دیکہتے تو لاحول ولاقوۃ اور معنی جانچئے تو الٰہی توبہ۔ غرض مسلمانون کے گمراہ کرنے مین حتی المقدور انہی طرفسے کوئی دقیقہ اٹہا نہین رکہا گیا۔ نعوذ باللہ اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کافر ومنافق اور غاصب الحقوق قرار دیکر اور آئمہ کرام کے حق مین شرمناک طعن لکہکر اپنے نامۂ اعمال کو خوب سیاہ کیا۔ مگر اس کور عقل نے اتنا نہ سوچا کہ اصحاب کبار کے طعن سے صرف

یہی نہو گا کہ ناظرین کتاب کو اون سے نفرت پیدا ہوگی بلکہ یہہ نتیجہ نکلیگا کہ دین اسلام مین ایک سخت فتور واقع ہوگا کیونکہ مطعون اصحاب ہی وہ اولوالعزم وجود فیض آمود ہین کہ جنہون نے اپنی مساعی جمیلہ اور کوشش بلیغہ سے دین اسلام کو اقطار عالم مین پہیلایا اور مختلف ممالک کو مفتوح کرکے اسلام کا نقشہ دنیا مین جمایا چنانچہ ہر ایک فرقہ کی تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عمر اور صدیق اکبر کی فتوحات نے ہی اسلام کو جزیرہ عرب سے نکالکر روم۔ فارس۔ دمشق۔ شام وغیرہ وغیرہ ملکون مین بادشاہت کی چوٹی پر بٹہایا۔ پس جب خلفائے اربعہ مین سے پہلے تین خلیفے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم اور انکے مشائل اصحاب ان طاعنین کے نزدیک سخت شرمناک گناہون کے مرتکب ٹہیرے اور پہر اسلام بھی انہین کا سکہایا اور پہیلایا ہوا ہے اور قرآن شریف جسپر اسلام کا مدار اور فرقہ جات اسلامیہ کا متفق علیہ اصل الاصول ہے انہین خلفائے ثلاثہ کا مرتب کیا ہوا ہے۔ تو پہر یہہ نتیجہ نکلا کہ یہہ حضرات جو معاذاللہ بالکل خائن اور دین مین رخنہ انداز تہے اسلام انکا سکہایا ہوا محض ضلالت ہے اور قرآن بہی انکا جمع کردہ بالکل بہتان ہے۔ سو اس صورت مین دین اسلام حقہ کے ساتھ وہ حادثہ ہوا جو پہلے دینون مین سے کسی کے ساتہہ کبہی ہرگز پیش نہ آیا تہا حالانکہ خداتعالی جل وعلا تو ہماری رسول مقبول کے دین کو خیرالادیان فرماوے اور نسخ وتغیر سے اسکو پاک ومبرا کرے۔ اور طاعنین کے نزدیک یہہ بات ہے کہ چلنی ہی نہ پایا بلکہ اٹہتے ہی بیٹہ گیا۔ آگے قیاس کر لیجئے۔ یُریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

پس اس نیاز مند اقل خدام طلبا نے ان دو کتابون کی تردید مین یہہ رسالہ کتب مرقومہ ذیل مین سے لکہا۔ تفسیر ابن عباس رض۔ تفسیر مدارک نسفی۔ تفسیر روح البیان۔ تفسیر کبیر امام محمد فخرالدین رازی تفسیر بیضاوی۔ تفسیر حسینی۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم جامع ترمذی مشکوۃ۔ باقی کتب صحاح۔ اور معتبرات کتب مذہب شیعہ سے مثل تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر عمدۃ البیان۔ تفسیر لوامع التنزیل۔ تفسیر الوہبیہ اصول کافی۔ فروع کافی۔ نہج البلاغت۔ شرح نہج البلاغت مصنفہ مولوی سلطان محمود الطبسی شیعی جامع عباسی انارۃ البصایر۔ حق الیقین حد تحقیق۔ ابواب الجنان۔ تحفہ احمدیہ۔ زاد المعاد۔ تحفۃ العلوم براہین الانصاف۔ اخبار ماتم۔ تحفۃ الاشعریہ۔ اربعین حدیثا یعنے کتاب چہل حدیث مذہب شیعہ وغیرہ وغیرہ۔ اور جس کتاب سے کوئی مسئلہ لکہا گیا ہے تو ناظرین کی سہولت کے لئے حتی الامکان بقید جلد و صفحہ لکہا گیا ہے۔ اور اس کتاب کا نام **مجمع الاوصاف فی تردید اہل البدع والاعتساف**

کہا گیا وما توفیقی الا باللہ۔ تنہا انا ارجو من الذی یرای صوابا انہ ان وجد فی تحریری ہذا بحجۃ لفظیۃ او معنویۃ فعلیہ ان یسترہا بعد اصلاحہا واللہ یحب المصلحین وانی لا اراعی فی ہذا التحریر انی فاضل او متبحر بل قصاری غرضی فیہ الخدمۃ الاسلامیۃ واللہ شاہد علیہ والمسئول من اللہ تعالیٰ ان یعفو عن خطایای بجودہ وکرمہ بنبیہ خیر البریۃ واشرفہم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقبلہ بقبول حسن ویجعلہ وسیلۃ لعفوی وہو خیر العافین۔

تنبیہ۔ چونکہ شیعہ کی معتبر کتاب تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی جلد ا صفحہ ۱۱۷ سطر ۶ مین لکہا ہی کہ جو لوگ فریب خلائق کو دیتے ہین اور ضرر دین مین پہونچاتے ہین مثلاً وعظ مین یا مجمع خلائق مین مضامین باطلہ و دروغ ذکر کرتے ہین۔ پس لوگوںپر خصوصاً علماپر واجب ہے کہ اظہار و اعلان انکی فریب بدعت و دروغ کا کرین۔ انتہی ملخصاً۔ اسلیے شیعہ کی اس روایت کے مطابق ہمین شیعہ کی بدعت و دروغ کا ظاہر کرنا ضروری ہوگیا ولا قوۃ الا باللہ۔ اور اس کتاب کے جملہ گیارہ باب بنائے گئے ہین ✤

پہلا باب ثبوت خلافت خلفاء الراشدین کی بیان مین

اہل اسلام پر واضح رہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان دس سنتون کا امر کیا جنمین ختنہ اور لبونکا کاٹنا بہی ہے اور آپ حسب الارشاد انکو بجالائے تو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مین تیری اولاد مین سے بہی بجز ظالمون کے امام اور پیشوا بناؤنگا جیسے حقتعالیٰ فرماتا ہی۔ واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات الی قولہ عہدی الظالمین یعنی یاد کرو اے محمد جس وقت آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اوسکے رب نے کئی باتون کے ساتھ پس پورا کیا انکو ابراہیم ع نے فرمایا اللہ نے مین تحقیق کرنیوالا ہون تجکو لوگون کے لیے امام۔ حضرت ابراہیم نے عرض کیا کہ الٰہی میری اولاد مین سے بہی کوئی امام کر۔ خدا نے فرمایا کہ مین تیری اولاد کو امام کرونگا پر عہد میرا ظالمونکو نہ پہونچیگا۔ تفسیر کبیر جلد ۱ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۷ مین اس آیت کی تفسیر یون لکہی ہی۔ ان اللہ تعالیٰ اجاب دعاء ابراہیم علیہ السلام فی المؤمنین من ذریتہ کاسمٰعیل واسحاق ویعقوب ویوسف وموسیٰ وہارون وداؤد وسلیمان وایوب ویونس وزکریا ویحییٰ وعیسیٰ علیہم السلام وجعل آخرہم محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ذریتہ الذی ہو افضل الانبیاء والائمۃ علیہم السلام۔ پس آپکے وجود باجود پر امامت من جہت نبوۃ توحسب آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین خاتمہ کو پہونچگئی۔ پہر آنحضرت ؐ کے بعد اولاد ابراہیم ع مین یہہ امامت من جہت خلافت جاری ہوئی اور حقتعالیٰ نے خلافت کا وعدہ اس امت مرحومہ کو بدین الفاظ

ذکر امامت انبیاء

اولاد ابراہیم ع

آیت خلافت

عنایت کیا جو سورہ نور مین ہو۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم الی قولہ ہم الفاسقون۔ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے اون لوگو نکو جو ایمان لائی ہین تم مین سے اور کئی ہین کام نیک البتہ خلیفہ کریگا اونکو زمین مین جیسا کہ خلیفہ کیا تہا پہلون مین سے اور البتہ محکم کریگا اون کے لئے دین اونکا جو پسند کر دیا اونکی لئی اور دیگا اونکو اونکے ڈر کے بدلے امن میری ہی بندگی کرینگی وہ خلفا زمانہ خلافت مین شریک نکرینگے میرا کوئی آہ۔ تفسیر بیضاوی جلد ۲ نسخہ قلمی اور تفسیر مدارک علی الحسینی جلد ۲ صفحہ ۹۰ مین بعبارات مختلفہ یہی مضمون لکہا ہی۔ ان ہذہ الآیۃ اوضح دلیل علی صحۃ خلافۃ خلفاء الراشدین الاربعۃ لان المستخلفین الذین آمنوا وعملوا الصالحات ہم ہم یعنی یہہ آیت واضحتر دلیل ہی اوپر صحت خلافت چار خلیفون کی کیونکہ مستخلفین جو ایمان لائی اور عمل صالح کئے وہ یہی ہین۔ یہان شیعہ کہتے ہین کہ اس آیت مین اس وعدہ کی موعود لہ یا تو حضرت علی ہین اور یا حضرت امام مہدیؑ اور قولہ منکم وغیرہ مین ضمیر جمع تعظیماً فرمائی گئی کذا وکذا لیکن یہہ فقیر کہتا ہی کہ قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد جو سورہ آل عمران مین آیا ہی۔ اور قولہ ان وعد اللہ حق آہ وغیرہ اس قسم کی آیات سے باتفاق ہر مذہب ہر ملت کی ثابت ہی کہ اللہ تعالی کا وعدہ سچا ہی اور اللہ جلشانہ سے خلاف وعدہ محال ہے۔ پس اب ہم پوچہتے ہین کہ اگر وعدہ آیت وعد اللہ الذین مذکورہ بالا کے موعود لہ حضرت مولانا علی رض تہے تو کسلیئے برخلاف وعدہ حق تعالی نے یہہ خلافت حضرت ابابکر کو عنایت کر دی۔ معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک العیاذ باللہ خدا تعالی بہی وعدہ خلافی کرتا ہے بعض شیعہ اس آیت کا معنی یون کرتے ہین کہ قولہ تعالی یعبدوننی لا یشرکون آہ کے فاعل آیت مذکورہ بالا میں کل لوگ ہین جو حق تعالی کی عبادت زمانہ خلافت موعودہ مین کرینگے۔ پس اس آیت مین سے خلفاء ثلاثہ کا زمانہ خارج ہو گیا کہ اُنکے زمانہ مین اکثر بلاد مین شرک تہا اور اس وعدہ کے موعود لہ امام مہدی ہی بنینگے کہ اونکے زمانہ مین شرک نہو گا۔ ہم اسکے جواب مین کہتے ہین کہ یعبدوننی لا یشرکون کے فاعل اس آیت میں اس وعدہ کے موعود لہم ہین اور حق تعالی اُنہین کی خبر دیتا ہی کہ وہ میری عبادت باخلاص وخشوع اپنی خلافت پاکیزہ کے مبارک اور خجستہ زمانہ مین کرینگی اور میرے ساتہ کوئی شریک نہ پکڑینگے۔ پس یعبدوننی لا یشرکون سے کل لوگ مراد لینا بالکل خلاف ظاہر ہے اور قرآن کی آیات کے ساتہ افترا پردازی ہے۔ بنظر انصاف دیکہنا چاہیے کہ امام مہدی اس آیت کے نزول کے وقت حاضر کیا بلکہ پیدا بہی نہین ہوئے تہے۔ پس خطاب جمع حاضرین

متکلم کو غائب واحد پر بولنا اور ضمیر جمع ماضی آمنوا وغیرہ کو مفرد غیر مذکور اور غیر موجود کے لئے تجویز کرنا شیعہ کی ہی افترا پردازی ہے۔ حق تعالی نے ہر چار خلیفوں کے حالات کی آیت مذکورہ بالا میں صراحت سے بوجوہ ذیل خبر دی ہے (۱) خلافت صحیحہ (۲) تمکین دین اسلام (۳) تبدیل خوف بامن (۴) عبادت کرنا خلفا کا باخلاص وخشوع یعنی بلا شرکت اور یہہ جملہ امور چار خلفاء کی خلافت میں وعدہ کے موافق ظاہر ہوئے چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۶ کے صفحہ ۲۸۴ میں لکھا ہے۔ اِنَّ المراد بہذا الوعد ہؤلاء الائمۃ الاربعۃ لان استخلاف غیرہ لایکون الا بعدہ ومعلوم انہ لانبی بعدہ لانہ خاتم الانبیاء فاذن المراد بہذا الاستخلاف طریقۃ الامامۃ ومعلوم ان بعد الرسول علیہ السلام الاستخلاف الذی ہذا وصفہ انما کان فی ایام ابی بکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم لان فی ایامہم کانت الفتوح العظیمۃ وحصلت التمکین وظہور الدین فثبت بہذا دلالۃ علی صحۃ خلافۃ ہؤلاء الاربعۃ وبطل قول الرافضۃ الطاعنین علی الثلاثۃ وبطل قول الخوارج الطاعنین علی علی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ انتہی ملخصاً من عینہ۔ یعنی اس وعدہ سے مراد رسولخدا ص کے بعد یہی چار خلیفہ ہیں اسلئے کہ خلیفہ بنانا غیر کو نہیں ہوتا مگر بعد آنحضرت ص کے اور معلوم ہے کہ آنحضرت ص کے بعد کوئی نبی نہیں کیونکہ وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ پس اس استخلاف سے مراد امامت کا طریقہ ہے اور معلومات میں سے ہے کہ رسولخدا کے بعد خلافت موصوفہ ابابکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی رض کے ایام میں صادر ہوئی۔ پس اس حقیقت سے پایہ ثبوت کو پہونچی دلالت صریحا در خلافت خلفاء اربعہ رض کے اور باطل ہوا روافض طاعنین کا قول خلفاء ثلاثہ پر اور باطل ہوا قول خوارج طاعنین کا حضرت علی رض پر۔ پس ظاہر ہے کہ اگر ان خلفاء پر ظلم یا فسق کا طعن لگایا جاوے۔ تو معاذ اللہ باریتعالی کی نسبت جہل لازم آتا ہے۔ اب ہم الزامی جواب سے حضرات شیعہ کی تسلی کرتے ہیں۔ دیکھو شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر مجمع البیان کی جلد ۲ سورہ تحریم میں زیر آیت واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ لکھا ہے۔ روی عن النبی ص انہ خلا یوما لعائشۃ مع جاریۃ القبطیۃ فوقفت حفصۃ رضی اللہ عنہا علی ذالک فقال لہا رسول اللہ ص لا تعلمی عائشۃ رض ہذا لکہ حرم ماریۃ علی نفسہ ص لما حرم ماریۃ اخبر حفصۃ انہ یملک من بعدہ ابو بکر وعمر رض انتہی ملخصاً من عینہ۔ اور نیز شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جلد ۲ کے صفحہ ۵۸۲ پر سورہ تحریم میں ہی لکھا ہے کہ رسولخدا ص نے ماریہ قبطیہ کو اپنے پر حرام کیا اور حضرت حفصہ رض کو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی بہت تاکید کی اور فرمایا کہ ایک راز میرا اور ہے تیرے روبرو اسکو بھی بیان کرتا ہوں وہ

ثبوت خلافۃ ثلاثہ بکتب اہل تشیع

یہہ ہی کہ میری پیچھے ابو بکر اور عمر باپ تیرا رضی اللہ عنہما مالک اس امت کی ہونگے اور بادشاہی کرینگی اور اونکی بعد حضرت عثمان حکومت کریگا۔ حفصہ رضؔ یہہ بات سنکر بہت خوش ہوئی اور دونون راز حضرت کی عائشہ سے جاکر کہدی۔ خداتعالی نے یہہ آیت نازل کی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ۔ انتہی کلامہ۔ سبحان اللہ کیسی صاف صاف خلفاء ثلاثہ کی خلافت بلا فصل شیعہ کی کتابون سے ثابت ہوئی جسکا جی چاہی دیکہہ لے پس جب باتفاق فریقین خلفاء کی خلافت قرآن سے ثابت ہوئی تو اللہ تعالی کی قول کے مطابق آنحضرت نے ارشاد کیا کہ خلافت میری بعد جو میری سنت کی مطابق ہوگی تیس برس تک رہیگی پہر اوسکی بعد بادشاہت ہو جاویگی چنانچہ صحیح ترمذی مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھہ کی جلد ۲ صفحہ ۵۰ مین سفینہ رضؔ سے مروی

حدیث الخلافۃ ثلاثون سنۃ

ہی۔ قال قال رسول اللہ صلعم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم یکون ملکًا ثم یقول سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر ثم خلافۃ عمر ثم خلافۃ عثمان ثم خلافۃ علی رضی اللہ عنہم۔ یعنی میری امت مین خلافت میری سنت کے موافق تیس برس تک رہیگی اوسکی پیچھے بادشاہت آجائیگی پہر کہتا ہی سفینہ رضؔ سمجہا لے واسطی کہ یاد رکہہ خلافت ابی بکر رضؔ کی پہر خلافت عمر رضؔ کی بعدہ خلافت عثمان رضؔ کی اسکے بعد خلافت علی رضؔ کی۔ مظاہر حق مطبوعہ لکہنو جلد ۴ کے صفحہ ۲۲۳ پر بروایت جامع الاصول منقول ہے کہ حضرت ابا بکر کی خلافت دو برس چار مہینے رہی اور حضرت عمر کی خلافت دس برس چہہ مہینے اور حضرت عثمان کی خلافت بارہ برس

ہر چار خلفا کی خلافت کی مدت

چند روز کم اور خلافت مولانا علی کی چار برس نو مہینے۔ اس حساب سے ہر چار خلیفون کی خلافت اونتیس ۲۹ برس اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہی اور پانچ مہینے جو باقی رہے اونمین حضرت امام حسن رضؔ خلیفہ رہے اسلیئے وہ بہی داخل خلفاء مین۔ انتہی مختصراً۔ شیعہ نے منہج الانصاف کی صفحہ ۳۰ و ۴۰ پر بعبارت طویل لکہا ہی جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ صحیح مسلم و مسند احمد اور تفسیر ثعلبی وغیرہ کتب صحاح مین مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین تم مین دو شئی نفیس چہوڑی جاتا ہون ایک قرآن دوسری اہل بیت جبتک تم تابع قرآن و اہلبیت دونون کی رہوگی گمراہ نہوگی۔ پس باتفاق اجماع امت بحدیث ثقلین ثابت ہوا کہ صحابہ وغیرہ کل امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تابع و محکوم اہلبیت کا کیا ہی نہ اہلبیت کو تابع کسی صحابی کا۔ پس اہل بیت رسول علیہ السلام بعد رسول علیہ السلام حاکم علی الکل ہوئے۔ انتہی ملخصاً۔ **الجواب**۔ دیکہو یہہ شیعہ کیسا چالاک آدمی ہی روایات اظہر من الشمس کو کیسا الٹا بیان کرتا ہی حالانکہ حدیث مستدل مخالف جیسا کہ صحیح مسلم

حدیث الثقلین

وغیرہ مین مروی ہی۔ یون ہی۔ قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور

فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی یعنے مین تمہارے درمیان دو چیزین گران چھوڑنے والا ہون جو اول اونمین سے قرآن ہی اوسمین راہ راست کا بیان ہی اور اوسمین نور ہی پس پکڑو تم کتاب اللہ کو یعنے استنباط مسائل کروا وسے اور یاد کرو اوسکو اور جنگل مارو اوسکے ساتھہ اور دوسری چیز میرے گھر کے لوگ ہین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا کے لئے اور ڈراتا ہون تمہین اوسکے عذاب سے بیچ قصور کرنے میرے گھر والون کی محبت کے- اور ایک روایت مین یون آیا ہی- انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض یہہ روایت بہی من جمیع الوجوہ پہلی ہی روایت کے مطابق ہی کیونکہ دونون ثقلین آپسمین موافق ہین نہ مخالف اور قرآن اعظم ہی اہل بیت سے اور دونون کا جدا ہونا بہی غیر ممکن ہی بسبب ارشاد آنحضرت ص کے پس تمسک کرنا باعظم ثقلین لازم ہوگیا- اور ان احادیث مین آنحضرت ص نے دوستی ومحبت اہل بیت کے بطور مبالغہ وتاکید کے بیان فرمایا اور اسکے تخصیص کرنا ایک کسی کو اہل بیت مین سے ناجائز ہی بلکہ کل ازواج مطہرات واقربا واولاد رسول ع کی دوستی مراد ہی جنکا مفصل ذکر انشاء اللہ باب تعریف اہل بیت مین آویگا- اب معلوم ہوا کہ تارک دوستی اہل بیت ایمان سے خارج ہوگا جیسا شیعہ لوگ ہین کہ بعض اہل بیت کے محب اور بعض کے دشمن ہین اور ان روایات سے خلافت ہرگز ثابت نہین ہوتی کیونکہ خلافت کچھہ اور چیز ہی اور دوستی ومحبت کچھہ اور- مخالف نے لکھا ہی کہ ان احادیث مین آنحضرت ص نے جملہ صحابہ کو تابع ومحکوم حضرت علی رض کا کیا ہی- سو اسکا یہہ بیان مفہوم روایات کے بالکل مخالف ہی کیونکہ ان روایات مین سے کسی ایک کو تخصیص کرنا یا دوستی سے خلافت مراد لینا خلاف ظاہر ہی چنانچہ ہم ابہی شیعہ کی دو معتبر تفاسیر مجمع البیان اور عمدۃ البیان سے ہر سہ خلفاء کی خلافت ثابت کر چکے ہین اذا عرفت ہذا فنقول فی سنن الترمذی المطبوعۃ فی المطبع الاحمدی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷- باسنادہ عن حذیفۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر وعمر رض- یعنے ترمذی مین حذیفہ سے مروی ہی کہ ہم حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تہے کہ آپنے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ تمہارے درمیان میری کتنی حیاتی ہی پس پیروی کرو تم میرے پیچھے ابو بکر اور عمر رض کی یعنے بعد میرے انکو خلیفہ میرا جانو اور انہین سے اقتدا کرو۔

سوال شیعہ جب رسولخدا ص حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو خم غدیر مین جو ایک بستی کا نام ہی نازل ہوئی اور وہان آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم آہ جو سورہ مائدہ مین ہے

سوال شیعہ بحدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ

نازل ہوئی اور سید المرسلین نے مولانا علیؓ کا ہاتھہ پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا
مین مولا ہون اُسکا حضرت علی بھی مولا ہے۔ پس حضرت علیؓ کی خلافت نص جلی اور حدیث صریح سے ثابت
ہوئی۔ **جواب**۔ اللہ اکبر شیعہ اس استدلال مین بڑے جوش خروش مین ہین اور اصل مین بات کچھہ بھی
نہین کیونکہ اس آیت کا نزول بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد حجۃ الوداع مین عرفات پر ہوا جسکا خلاصہ باب
وفات النبی علیہ السلام مین انشاء اللہ آئیگا۔ اور حدیث کا مضمون جو شیعہ نے سمجھا ہے بالکل باطل ہے کیونکہ
مولیٰ کا لفظ کئی معنی رکھتا ہے چنانچہ کتب لغت مثل لطائف وصراح وغیرہ مین محل بفتح میم ولام بمعنے
یار و غلام و ہمسایہ و ناصر و بمعنی خداوند و مہتر و مُعتِق و مُعتَق و یاری دہندہ و نعمت دادہ شدہ و حلیف
و محب صادق وغیرہ وغیرہ پایا گیا ہے۔ پس اس حالت مین معانی مشترکہ سے بعض معنی کا حدیث بالا مین متعین کرنا
بلا دلیل و قرینہ کے کچھہ اعتبار نہین رکھتا جیساکہ شیعہ نے لکھا ہے۔ اور اس حدیث کا اصل واقع جیساکہ مشکوۃ
مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے صفحہ ۵۶۵ پر منقول ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ خم غدیر مین تشریف لائے
تو حضرت علیؓ کا ہاتھہ پکڑا اور فرمایا۔ الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی فقال
اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ہنیأ
یا ابن ابیطالبؓ اصبحت وامسیت مولا کل مؤمن و مؤمنۃ۔ رواہ احمد مختصراً من عنقہ۔ یعنی فرمایا رسول خداؐ
نے کیا نہین جانتے تم کہ مین قریب تر اور محب تر ہون مومنون کے ساتھہ انکی جانون سے۔ صحابہ نے کہا کہ سچ
ہے آپ ایسے ہی ہین پس فرمایا آنحضرتؐ نے کہ بار خدایا جو شخص کہ مین اُسکا دوست و محب ہون پس حضرت علی بھی
اُسکا دوست و محب ہے خداوندا دوست رکھہ اوسکو جو دوست رکھے حضرت علی کو اور دشمن رکھہ اوسکو جو دشمن
رکھے حضرت علی کو۔ اسکے بعد حضرت عمر حضرت علی سے ملے پس کہا عمرؓ نے کہ اے بیٹے ابیطالب کے جیتے رہو خوش آئے
ہوئے صبح و شام یعنے ہر وقت مین دوست ہر مرد و عورت مسلمان کے۔ اب اس حدیث مین مولا بمعنی دوست و
محب کے متعین ہے بقرینہ وال من والاہ کے اگرچہ اصل لغت مین کئی معنی سے مذکور ہوا ہے۔ اور با گر شیعہ کہین کہ
اس حدیث مین مولی بمعنی اولی کے ہے بقرینہ ارشاد رسول علیہ السلام انی اولی بالمؤمنین من انفسہم تو اسکا یہ
جواب ہے کہ بالفرض ہم نے مانا کہ مولی بمعنی اولی کے ہے لیکن یہ کہان سے لازم آتا ہے کہ اولی بمعنی امامت کے ہے بلکہ اولی بمعنے قرب
و نزدیکی کے ہے جیسا فرمایا حق تعالے نے سورت آل عمران مین ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ الآیۃ۔ اس
آیت کا معنی موافق تفاسیر اہل سنت و شیعہ کے یہ ہے کہ تحقیق قریب تر و نزدیک تر لوگون کے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھہ البتہ وہ لوگ ہین کہ پیروی کی اونہون نے اونکی۔ پس جبکہ قرآن
مین اولی بمعنے اقرب ہی تو مولی و اولی اس حدیث وارده خم غدیر مین کسطرح بمعنی امامت وخلافت کی آسکتے ہین
دیکہو خود تمہاری ہی مذہب شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپور کی مجلس اول صفحہ ۱۵ مین

جواب الزامی من کنت مولاه کا

مروی ہے۔ فلما خرجوا من عنده علیہ السلام فی مرضه وبقی عنده العباس والفضل وعلی واہل بیتہ خاصتہ
فقال له العباس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکن ہذا الامر فینا مستقرا من بعدک فبشرنا وان کنت
تعلم انا نغلب علیہ فاوص بنا فقال انتم المستضعفون من بعدی یعنی رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
مرض الموت مین جب سب حاضرین بعد پوچہنے آنحضرت کے گہر سے نکلے اور باقی رہے عباس و فضل و علی
علیہم السلام تو عباس بولے کہ ای رسولخدا اگر امر خلافت بعد آپکے ہمکو ملے تو آپ اسکی بشارت دین اور
اگر آپ جانتے ہین کہ ہم باز رہینگے اوس سے تو ہمین وصیت کرو پس جواب دیا آنحضرت علیہ السلام نے کہ تم عاجز
ہوا و ٹہانے بوجہہ امارت سے بعد میرے تم کلامہ من عینہ اب شیعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حق مین کیا
کہینگے شاید اونکو غدیر خم کا دن یاد نہ تہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت خلافت کا سوال
کرتے ہین یہہ نہین جانتے تہے کہ غدیر کے دن حضرت علی من اللہ ورسولہ خلیفہ بن چکے ہین اب میرا پوچہنا خطا
ہے اور یہان تو حضرت علی بہی حاضر ہی تہے یہہ کیون نہ بولے کہ مین غدیر کے دن خلیفہ بن چکا ہون۔ اب
پہر وہی سوال کرنا فضول ہے۔ آب دوسری روایۃ شیعہ کی سنو۔ وہی شیعہ کتاب اخبار ماتم مطبع مذکور صفحہ ۱۱
پر دوسری روایت سے لکہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت مین خادم سی بولے کہ

ردوا الی اخی علی ابن ابی طالب وعمی فحضرا فلما استقر بہما المجلس قال رسول اللہ صلعم یا عباس یا علی تقبل
وصیتی وتنجز عہدتی وتقضی دینی فقال العباس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمک شیخ کبیر ذو عیال

کثیر وانت تبار الریح سخاء وکرما وعلیک وعد لا ینہض بہ عمک فاقبل علی علی یعنی پکارو بہائی میرے
علی اور چچا میرے عباس کو کچہہ کہنا ہے جب وہ دونو بزرگوار دولت سرا مین آگر خدمت اقدس مین رو برو
بیٹہے تو فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے اے عباس ای چچا میرے وصیت میری گوش قبول مین سنو اور وعدہ میرا
وفا اور قرض کو ادا کرو میرا خلیفہ بنو پس عباس نے جواب دیا کہ اے حبیب خدا تمہارا چچا بہت بوڑہا ہے یعنی
پیری مین ہی اور بال بچون والا ہے تم سخا وکرم مین طوفان ہو وعدہ عطا وجود بے پایان ہی ادسکی عمر غریب آپکا
وفا نہین کرسکتا الی آخرہ من عینہ۔ یہہ روایت اگرچہ اہل سنت کے نزدیک بالکل پوچ ہے مگر شیعہ کوہی

خوب رد کرتی ہے کیونکہ اگر حضرت علی کی خلافت خم غدیر کے دن مقرر ہوتی تو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت عباس کو کس لئے خلافت کا امر کرتے آپ بتاؤ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مرض الموت مین خلیفہ بنانا کیا وجہ تھی شاید شیعہ کے نزدیک رسول خدا صلعم معاذ اللہ السیئ سہو اور نسیان مین مبتلا تھے کہ دو اڑہائی مہینے کے ہی عرصہ کی بات جو غدیر کے دن سے مرض الموت تک گذرے تھے بھول گئے اور یاد نہ رہا کہ مجمع عام مین بروز غدیر حضرت علی کو خلیفہ کر چکا ہون آب حضرات شیعہ جب یہہ روایات اپنی معتبر کتابون مین دیکھتے ہین تو پھر اونکی بدبختی کی خدا جانے کیا وجہہ ہے۔ اور شیعہ نے منبع الانصاف کے صفحہ ۸ پر لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو قول و فعل حضرت علی مرتضی سے واقع ہوگا وہی صحیح و واجب القبول ہوگا مثل قول و فعل محمد مصطفی کے۔

پس اب یہہ نیازمند حضرت علی کا قول ذکر کرتا ہے جیسا مشکوۃ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی مین بصفحہ ۵۵۹ باب مناقب العشرۃ مین منقول ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ امیناً زاھداً فی الدنیا راغباً فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویاً امیناً لایخاف فی اللہ لومۃ لائم انتہی یعنے حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم سے امارت دینیہ کا سوال کیا گیا تو آپنے فرمایا کہ اگر امیر دین کا بناؤ تم ابی بکر کو تو پاؤ گے اوسکو امانت دار حقوق دین مین پرہیز کرنیوالا دنیا سے اور راغب آخرت مین اور اگر امیر کروگے تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو پاؤ گے اوسکو قوی یعنے قادر اوٹھانے بوجھہ امارت پر اور پاؤ گے تم اوسکو امین یعنے اوس سے خیانت نہین سرزد ہوگی اور نہ خوف کریگا وہ جاری کرنے احکام دین مین کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے رواہ احمد اور سنن ترمذی مطبوعہ میرٹھ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ مین منقول ہے عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اذ طلع ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یعنے علی مرتضی سے مروی ہے کہ تہا مین آنحضرت علیہ السلام کے ساتھہ اچانک ظاہر ہوے صدیق اکبر و فاروق رضی اللہ عنہما پس فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ یہ دونون سردار ہین بزرگون اہل بہشت کے اولین و آخرین مین سے بجز رسولون اور نبیون کے۔ مظاہر حق مطبوعہ لکہنؤ جلد ۴ صفحہ ۱۸۶ پر اس حدیث کے نیچے یہہ لکھا ہے کہ اولین سے مراد اگلے پیغمبرون کی امتین ہین پس یہہ دونو افضل ہین اصحاب کہف سے اور آخرین سے مراد اولیاء و علماء و شہداء اس امت کے ہین۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی امت مین سے ہین۔ اب اس حدیث سے خود حضرت علی کی ہی زبان سے خلفائے ثلثہ کا افضل ہونا ثابت ہوگیا اور یہہ مسلمات

ہین سے ہے کہ افضل جملہ امور مین کل لوگون پر مقدم ہوتا ہے اسیواسطے حق تعالیٰ نے خلفاء ثلثہ کو بعد حقیقی
پر مقدم کیا ہے۔ اسی لئے امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کی جلد ۸ صفحہ ۵۸۶ پر لکھا ہے کہ
سورۃ واللیل نزلت فی ابی بکر والفاقہ علی المسلمین و فی امیۃ بن خلف وبخلہ وکفرہ باللہ آہ یعنی سورۃ واللیل
نازل ہوئی ہے حضرت ابابکر کے شان مین اور اونکے خرچ کرنے مال مین مسلمانون پر اور بیچ امیہ بن خلف اور اوسکے
بخل و کفر مین حقتعالے کے ساتھ اسی کتاب کی جلد مذکور صفحہ ۵۹۳ پر لکھا ہے۔ ان الامۃ مجمعۃ علی ان
افضل الخلق بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر انتہی۔ یعنی حضرت محمد علیہ السلام کی امت اسپر متفق
ہے کہ رسول علیہ السلام کے پیچہے مخلوقات کے افضل حضرت ابوبکر ہین۔ اس جگہہ ہم منکر اجماع کے حق مین
کچھہ نہین کہہ سکتے۔ منصفین شیعہ خود دانا ہین۔ سمجھہ لیوین۔ اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی کے
صفحہ ۵۶۰ پر منقول ہے عن ابی بکرۃ ان رجلاً قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رایت کان میزانا نزل
من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع
المیزان فساء لہا رسول اللہ یعنی فساءہ ذالک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء رواہ الترمذی و
ابوداؤد یعنی حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے جو ایک معتمد علیہ صحابی تہا مروی ہے کہ ایک شخص نے بحضور آنحضرت
علیہ السلام کے یون عرض کی کہ مینے خواب دیکہی ہے گویا ایک ترازو آسمان سے اوتری ہے پس تولے گئے آپ اور
حضرت ابابکر صدیق پس غالب آگئے آپ اور تولے گئے ابابکر و حضرت عمر پس غالب آئے ابابکر اور تولے گئے عمر و
حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پس غالب آئے حضرت عمر پہر اوٹہائی گئی وہ ترازو پس غمگین ہوئے آنحضرت
پس فرمایا آپنے یہہ جو تمنے دیکہا ہے خلافت نبوت ہے پہر دیویگا حقتعالے ملک جسکو چاہیگا۔ آنحضرت
نے جان لیا تہا کہ حضرت عمر کی خلافت کے بعد ظہور فتنون کا ہوگا اسیواسطے غمناک ہوئے اور اس خواب سے
تعبیر دی ہے کہ میرے پیچہے شیخین پر خلافت میری سنت کے مطابق کامل ہوگی اور اونکے پیچہے بھی خلافت ہوگی
مگر وہ اولین نرکہیگی اور تیس سال مین ختم ہوگی کما مر من حدیث سفینۃ رض اور اس حدیث مین ایک رمز ہے
وہ یہہ ہے کہ وزن اون چیزون مین ہوتا ہے جو ایکدوسرے سے قرابت رکہتی ہون اور اگر دیکہنے مین باہم
مساوی دکہائی نہ دیوین تو وزن مین کچھ معنے نہین رکہتین مثلاً ایک خرد ار کو دس خردار سے وزن نہین
کیا جاتا پس خلفاء ثلثہ کا رسول ص کے ساتھ تولے جانیکا درجہ بدرجہ اتصال اور قرابت رکہنے کی دلیل ہے اور
مولانا علی رض کو وزن نہ ہونیسے صریح ثبوت اسبات کا ہے کہ حضرت عثمان رض کی خلافت مین ظہور فتنونکا ہوگا

رسول خدا صلعم کا ثلثہ رض کو جنت کی بشارت دینا

اور خلیفہ ثالث مختیون مین پڑینگے اُنکے وزن ہونیکے بعد میزان کا اوٹھایا جانا اسی پر دلالت کرتا ہے جیسا
کہ اونکو رسولخداؐ نے ایک اور وقت مین امر مذکور کی صریح خبر دی تھی دیکھو صحیح مسلم مین باسنادہ عن ابی موسی
الاشعری قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حائط فجاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ ففتحت لہ فاذا ہو ابو بکر فبشرتہ فحمد اللہ ثم جاء عمر فقال النبی علیہ السلام افتح لہ
وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتح لہ وبشرہ بالجنۃ علی بلوی تصیبہ فاخبرتہ
فحمد اللہ ثم قال اللہ المستعان انتہی ملخصاً ومختصراً قطعہ - بعد احمد انتہی محکوم وحاکم چار اند + ناصران دین
نبوی در ورع ہشیار اند + صدق گویان ورضا جویانِ اللہ بے نیاز + نازنینِ مصطفیٰ و قاتلِ کفار اند +
ہر کہ داند دشمن ایشان راشود ملعون حق + زانکہ مقبولانِ صادق بر درِ غفار اند + اور سنن ترمذی مطبوعہ
مطبع مجتبائی دہلوی جلد ۲ مین صفحہ ۲۲۹ پر مروی ہے عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم امرءۃ فکلمتہ فی شیء فامرہا ان ترجع قالت یا رسول اللہ صلعم ارایت ان جئت ولم اجدک کانہا
ترید الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابا بکر یعنی آن حضرت علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور اون سے کسی
چیز کے بارہ مین کلام کی یا کوئی حاجت چاہی پس فرمایا اوسکو رسولخداؐ نے کہ پھر کسیوقت آئیو اوس عورت نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آؤن اور نہ پاؤن آپکو گویا ارادہ کرتی تھی حضرت کی وفات کا پس فرمایا آن حضرت
نے کہ اگر نہ پاوے تو مجھکو تو آئیو حضرت ابو بکر رض کے پاس - اس عورت کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت
کی مرض الموت مین حاضر خدمت اقدس ہوئی تھی پس یہ حدیث حضرت ابا بکر رض کی خلافت پر صریح دال ہے
نیز ترمذی جلد مذکور کے صفحہ ۲۲۸ پر مروی ہے عن عبد اللہ بن حنطب قال ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
رائی ابا بکر وعمر رضی اللہ عنہما فقال ہذان السمع والبصر یعنی آنحضرت علیہ السلام نے حضرت ابو بکر اور عمر رض کو
دیکھکر فرمایا کہ یہہ دونو بمنزلہ چشم وگوش کے ہین یعنی جیسے بدن مین چشم اور گوش باقی اعضا سے عزیز اور مشرف
تر ہین ویسے ہی دین مین یہہ دونون عزیز اور مشرف زیادہ ہین ~ ہمچو چشم وگوش در کونین ابو بکر و عمر
ہر کہ شد منکر بود صم وبکم فاقد البصر پس جب رسولخداؐ کی رائے عالی مین شیخین رضی اللہ عنہما امت کے
دین متین مین بمنزلہ چشم وگوش کے نظر آئے اور چشم وگوش کے سوائے بینائی وشنوائی ممکن نہین اسیواسطے
رسولخدا صلعم نے حضرت ابا بکر صاحب کو بحین حیات خود جملہ جہان کا پیشوا کرکے اپنی مسجد شریف مین آپ مصلے
پر مقرر فرمایا جسکا خلاصہ انشاء اللہ باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آئیگا +

دوسرا باب اوصاف چاریار کبار رضی اللہ عنہم مین

شیعہ نے رسالہ منبع الانصاف کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ پر لعبارت طویل تحریر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب رسول علیہ السلام کا آیت تطہیر مین داخل نہونے سے پاک ہونا بھی عیب وگناہ سے ثابت نہین اس لئے اصحاب رسول کے اقوال وافعال مین عیب وگناہ کو راہ ہے۔ مین کہتا ہون کہ یہہ محض دہوکہ دہی ہے معترض نے کلام ربانی کیا بلکہ اپنی کتب کو بھی نہین دیکھا حالانکہ علاوہ تفاسیر اہل سنت کے تفاسیر اہل شیعہ مین صحابہ رضوان اللہ علیہم کا پاک اور صادق ہونا صدہا آیات قرآن سے ثابت ہے۔ ازانجملہ پارہ قد سمع اللہ کی سورت حشر مین ہے للفقراء المھٰجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا و ینصرون اللہ ورسولہ اولٰئک ھم الصٰدقون۔ معتبر تفسیر شیعہ عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کی جلد ۲ مین صفحہ ۵۴۹ پر اس آیت کا ترجمہ اسطرح پر لکھا ہے کہ للفقراء المھٰجرین واسطے فقرا ہجرت کرنے والونکے اور مہاجرین سے وہ لوگ مراد مین کہ اپنے گھرون کو چھوڑکر مکہ سے طرف مدینہ کے روانہ ہوئے تھے اور وہ الذین اُخرجوا وہ لوگ ہین کہ نکالے گئے ہین من دیارھم گہرون اپنے سے کہ مکہ مین تھے واموالھم اور مالون اپنے سے کہ مال اونکے وہان پڑے ہے اور وہ مال اونکو اوٹھانے نہ دیے اور وہ فقراء مہاجرین ایسے ہین کہ یبتغون طلب کرتے ہین وہ لسبب ہجرت کے فضلا من اللہ فضل کو خدا سے ورضوانا اور رضامندی کو اللہ سے یعنی ہجرت اونکی واسطے سوداگری اور دنیا کی کسی غرض کے واسطے نہین ہے بلکہ واسطے خوشنودی اور رضامندی خدا کے ہے وینصرون اللہ اور مدد کرتے ہین وہ دین خدا کی اپنے مالون اور جانون سے ورسولہ اور پیغمبر اوسکے کی ہر مقام مین اولٰئک یہہ گروہ مہاجرون کے ھم الصٰدقون وہی ہین سچے قول مین اور فعل مین تم کلامہ من عمدہ اور تفسیر کبیر جلد ۸ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۷۸ مین ذیل تفسیر آیت مذکور مسطور ہے۔ انہ تعالٰی وصفھم باموراولھا انھم

فقراء وثانیھا انھم مہاجرون وثالثھا انھم اُخرجوا من دیارھم واموالھم ورابعھا انھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وخامسھا انھم ینصرون اللہ ورسولہ وسادسھا اولٰئک ھم الصادقون وتمسک بھذہ الآیۃ علی امامۃ ابی بکر لان ھٰؤلاء المھاجرین والانصار یقولون لابی بکر یا خلیفۃ رسول اللہ واللہ یشھد علی کونھم صادقین فوجب ان یکونوا صادقین فی قولھم یا خلیفۃ رسول اللہ انتھٰی ملخصا من عینہ قولہ

وتمسک آہ یعنی تمسک کیا جاتا ہے اس آیت کے ساتھہ حضرت ابابکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر
اس لئے کہ یہہ جماعت مہاجرین و انصار کی سب ابی بکر کو اسطرح پر پکارتے تہے کہ ای خلیفے آن حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حقتعالے شہادت دیتا ہے اونکے صادق ہونے پر پس واجب ہوا کہ ہوون وے
صادق انہی اس قول مین جو حضرت ابابکر کو خلیفہ رسول اللہ کے نام سے پکارتے ہین دیکہو مولف منبع الاضان
نے صحابہ کو کاذب قرار دینے مین کتنا بڑا ظلم کیا ہے خدا تو اونکو آیت مذکورہ مین صادق فرماتا ہے اور وہ اپنی
کور چشمی سے اونکو کاذب بتاتا ہے جس سے اونکی گمراہی اور لوگون کو گمراہ کرنیکا صریح ثبوت ہے۔ پہر پارہ لغیتذرون
کی سورۃ توبہ مین ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم
ورضوا عنہ واعد لہم جنت تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا ابداً الآیۃ شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ
مطبع یوسفی دہلوی کے جلد اصفحہ ۳۴۵ مین آیت کا ترجمہ اسطرح پر لکہا ہے اور سبقت کرنیوالے پہلے مہاجرین
اور انصار مین سے اور وہ لوگ کہ پیروی کی ہے اونہون نے اون سابقون کے ساتھ نیکی کی اپنے ایمان اور طاعت
مین اور وہ لوگ اصحاب رسول خدا ہو گئے ہین جو کہ بعد اون سابقین کے ایمان لائے ہین بلکہ کہتے ہین کہ
جو لوگ قیامت تک اونکی پیروی کرین وہ بہی اسمین داخل ہین اور فرماتا ہے کہ رضی اللہ عنہم آہ راضی
ہے خدا اون سے بسبب اونکے ایمان اور طاعت کے اور راضی ہین وہ بہی اوس خدا سے بسبب حصول
نعیم دنیا اور آخرت کے اور تیار کیا ہے خدا نے واسطے اونکے بہشتون کو الخ اور حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالے نے پہلے مہاجرین کا ذکر کیا اسواسطے کہ اونکا درجہ سابق ہونیکا ہے اور بعد
اونکے انصار کا ذکر کیا اور بعد اونکے تابعین کا ذکر کیا ہر ایک قوم کو اونکے درجہ او مرتبہ پر رکہا انتہی بلفظہ من
عینہ یہان بعض شیعہ کہتے ہین کہ اس آیت مین سبقت الی الایمان مراد ہے نہ سبقت الی الہجرت اور پہر سابقین
اولین مین سے صرف حضرت مولانا علی کو ہی شمار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ سب سے پہلے ایمان لائے ہین
کہتا ہون کہ منصفین حضرات شیعہ خوب جانتے ہین کہ الف لام جب صیغہ جمع پر واقع ہو تو وہ استغراق اور
عموم کے معنے دیتا ہے۔ اس حالت مین ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالے جملہ صحابہ رض مہاجرین اور انصار بلکہ
تابعین کو بہی بشارت اپنی خوشنودی اور جنت کی دیتا ہے پس جب خدا تعالے علام ما فی القلوب
اور ازل سے ابد تک کا واقف اسطرح سے فرما دے تو کاذب جاننے والا صحابہ کرام کو مکذب خدا و رسول
کا ہوگا۔ اور بالفرض والتقدیر اگر سبقت الی الایمان ہی مراد ہو تو پہر بہی سابقون اولون کے زمین

تو حضرت ابابکر صدیق ہی ہونگے کیونکہ وہ جماعہ صحابہ سے پہلے ایمان لائے ہین۔ جیسا کہ سنن ترمذی مطبع
مجتبائی دہلی کی جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ پر لکہا ہے قال ؏ اول من اسلم من الرجال ابوبکر الصدیق واسلم علی
وہو غلام۔ پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی قال عمرو بن مرۃ فذکرت
ذالک لابراہیم النخعی فانکرہ وقال اول من اسلم ابوبکر الصدیق ہذا حدیث حسن صحیح انتہی من عینہ
پھر پارہ واعلموا ربع اول مین ہے والذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ والذین آوَوا ونصروا
اولئک ہم المومنون حقا لہم مغفرۃ ورزق کریم ٭ شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر البہتیہ مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی
لاہور کی جلد ا صفحہ ۴۸۵ مین اس آیت کا ترجمہ یون لکہا ہے وآنانکہ ایمان آوردند و ہجرت نمودند با پیغمبر
از مکہ بمدینہ وجہاد کردند در طاعت خدا تعالے وآنانکہ بعد از ایمان مہاجرین راجائے دادند ایشانرا آن
گروہ مہاجرین وانصار ایشانند گرویدگان وتصدیق کنندگان مر خدا را ورسول را براستی ودرستی
ومر ایشان راست آمرزش وروزی نیکو ایشانرا در تحصیل آن مشقتی تمّ کلامہ من عینہ۔ اب دیکھو شیعہ کو
نے بغض اصحاب مین آیت شریفہ کیا بلکہ اپنی کتب کو بھی پس پشت ڈالدیا اور اپنے گھر کی خبر بھی لی حقتعالے
تو اون بزرگوارون کو مومن صادق فرماوے اور شیعہ اونکو کاذب کہین اور حقتعالی تو اونکے لیے مغفرت
ورزق کریم کا وعدہ فرماوے اور یہ موذی اونکو ناری کہین معاذ اللہ۔ پھر سورۂ حدید مین ہے۔
لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا
وعد اللہ الحسنی الآیۃ یعنے نہین برابر تم مین سے وہ کہ جسنے خرچ کیا مال اپنا پہلے فتح مکہ سے اور جنگ کیا
ساتھ کافرون کے وہ جماعت بزرگ ترہین ازروئے درجہ اون لوگون سے جنہون نے خرچ کئے مال اپنے
بعد فتح ہونے مکہ کے اور قتال کیا ہے اونہون نے آہ۔ فی الجملہ حقتعالے نے قتال کنندگان پیش از
فتح مکہ کے لئے قاتلین پس از فتح مکہ سے زیادہ تر درجہ عطا کیا ہے لیکن سبہون کے لئے وعدہ بہشت
کا فرمایا بقولہ وکلا وعد اللہ الحسنٰے یعنے سب مجاہدین وغازیان پیش وپس از فتح مکہ کے لئے
اللہ تعالے نے بہشت کا وعدہ کیا ہے۔ اس آیت کے ذیل مین تفسیر مدارک نسفی کے جلد ۴ اور تفسیر
کبیر جلد ۸ کے صفحہ ۴۴ مین بعبارات مختلفہ یک مضمون لکہا ہے کہ ان ہذا الآیۃ نزلت فی ابی بکر
لانہ اول من اسلم واول من انفق فی سبیل اللہ وخاصم الکفار حتی ضرب ضربا اشرف بہ علی الہلاک
یعنی یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین کیونکہ انہون نے پہلے اسلام قبول کیا

اول من اسلم ابوبکر الصدیق آہ

آیت فتح وفضل صدیق اکبر رض

اور پہلے خرچ کیا مال اللہ کی راہ مین اور جنگ کیا کفار کے ساتھ یہان تک کہ مجاہدون مین اپنی ہلاکت
کے نزدیک پہونچ جاتے تہے۔ اور اگر شیعہ کہین کہ نفقہ دینا اور قتال کرنا پہلے فتح مکہ سے مولانا علی کا
کام تہا تو اسکا جواب یہ ہے جو تفسیر کبیر کے صفحہ مذکور مین لکھا ہے۔ ان ابابکر کان اول من قاتل علی الاسلام
وذالک لان علیاً کان فی اول ظہور الاسلام صبیاً صغیراً ولم یکن صاحب القتال واما ابوبکر فانہ کان شیخاً مقدماً
حتی ضرب ابحھی من حبیہ۔ پہر پارہ واعلموا ربع اول مین ہے یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین یعنے
اے پیغمبر کافی ہے تجہے خدا اور وہ جو تابع ہوا تیرا مومنون سے۔ تفسیر بیضاوی مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی جلد اکے صفحہ
۳۲۳ مین لکھا ہے۔ اسلم مع النبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ثلثۃ وثلثون رجلاً وست نسوۃ ثم اسلم عمر فنزلت ولذالک
قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ہذہ الآیۃ نزلت فی اسلامہ۔ یعنے اسلام لائے آنحضرتؐ کے ساتھ ۳۳
مرد اور ۶ عورتین پہر اسلام سے مشرف ہوئے حضرت عمر پس نازل ہوئی یہہ آیت اور اسیواسطے فرمایا ابن
عباس نے کہ یہہ آیت نازل ہوئی ہے اسلام عمر مین اس تقدیر پر یہہ آیت مکی ہے اس لئے اسلام لانا حضرت عمر
کا ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین ہوا پس جو قتال وجدال آیت فتح لایستوی سے آگے گذرے ہین اونمین
حضرت عمر بہی شامل تہے اس لئے وہ بہی من قبل الفتح مین داخل ہوکر اعظم درجہ مین سے ہین ۔ ع ۔ چون
زقدرت شمع افروزد خدا ٭ تف زنندہ خود بسوزد ریش را ٭ پہر پارہ ربما سورۃ النحل مین ہے
والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا الی قولہ وعلی ربہم یتوکلون۔ شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ
مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ا مین صفحہ ۴۴۷ پر اس آیت کا ترجمہ یون لکہا ہے اور جن لوگون نے وطن
اپنا چہوڑا خدا کی راہ مین اوسکی رضامندی کیواسطے بعد اوسکے کہ ظلم کئے گئے ہین وہ مراد اس سے وہ اصحاب
رسولخدا صلعم ہین جنہون نے قریش کے ظلم سے اپنے وطن مکہ معظمہ کو ترک کیا اور مدینہ منورہ کی سکونت اختیار
کی اسواسطے کہ تاکہ جگہہ دین ہم اونکو اچہی اور حسنہ صفت مدینہ منورہ کی ہے اور البتہ ثواب آخرت کا بہت
بڑا ہے اونکے واسطے دنیا کے مالون اور فائدون سے کہ وہ چند روزکے ہین اگر ہین وہ کفار جانتے کہ
خدا تعالے نے واسطے مہاجرین کے تیار کیا ہے وہ لوگ ہین مہاجرین کہ صبر کیا اونہون نے وطن کو چہوڑنے پر
اور اوپر پروردگار اپنے کے توکل کرتے ہین وہ مہاجرین اور سب کام اپنے اوسکے سپرد کرتے ہین تمم کلامہ
عینہ اب اے شیعیو ذرہ تو ہوش کرو اور بنظر انصاف وغور اپنی ہی کتب کو ملاحظہ فرماؤ اور چہرہ ملامت
گریبان مین ڈالو۔ واللہ ہو الہادی۔ پہر سورہ فتح مین ہے۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک

تحت الشجرۃ الآیۃ عمدۃ البیان شیعہ کی تفسیر کے جلد ۲ مین صفحہ ۴۵۶ پر اس آیت کے ذیل مین لعبارت طویل بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ جب رسولخدا صلعم مدینہ منورہ سے کعبہ شریفہ کی زیارت کو آتے تھے اور جنگل حدیبیہ مین اوترپڑے تو ایک مرد جو اس خزاعی نام کو مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا کہ وہان خبر کرے کہ آنحضرت صلعم کوئی لڑائی کرنے کو نہین آئے ہین بلکہ طواف کعبہ کو تشریف لائے ہین اوس مرد نے یہہ پیغام قریش مکہ کو پہونچایا اہل مکہ نے اوسکے قتل کا ارادہ کیا وہ شخص وہان سے بھاگا اور سید علیہ السلام کو اس قصہ سے مطلع کیا آپنے پھر حضرت عثمان بن عفان کو مکہ معظمہ کیطرف بھیجا جب عثمان رضی اللہ عنہ نے پیغام مذکور ادا کیا تو کفار نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکہ معظمہ مین ہرگز نہ داخل ہونے دینگے اگر تم چاہتے ہو تو طواف کرکے چلے جاؤ حضرت عثمان نے کہا کہ مین سید عالم علیہ السلام سے پہلے کبھی طواف نہ کرونگا اور جب واپس ہونیکا ارادہ کیا تو کفار نے اونکو قید کردیا اور حدیبیہ مین عثمان کے قتل ہونیکی خبر مشہور کراوی پس رسولخدا صلعم نے صحابہ کو درخت کے نیچے جمع کرکے بیعت لی کہ کفار سے جنگ کرین اور جدال و قتال سے منھہ نہ پھیرین یہانتک کہ مارے جائین یا فتح کرین پس اصحاب نے اسی شرط پر بیعت کی اور وہ ایک ہزار اور پانسو پچیس آدمی تھے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم آج کے دن بہتر اہل زمین کے ہو اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہین کیونکہ حقتعالے نے اونکے شان مین فرمایا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبہم الآیۃ یعنی البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ تعالے مومنین سے جس وقت وہ بیعت کرتے تھے تجھسے یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیچے درخت سمرہ کے پس جانا اللہ نے جو کچھہ ہے اونکے دلون مین یعنی اونکے اخلاص و صدق و وفا سب اللہ جانتا ہے تم الکلام من تفسیر الشیعہ عمدۃ البیان۔ اب اے حضرات شیعہ فرمائیے کہ یہہ پندرہ سو پچیس آدمی بیعت کنندگان جو آپکی کتابون سے ثابت ہوتے ہین جو بیعت موصوفہ سے مشرف ہوکر جنت کی بشارت پاوے ہین یہہ آپکے نزدیک کون تھے کیا وہی آپکے دو چار بزرگوار تھے یا سب اکابران صحابہ رضی اللہ عنہم۔ اور صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھہ جلد ۲ کے صفحہ ۵۹۸ پر مروی ہے عن جابر رضی اللہ عنہ قال کنا یوم الحدیبیۃ الف واربعمائۃ یعنی تھے ہم حدیبیہ مین بیعت کرنیوالے ایکہزار چارسو آدمی۔ اور اللہ تعالی نے ماقبل آیت مذکورکے فرمایا ہے۔ من یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت یعنی جو کوئی طاعت کرتا ہے اللہ اور اوسکے رسول کی داخل کریگا اوسکو بہشت مین۔ تفسیر کبیر جلد ۷ کے صفحہ ۵۶۹ مین لکھا ہے۔ ان اللہ تعالی جعل لہ ایۃ

والرسول علامتہ لادخال الجنۃ فی ہذہ الآیۃ بیّن ان طاعۃ اللہ ورسولہ وجدت من اہل بیعۃ
الرضوان اما طاعۃ اللہ فالاشارۃ الیہا بقولہ لقد رضی اللہ عن المومنین واما طاعۃ الرسول
فبقولہ اذ یبایعونک تحت الشجرۃ یعنی اللہ نے کی ہے اطاعت اللہ اور رسول کی علامت داخل کرنی
بہشت کی پس اس آیت میں بیچ بیان کیا کہ طاعت خدا اور اوسکے رسول کی بیعت رضوان والون سے
پائی گئی چنانچہ طاعت اللہ کے ثبوت کا تو قول لقد رضی اللہ عن المومنین اور طاعت رسول کے ثبوت کا قول
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ مین اشارہ ہے۔ پہر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فعلم ما فی قلوبہم علم اللہ قبل الرضا لانہ علم
ما فی قلوبہم من الصدق والصفا فرضی عنہم الخ یعنی علم خدا کا ہے پہلے رضا سے اس لئے کہ جب معلوم کیا
حق تعالیٰ نے جو کچھ اونکے دل مین ہے صدق اور صفائی سے پس راضی ہوا اون سے۔ انتہی۔ پہر پارہ حٰم

قولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیہم

کی سورت فتح مین ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم الآیۃ یعنی تحقیق وہ
لوگ جو بیعت کرتے ہین تیری جنگل حدیبیہ مین نہین بیعت کرتے مگر اللہ تعالیٰ کی اللہ کا ہاتھ ہے اونکے ہاتھ
تفسیر کبیر جلد ۷ کی صفحہ ۵۶۳ پر اس آیت کی نیچے لکھا ہے ید اللہ فوق ایدیہم صار حافظا لہم علی البیعۃ
الی آخرہ یعنی اللہ کا ہاتھ اونکے ہاتھ پر ہوا نگہبان اونکا بیعت پر اور تفسیر مدارک کی جلد ۴ مین ذیل تفسیر
اس آیت کی حضرت جابر سے مروی ہے۔ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحت الشجرۃ علی الموت
فما نقض منا البیعۃ الا الجد بن قیس وکان منافقا۔ پہر پارہ واعلموا سورت توبہ مین ہے الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ

آیت وقصہ غار

اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ
الخ یعنی اگر نصرت نہ دو تم پیغمبر خدا صلعم کو تو کیا باک ہے پس تحقیق نصرت دی ہے اوسکو اللہ نے جسوقت
اوسکو نکالا کافرون نے مکہ معظمہ سے دوسرا دو تن کا تہا جب دونون یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وابوبکر غار مین تہے جسوقت کہنے لگا حضرت محمد صلعم اپنے رفیق حضرت ابوبکر کو تو غم نہ کہا تحقیق اللہ تعالےٰ
ہمارے ساتھ ہے پس اوتاری اللہ نے تسکین اپنی ابوبکر رض پر۔ اس آیت مین حضرت ابابکر کی فضیلت
وجوہات کثیرہ سے ثابت ہے جنمین سے بوجہ خوف طوالت صرف بعض بطور مشتے نمونہ از خروارے بیان کی
جاتی ہین تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کی جلد ۴ کی صفحہ ۴۶۳ پر اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے۔ ان قریشا
ومن بمکۃ من المشرکین تعاقدوا علی قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنزل واذ یمکر بک الذین
کفروا الآیۃ فامرہ اللہ تعالیٰ ان یخرج ہو وابوبکر اول اللیل الی الغار فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والو بکر وامر علیًا ان یضطجع علی فراشہ یعنی مکہ کے مشرکین نے آنحضرت ؐ کے مارڈالنے پر ایکدوسرے
سے مشورہ کیا (اور رات کے وقت جب سب جمع ہو کر خفیہ رسولخدا ؐ کے گھر مبارک کیطرف نکلے تو یہ آیت
نازل ہوئی آیت واذ یمکر بک الذین آہ جو سورۃ انفال مین ہو اور حق تعالے نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا
کہ جھٹ نکلجاؤ اور ابو بکر بھی پہلا حصہ رات مین غار کیطرف پس نکلے آنحضرت علیہ السلام وابابکر رض دونو اور
آنحضرت ؐ نے حضرت علی کو فرمایا کہ آپ سو رہو میرے فرش پر کفار کو دفع کرے اور شرمندہ کرنیکیلئے انتہی پھر جب
پہونچے آنحضرت ؐ اور ابو بکر غار پر تو دخل ابو بکر الغار اولًا یلتمس ما فی الغار داخل ہوئے ابو بکر غار مین پہلے تا کہ
ڈھونڈ ہین جو کچھ ہو غار مین مانند سانپ وغیرہ مضر جانور کے پس فرمایا اونکو آنحضرت ؐ نے کہ کیون تم پہلے غار
مین مجھسے داخل ہوتے ہو حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری مان باپ آپ پر قربان ہو وین اگر
غار مین کچھ اشیاء مضر ہو وہ اصابہی ڈونک مجھے پہونچے نہ آپکو اور غار مین چند سوراخ تھے جنکو حضرت
ابو بکر نے بند کیا (جیسا مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے صفحہ ۵۵۶ مین مروی ہے کہ حضرت ابو بکر نے
غار کو صاف کیا اور اوسمین چند سوراخین دیکھین فشق ازارہ وسدّہا بہ وبقی منہا اثنان فالقمہما رجلیہ ثم
قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلعم ووضع راسہ فی حجرہ فنام فلدغ ابو بکر
فی رجلہ من الجحر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ
صلعم فقال مالک یا ابا بکر قال لُدغت فداک ابی وامی فتفل الرسول صلعم فذہب ما یجدہ ثم انتقض
علیہ وکان سبب موتہ یعنی کئی سوراخ دیکھنے کے بعد حضرت ابو بکر رض نے اپنی چادر کو پھاڑا اور ان سوراخون
کو چادر کی ٹکڑون سے بند کیا اور باقی رہے اونمین سے دو سوراخ پس دیدیے اونمین حضرت ابو بکر نے
اپنے پاؤن لقمہ کی مانند تا کہ ہرگز راہ نکلنے موذی جانور کا نرہے پھر آنحضرت ؐ سے کہا کہ آپ اسمین داخل
ہو جئے پس رسولخدا ؐ غار مین داخل ہوئے اور رکھا سر مبارک اپنا حضرت ابا بکر رض کی گود مین پس سو گئے
اتنے مین سوراخ سے ایک سانپ نے حضرت ابو بکر کے پاؤن کو کاٹا اسپر حضرت ابو بکر اس خیال سے کہ مبادا حضرت
نہ جاگ اٹھین اپنی جگہ سے تو متحرک نہ ہوئے مگر شدت درد سے اونکے آنسو ٹپک کر حضرت کے چہرہ مبارک پر
آپڑے جسپر آپ بیدار ہو گئے اور فرمایا کیا ہوا تجھے اے میری جان کے ٹکڑے کس لئے روتا ہے کہا ابو بکر نے
مین کاٹا گیا ہون میرے مان باپ آپ پر قربان ہو وین یارسول اللہ صلعم اسپر آپنے دہن مبارک سے زخم
پر لب لگا دیا جسّے درد جاتا رہا مگر اخیر عمر مین اسی زہر نے پھر رجوع کیا اور اسی سے اونکی شہادت ہوئی جیسا

(رسول علیہ السلام کو اس زہر کے اثر سے شہادت ہوئی تھی جو بکری کے گوشت میں خیبر کے دن اونکو کھلایا گیا تھا) جب داخل ہوئے رسول خدا مع ابوبکر رض کے غار میں فبعث اللہ حمامتین فباضتا فی اسفلہ والعنکبوت نسجت علیہ یعنی حقتعالی نے بھیجا دو کبوتروں کو پس انڈے دیئے اونہوں نے گذرنے کی جگہ میں اور خدا تعالے کے حکم سے عنکبوت (مکڑی) نے جالا تنا غار کے مونہہ پر اور فجر کے وقت کفار ڈھونڈتے ہوئے جب غار پر پہونچے اور نزدیک ہوئے تو دیکھا اونکو دونو غار والوں نے فبکی ابوبکر رضی اللہ عنہ خوفاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال علیہ السلام لاتحزن ان اللہ معنا فقال ابوبکر ان اللہ لمعنا فقال الرسول نعم فجعل یمسح الدموع عن خدہ یعنی روئے ابوبکر خوف ایذا سے آنحضرت پر پس فرمایا آنحضرت نے کہ نہ غم کر تحقیق اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے پس عرض کی ابوبکر نے کہ کیا اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے ہاں پس خشک کیا ابوبکر نے آنسوؤں کو اپنے رخسارہ سے

وروی ان حسن ابن علی رضی اللہ عنہما انہ کان اذا ذکر بکاء ابی بکر بکی واذا ذکر مسحہ الدموع مسح ہو الدموع یعنی حضرت امام حسن اپنی حیاتی میں جب حضرت ابوبکر کا رونا واقعہ غار کا یاد کرتے تھے تو روتے تھے اور جب اونکے آنسون خشک کرنیکو یاد کرتے تھے تو اپنے رخسارہ کے آنسوؤں کو خشک کرتے تھے

فلما طلع المشرکون فوق الغار اشفق ابوبکر ثانیاً علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقال ان تصب الیوم ذہب دین اللہ فقال رسول اللہ صلعم ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما جب چڑھے کفار اوپر غار کے تو خوف کیا ابوبکر رض نے دوبارہ آنحضرت ع پر اور کہا کہ اگر آج کے دن آپکو ضرر پہونچایا گیا تو حقتعالے کا دین زائل ہو جائیگا اسپر حضرت نے فرمایا ای ابابکر کیا ہے گمان تیرا اون دو شخصوں کے ساتھ جنکا تیسرا اللہ تعالی ہو

حضرت ابابکر صدیق رض کے فضایل واقعہ غار سے

ودلت ہذہ الآیۃ علی فضیلت ابی بکر من وجوہ الاول انہ علیہ السلام لما ذہب الی الغار لاجل انہ کان یخاف الکفار یعنی یہہ آیت دلالت کرتی ہے حضرت ابابکر رض کی فضیلت پر کئی وجہہ سے پہلی یہہ کہ رسول خدا غار میں خوف کفار سے گئے تھے کیونکہ وہ آنحضرت ع کے قتل پر مستعد تھے پس ایسے خوف شدید اور ہولناک موقعہ پر حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا اس لئے کہ انہ علیہ السلام کان قاطعاً علی باطن ابی بکر بانہ من المومنین المحققین الصادقین الصدیقین یعنی آنحضرت ع یقین کرنیوالے تھے حضرت ابابکر کے ضمیر منیر پر بایں وجہ کہ وہ مومنوں محققوں بہت صادقوں میں سے تھا اگر نہ ہوتا ابی بکر صادق القلب تو نہ ہمراہ لاتے اوسکو سید عالم صلعم اس غار میں اور خوف کرتے کہ کافروں کے پہونچنے کے وقت مخبری کرے گے

بجہہ مرواڈالیگا فلما استخلصہ لنفسہ فی تلک الواقعۃ دل انہ علیہ السلام کان قاطعا بان باطنہ علے

وفق ظاہرہ والوجہ الثانی وہو ان الہجرۃ کانت باذن اللہ تعالے وکان فی خدمت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم جماعۃ من المخلصین وکانوا فی النسب الی شجرۃ رسول اللہ صلعم اقرب من ابی بکر اور وجہ

دوسری یہہ ہیکہ ہجرت حقتعالے کے اذن سے تھی اور رسولخداﷺ کی خدمت اقدس مین ایک جماعت صحابہ

خالصین کی موجود تھی حال آنکہ وہ شجرہ نسب مین آنحضرت علیہ السلام کو ابوبکر سے اقرب تہے لیئے حضرت

ابابکر رض کی نسبت آنحضرت کے نسب نامہ سے دور جاکر ملتی تھی اور کئی اصحاب مثل حضرت علی وغیرہ کے

رسولخداﷺ کی شجرہ نسب کو ابی بکر سے بہت قریبی تہے جنکی نسب کا خلاصہ انشاء اللہ باب تعریف اہل بیت

مین بیان کیا جائیگا۔ پس جب ابوبکر جملہ اقربا سے زیادہ عزت اور رتبہ کا مستحق تہا تو اسیواسطے حقتعالے

نے اپنے حبیب کو فرمایا کہ ان یستصحب ابابکر فی تلک الواقعۃ الصعبۃ الہائلۃ ہم رفیق کرے ابوبکر کو

واقعہ غار سخت ہولناک مین وتخصیص اللہ ایاہ بہذا التشریف دل علی منصب عال لہ فی الدین اور اللہ

تعالی کا خاص کرنا ابوبکر کو اس مہربانی سے دلالت کرتا ہے اونکے بلند مرتبہ پر دین مین۔ والثالث ان کل

من سوی ابی بکر فارقوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما ہو فما سبق رسول اللہ صلعم کغیرہ بل صبر

علی موانستہ وخدمتہ وملازمتہ عند ہذا الخوف الشدید الذی لم یبق معہ احد وذالک یوجب الفضل العظیم

تیسری وجہ یہہ کہ بہت لوگ ابی بکر کے بغیر آنحضرت ﷺ سے جدا ہو گئے تہے مدینہ منورہ کیطرف۔ لیکن

ابوبکر رض نے اورون کیطرح آنحضرت ﷺ پر سبقت نہین کی بلکہ صابر رہے آنحضرت کی دوستی وملازمت

پر خدمت اقدس مین ایسے خوف شدید مین جسکی سبب سے کوئی ایک بھی اونکے نزدیک نہین رہا تہا پس

قایم ہونا حضرت ابوبکر کا خدمت عالیہ مین اور نہ جدا ہونا اس نعمت سے اونکی فضیلت کو واجب کرتا ہے۔

والرابع انہ سماہ ثانی اثنین فجعل ثانی محمد حال کونہما فی الغار اور چہارم یہہ کہ اللہ تعالے نے ابوبکر رض

کو ثانی اثنین فرمایا۔ پس خدا تعالی نے کیا اونکو ثانی محمد علیہ الصلوۃ والسلام کا غار مین۔ واعلم انہ رضی اللہ

عنہ کان ثانی محمد فی اکثر المناصب الدینیۃ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما بعث الی الخلق و

عرض الاسلام علی ابی بکر آمن ابوبکر رضی اللہ عنہ ثم ذہب ہو وعرض الاسلام علی جماعۃ احبتہ الصحابۃ

والکل آمنوا علی یدیہ ثم انہ جاء بہم الی رسول اللہ صلعم بعد ایام قلائل فکان ہو رضی اللہ عنہ ثانی اثنین

فی الدعوۃ الی اللہ تعالی یعنی حضرت ابوبکر محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے ثانی تھے اکثر مراتب دینیات مین

وجوہات ثانی اثنین

چنانچہ جب رسولخدا صلعم مبعوث کئے گئے اور حضرت ابوبکر پر سب مردون سے پہلے اُنہون نے اسلام کو ظاہر
کیا تو ایمان لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر ابوبکر نے جا کر ایک بڑی جماعت صحابہ مثل عثمان و زبیر رض وغیرہ پر
اسلام کو ظاہر کیا اور وہ سب مشرّف باسلام ہوئے اور چند ہی یوم کے بعد اونکو حضرت ابوبکر آنحضرت صلعم
کی خدمت مین لائے۔ پس اسصورت مین ابوبکر خدا کے دین کیطرف لوگون کو بلانے مین آنحضرت صلعم کے
ثانی ہوئے۔ و ایضاً کلّما وقف النبیّ علیہ السلام فی غزوۃ کان یقف ابوبکر فی خدمتہ و لا یفارقہ فکان
ثانی اثنین فی مجلسہ۔ اور نیز جب آنحضرت صلعم قتال و جدال مین کہڑے ہوتے تھے تو اوسوقت بھی ابوبکر
اونکی خدمت مین کہڑے رہتے تھے اور اون سے جدا نہین ہوتے تھے۔ فلمّا مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
قام ہو رضی اللہ عنہ مقامہ فی امامۃ النّاس فی الصلوۃ فکان ثانی اثنین جب مریض ہوئے آنحضرت صلعم
تو قایم ہوئے ابوبکر رض اونکی جا بجا لوگونکی امامت کرنے مین۔ پس ہوا ثانی آنحضرت کا۔ و لمّا توفّی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم فاعطاہ اللہ الخلافۃ بعد رسول اللہ صلعم فکان ثانی اثنین۔ اور جب فوت ہوئے رسولخدا صلعم
تو حقتعالی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت حسنہ و جمیلہ عطا کی۔ پس بعد وفات سرور کائنات ہوئے رضی اللہ
عنہ ثانی محمد علیہ السلام کے۔ و لمّا توفّی ہو رضی اللہ عنہ دُفن بجنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فکان
ثانی اثنین ہنالک ایضاً اور جب حضرت ابوبکر فوت ہوئے تو دفن کئے گئے آنحضرت صلعم کے پہلوے مبارک مین پس

اشکال شیعہ بقولہ ثانی اثنین

وہان بھی اپنے روضہ مبارک مین بھی ہوئے ثانی محمد علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام کے حشر تک۔ **طعن شیعہ**
ثانی اثنین ہونا حضرت ابوبکر کا رسول علیہ السلام کیساتھ کچھ فضیلت نہین رکھتا اللہ تعالی کے رابع و خامس
ہونے سے ہر ثلثہ و اربعہ پر دیکھو سورۂ مجادلہ مین ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم و لا خمسۃ الا ہو سادسہم
الخ۔ اور یہہ آیت عام ہے ہر مومن و کافر کو۔ پس جب حقتعالی کی معیت انسان کی فضیلت پر دلالت
کنندہ نہوئی تو رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی معیت کسطرح انسان کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے **جواب**۔ اس طعن
کا یہہ ہے کہ آیت سورہ مجادلہ مین اللہ تعالی کا رابع و سادس ہونیسے یہہ مراد ہے کہ اللہ تعالی اپنے علم غیب سے اہالیان
نجوی کے دلون کی باتون کو جانتا ہے اور قول ثانی اثنین سے اللہ تعالی کا حضرت ابوبکر کو مخصوص کرنا مراد ہے
اور اوس وصف سے موصوف ہونا تعظیم مین داخل ہے۔ اور پہلے گذرا ہے کہ آنحضرت کا ابابکر کو ہمراہ لیجانا اسواسطے ہوا تھا کہ وہ مخلص
اونکو صادق القلب و معتمد علیہ جانتے تھے فاین احد الجانبین من الآخر۔ **طعن دوم**۔ ان علیّاً و فاطمۃ والحسن والحسین
رضی اللہ عنہم کانوا قد احتجبوا تحت عباءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فجاء جبرئیل علیہ السلام

فجعل نفسہ سادسًا لہم وذالک اوجب الفضل العظیم علی ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ **جواب**۔ یا قوم ہدیکم اللہ کیف ہو خیر منہ لقولہ ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما و لقولہ ان اللہ معنا۔ یعنی اے قوم تمہین خدا تعالیٰ ہدایت کرے ان بزرگوارون کا چادر عصمت مین داخل ہونا کسطرح افضل ہے اُس فضیلت سے جو رسولخدا صلعم نے حضرت ابابکر کو فرمایا۔ باثنین اللہ ثالثہما اُن دو شخصون کے ساتھ یعنی ہم دونون کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے اور فرمایا کہ ان اللہ معنا تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اگر مولا علی اور جناب فاطمہ و مرحومین حسنین علیہم الرضوان نے معہ جبریل علیہ السلام کے چادر عصمت کے سایہ کے نیچے داخل ہوکر رتبہ عالیہ پایا تو حضرت ابابکر رضہ نے غار مین داخل ہوکر ثانی اثنین اور ان اللہ معنا کا رتبہ عالی پایا اب ثابت ہوگیا کہ دخول غار جو ایک سخت ہولناک جگہ تھی اوسمین حقتعالیٰ کی معیت دخول چادر مبارک موضع و معیت جبرائیل علیہ السلام سے بہت غالب ہے۔ واللہ ہو الہادی فافہم۔ **طعن شیعہ**۔ ابوبکر کو رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا صاحب کہنا لقولہ اذ یقول لصاحبہ اسمین کیا تعظیم ہے دیکھو کسی ایک مقام مین کافر کو بھی صاحب مومن کا کہدیا گیا ہے جیساکہ سورہ کہف مین ہے۔ قال لہ صاحبہ وہو یحاورہ اکفرت بالذی خلقک من تراب الآیتہ۔ **جواب**۔ اللہ اکبر شیعہ کا ذہن بہت کہل گیا ہے یہہ نہین جانتے کہ سورہ کہف مین لفظ صاحب کے بعد اللہ تعالیٰ اہانت اور خواری کو ذکر کرتا ہے۔ جیسا اکفرت بالذی آہ اور آیت غار مین لفظ صاحب کے بعد اجلال اور تعظیم کو ذکر کرتا ہے۔ جیسا لا تحزن ان اللہ معنا فای مناسبتہ بین البابین لولا فرط العداوۃ۔ پس کیا مناسبت ہے درمیان بابین مذکورین کے اگر زیادتی اور غلبہ عداوت کا نہ ہوتا۔ والخامس فی دلالتہ ہذہ الآیتہ علے فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ قولہ ان اللہ معنا فنقول بعبارۃ اخری ان ابابکر کان اللہ معہ وکل من کان اللہ معہ فانہ یکون من المتقین المحسنین لقولہ تعالےٰ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون والمراد منہ الحصر والمعنی ان اللہ مع الذین اتقوا لا مع غیرہم وذالک یدل علے ان ابابکر رضی اللہ عنہ من المتقین المحسنین یعنی وجہ پنجم حضرت صدیق اکبر کی فضیلت پر یہہ ہے جو فرمایا اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے پس اب ہم دوسری وجہ سے ذکر کرتے ہین کہ حقتعالیٰ ابوبکر رضہ کے ساتھ تھا اور جسکا ساتھی اللہ تعالیٰ ہو تو وہ پرہیزگارون سے ہوتا ہے جیساکہ پارہ سبحان الذی کی آیت مین فرمایا۔ ان اللہ مع الذین اتقوا الی آخرہ۔ یعنے تحقیق اللہ تعالیٰ اُن لوگون کے ساتھ ہے جنہون نے خوف کیا ہے اوسکا۔ اور یہی لوگ مین محسن اتقی

اذ یقول لصاحبہ پر شیعہ کا اعتراض

حضرت ابابکر رضہ کی فضیلت لقولہ ان اللہ معنا

مراد اس سے حضرؐ کی معیت ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ حقتعالے پرہیزگارون کے ساتھہ ہے نہ غیر پرہیزگارون کی۔ اور یہہ صریح ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پرہیزگار ہونے پہ ہے۔ والسادس

عبدالرحمن و اسماء رضی عنہما کا غار مین طعام لانا۔

من ہذہ الآیۃ دلیل علی فضل ابی بکر انہ اشتری الراحلۃ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و علی ان عبدالرحمن بن ابی بکر و اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم ہما اللذان کانا یاتیانہما بالطعام کما روی ان جبریل علیہ السلام اتاہ وہو جائع فقال ہذہ اسماء بنت ابی بکر قد اتت بالطعام ففرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واخبرہ ابا بکر یعنی وجہہ ششم دلیل ہے اس آیت سے حضرت ابی بکر رضہ کی فضیلت پر بدینوجہہ کہ اونہون نے اونٹ واسطے سواری رسولخدا صلعم کے خریدا تہا اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر علیہم الرضوان پر یہہ دونو آتے تھے اونکی پاس غار مین طعام لیکر جیسا کہ مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت پر غار مین نازل ہوے۔ بحالیکہ وہ بہت گرسنہ تہے پس کہا وحی نے یا رسول اللہ صلعم ابہی اسماء بنت ابی بکر طعام لیکر آتی ہے جسنے آپ خوش ہوے اور ابوبکر رضہ کو اسکی خبر دی۔ پہر جب حقتعالے نے اپنے حبیب کو تین روز کے بعد حکم دیا کہ آج غار سے نکلو اور مدینہ منورہ کیطرف جاؤ۔ تو رسولخدا صلعم نے یہ امر حضرت ابابکر پر ظاہر کیا۔ فامر ابنہ عبدالرحمن ان یشتری جملین و رحلین و کسوتین۔ پس فرمایا صدیق اکبر نے اپنے جگر گوشہ عبدالرحمن کو کہ خرید لاوے دو اونٹ اور دو کجاوے۔ اور دو پوشاک پس خرید کر لائے عبدالرحمن یہ سب اشیاء اور پہنا رسولخدا صلعم نے لباس غریبہ پہر دونو سوار ہوئے اونٹون پر اور روانہ ہوئے مدینہ منورہ کیطرف الخ۔ واعلم ان الروافض قد احتجوا بہذہ الآیۃ و بہذہ الواقعۃ علی الطعن فی ابی بکر من وجوہ ضعیفۃ حقیرۃ۔ یعنی شیعہ اس آیت اور اس واقعہ سے حضرت ابی بکر پر چند وجوہ لچر اور واہیات سے حجت پکڑتے ہین۔ اور کوشش کرتے ہین یہ قزلباش اخفاء الشمس بکف من الطین پوشیدہ کرنے آفتاب کو ہاتہہ بہر کیچڑ سے۔

عبدالرحمن کا رسولخدا صلعم کی سواری کی لئے اونٹ خریدنا اور غار مین پہونچانا

طعن اول

قالوا انہ علیہ السلام قال لابی بکر رضہ لاتحزن فذلک الحزن ان کان حقا فکیف نہاہ الرسول عنہ وان کان خطاء لزم ان یکون ابوبکر مذنبا عاصیا فی ذلک الحزن یعنی رسولخدا صلعم نے منع کیا تہا ابابکر رضہ کو غار مین کہ لاتحزن نہ غم کریں یہہ غم جو ابوبکر نے کیا تہا اگر حق اور بجا تہا تو اونکو رسولخدا نے کیون منع کیا تہا۔ اور اگر یہہ غم خطا و ناجائز تہا تو اس غم کرنے مین ابوبکر رضہ عاصی و گنہگار ہوئے۔

آخر شیعہ یقولوا لاتحزن

جواب

فان قال اللہ تعالی لموسی علیہ السلام لاتخف انک من الآمنین یعنی اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو فرمایا کہ نہ خوف کر تحقیق تو امن پانیوالون سے

ہے۔ دیکھو سورۂ قصص میں پس بزعم شیعہ لازم ہوا کہ اگر کان عاصیاً فی خوفہ موسیٰ علیہ السلام گنہگار ہوئے اپنے خوف کرنے میں معاذ اللہ اور و ذالک طعن فی الانبیاء یہہ طعن ہے پیغمبروں پر استغفر اللہ اور نیز سورۂ عنکبوت میں ہے لاتخف ولاتحزن انا منجوک الآیۃ یعنے نہ خوف کر اے حضرت لوط علیہ السلام اور نہ غم کر تحقیق ہم تجھے نجات دینے والے ہیں۔ پس اب لازم ہوا کہ حضرت لوط علیہ السلام بھی اس خوف کرنے میں عاصی شمار کئے جاویں۔ نعوذ باللہ منہا۔ فنقول ان ہذا السؤال رکیک ذالک یدل علی انہم لایطلبون الحق و انما مقصودہم محض الطعن والافساد فی الدین و احفظنا یاربنا من شر الضالین۔ **طعن دوم**۔ آنحضرت علیہ السلام حضرت ابوبکر کو غار میں اس لئے ہمراہ لائے کہ انہٗ کان یخاف منہ سید عالم خوف کرتے تھے کہ اگر چھوڑ جاویں ہم اسکو مکہ معظمہ میں تو خبر دیگا کافروں کو اس راز سے فاخذہ مع نفسہ دفعاً لہذا الشر۔ **جواب**۔ اس طعن باطل کا یہہ ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صادق الصدوق خالص مومن نہ ہوتے تو البتہ قوم کفار کو عند وصولہم الی باب الغار اونکے پہونچنے کے وقت غار کے نزدیک خبر دیدیتے اور اوسوقت کفار کو کہدیتے نحن ہٰہنا ہم یہاں بیٹھے ہیں اور اونکا بیٹا عبد الرحمن و حضرت اسماء رضی اللہ عنہما کفار کو خبر دیتے کہ نحن نعرف مکان محمد فندلکم علیہ یعنی ہم رسولخدا کا مکان جانتے ہیں پس تمہیں وہان لیجاتے ہیں فنسال اللہ العافیۃ من شر الذی یوسوس فی صدور الناس و یحمل علی مثل ہذا الطعن الرکیک **طعن سوم**۔ یہہ راست گو کہتے ہیں کہ رسولخدا کا ارشاد مولا علی کو کہ ان لیضطجع علی فراشہ میرے فرش پر سورہو۔ سو یہہ سورہنا اونکا سید المرسلین کے فرش پر ایسی ہولناک رات کو سرور عالم کا بدلہ ہوا۔ پس اگر کافرون کے پہونچنے پر علی مرتضی رضی اللہ عنہ باشتباہ پیغمبر قتل ہو جاتے تو ہوتے بدلہ رسولخدا کا اسصورت میں یہہ عمل سونے کا فرش پر جو علی رض سے ہوا ہے ابوبکر کے غار میں جانے سے اعلی مرتبہ رکھتا ہے۔ **جواب** اسکا تین طرح پر ہے۔ پہلا یہ کہ مولا علی کا فرش مذکور پر ایسی ہولناک رات میں سونا البتہ فضیلت عظیم پر دال ہے۔ لیکن اگر غور سے بچشم انصاف دیکھا جاوے تو حضرت ابوبکر کو بسبب حضوری کے اعلی رتبہ حاصل ہے۔ ان ابابکر بمصاحبتہ کان حاضراً فی خدمتہ الرسول و علیاً کان غائباً فالحاضر اعلی حالاً من الغائب۔ دوسرا یہ۔ کہ حضرت علی نے صرف ایک ہی رات کو مصیبت دیکھی اور اوسکے بعد لما عرفوا ان محمداً غاب ترکوہ جب جانا کافرون نے کہ محمد غائب ہوگئے ہیں تو حضرت علی کے درپے نہ ہوئے یعنے چھوڑ دیا اونکو اور حضرت ابابکر رض۔ رسولخدا کو ساتھ

ثلثة ایام فی الغار فی اشد اسباب المحنة تین دن غار مین سخت مصیبت اور سختی مین رہے فکان بلآءه اشد من
بلآء علی پس سختی اونکی بہت بڑی تھی۔ حضرت علی کی سختی سے کیونکہ مولی علی نے صرف ایک ہی رات مین مصیبت دیکھی اور
ابابکر نے تین روز تک بلکہ مدینہ منورہ کی پہونچنے تک مصیبت دیکھی۔ تیسرا یہ کہ ان ابابکر کان مشہورا فیما بین الناس بانہ
یرغب الناس فی دین محمد علیہ السلام۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوگون مین مشہور تھے اسبات مین کہ وہ رغبت
دیتے ہین لوگونکو رسولخدا ص کے دین کیطرف وکان یخاصم الکفار بقدر الامکان وکان یذب عن الرسول
بالنفس والمال۔ اور بقدر طاقت جدال وقتال کرتے تھے کفار سے اور دور کرتے تھے ضرر آنحضرت ص سے اپنی
جان اور مال کیساتھ۔ واما علی ابن ابیطالب رض فانہ کان فی ذالک الوقت صغیر السن وما ظہر منہ دعوة
لا بالدلیل والحجة ولا جہاد بالسیف والسنان لانہ محاربتہ مع الکفار انما ظہرت بعد انتقالہم الی المدینة
بمدة مدیدة وفی حال الہجرة ما ظہر منہ شیئ من ہذه الاحوال۔ یعنی علی المرتضی ہجرت کیوقت چہوٹی عمر کے تھے
اور نہین ظاہر ہوئی اون سے دعوت دین کی اور نہ جہاد کیا ہے اونہون نے تلوار اور نیزه کے ساتھ۔ کیونکہ
جدال اونکا کفار سے مدینہ منورہ کو تشریف لانے پر ایک مدت دراز کے بعد ظاہر ہوا ہے۔ پس بوقت
ہجرت اون سے حالت مذکورہ بالا مین سے کچھ بھی ظاہر نہین ہوا۔ فکان غضب الکفار علی ابی بکر لا
محالة اشد من غضبہم علی علیؑ۔ پس ہوا کفار کا غضب ابی بکر رضی اللہ عنہ پر خواه مخواه نہایت سخت
حضرت علی سے ولہذا السبب لما عرفوا ان المضطجع علی ذالک الفراش ہو علی لم یتعرضوا لہ البتة ولم
یقصدوه بضرب ولا الم۔ اور اسیواسطے جب جانا کافرون نے کہ سونیوالا اس فرش پر علی ابن ابی طالب
ہے تو ہرگز اوسکے درپئے نہ ہوئے اور نہ اونکے ایذا پہونچانیکا قصد کیا۔ فعلمنا ان بلآء ابی بکر رض علی نفس
فی خدمة النبی صلعم اشد من بلآء علی فکانت تلک الدرجة افضل واکمل۔ یعنی پس بہ تقریر مذکوره بالا ہمنے
جانا کہ حضرت ابوبکر رض کے نفس پر آنحضرت ص کی خدمت مین بہت ہی سختی تہی۔ حضرت علی کی سختی
سے اور یہ درجہ افضل واکمل واولے کالشمس فی الکونین ہے علی رغم انف الضالین۔ ان وجوہات کے
سوا اور بہت سی وجوہات تفسیر کبیر کی جلد ۸ مین درج ہین جسکو تفصیل مطلوب ہو وہان سے دیکھ لیوے
ازانجملہ سورة فتح مین ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم تراہم رکعا سجدا
یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا الی آخره۔ یہ آیت صحابہ کرام کے شان مین نازل ہوئی ہے۔ والذین
مبتدا ہے اور اسکی خبر اشداء علی الکفار ہے۔ اور مراد اس سے رسولخدا ص کے صحابہ علیہم الرضوان ہین۔ اور

بعض مفسرین مثل صاحب حسینی وغیرہ نے کہا کہ والذین معہ سے مراد حضرت ابوبکر رضہ ہین اور جمع کا لفظ
تعظیم کے لئے کہا گیا ہے - اور شیعہ کی معتبر کتاب تحفۂ احمدیہ مطبع لبستان مرتضوی جلد ا کے صفحہ ۳۵ پر یہان
لکھا ہے کہ عرب اور عجم مین لفظ جمع من باب تعظیم یا کسی غرض و فایدہ خاص کے لئے شخص واحد کے
واسطے بھی بولتے ہین اور قرآن مین اسکی نظیر اکثر مقام پر موجود ہے - تم کلامہ من عینہ - پس جب
باتفاق فریقین ثابت ہوگیا کہ لفظ جمع من باب تعظیم شخص واحد پر بولنا جائز ہے - تو والذین معہ
سے آیت مذکور مین حضرت ابابکر مراد ہونا کیا تعجب ہے - اور محدثین اسپر متفق ہین کہ پہلا اسلام لانیوالا
آنحضرت علیہ السلام پر ابوبکر رضہ ہین - جیسا کہ صحیح بخاری کے جزو ۱۵ فی ذکر ایام الجاہلیۃ مین لکھا ہے
حدثنا عبد اللہ عن یحیی ابن معین قال حدثنی اسمعیل بن مجالد عن بیان عن وبرۃ عن ہمام بن الحارث
عن عمار بن یاسر قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وما معہ الا خمسۃ اعبد وامرأتان و
ابوبکر یعنی کہا عمار رضہ نے کہ دیکھا تھا مینے رسولخدا صلعم کو ابتدا نبوۃ مین اور نہین تھا کوئی اونکے ساتھ مگر
پانچ غلام اور دو عورتین اور ابوبکر صدیق رض - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ والذین معہ سے مراد حضرت
صدیق اکبر ہی ہین - دیکھو تفسیر حضرت ابن عباس رضہ عنہما مین اس آیت کے ترجمہ مین مسطور ہے
محمد رسول اللہ والذین معہ یعنی ابابکر اول من آمن بہ وقام معہ بدعوۃ الکفار الی دین اللہ اشداء
علی الکفار بالغلظۃ وہو عمر کان شدیداً علی اعداء اللہ قویاً فی دین اللہ ناصراً لرسول اللہ - رحماء بینہم
متوادون فیما بینہم بارون وہو عثمان ابن عفان کان باراً علی المسلمین بالنفقۃ علیہم رحیماً بہم
تراہم رکعاً سجداً فی الصلوۃ وہو علی ابن ابی طالب کان کثیر الرکوع والسجود - یعنی حضرت محمد صلعم خداتعالے
کا رسول ہے اور جو لوگ اونکے ساتھ ہین مومنون سے یعنی ابابکر صدیق کہ پہلے ایمان لائے آنحضرت پر - اور
قایم ہوئے اونکے ساتھ دعوۃ کفار مین بطرف دین اللہ تعالی کی - نہایت سخت ہین کافرون پر زور و
قوت مین اور وہ حضرت عمر ہین کہ بہت سخت تھے خداتعالے کے دشمنون پر قوی تھے خدا کے دین مین
مددگار تھے رسولخدا صلعم کے - رحمت کرتے ہین یعنی محبت اور احسان کنندہ ہین آپسمین - اور وہ حضرت
عثمان ہین کہ تھے محسن مسلمانون پر خرچ کرنے مال کے ساتھ - دیکھتا ہے تو اونکو رکوع سجود کرنیوالے نماز
مین اور وہ مولی علی ہین کہ تھے کثیر الرکوع والسجود - اور پھر اللہ تعالے تمثیلاً فرماتا ہے - کزرع وہو النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرج اے اللہ شطأہ سنبلہ وہو ابوبکر اول من آمن بہ وخرج معہ علی اعداء اللہ

فازرہ فاعانہٗ وہو عمر اعان النبی صلعم بسیف علی اعداء اللہ فاستغلظ فتقوی بمال عثمان ابن
عفان علی الغزو والجہاد فی سبیل اللہ فاستوی علی سوقہ فقام علی اظہار امرہ فی قریش لعلی ابن
ابی طالب یعجب الزراع اعجب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیغیظ بہم الکفار الآیۃ- اور شیعہ کی معتبر
تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد۲ مین صفحہ ۵۶۴ پر آیت مذکور کا ترجمہ
بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے- کہ رسولخدا ؐ اور اونکے اصحاب ابتدا حال مین تو
ضعف مین تھے- اور بعد اوسکے قوت پکڑکر رفتہ رفتہ تمام جہان پر غالب اور باعث تعجب خلقت کا
ہوئے یا یہہ کہ یہہ تمثیل واسطے رسولخدا ؐ کی ہے- کہ ابتدا حال مین تو بے یار و مددگار تھے اور بعد اوسکے
صحابہ کے سبب سے قوت پیدا کی- پس کہیتی رسولخدا سے مراد ہے اور شاخین اونکی صحابہ سے مراد
ہین- کہ انہون نے قوی دست کیا جیسے کہ کہیتی ابتدا مین باریک اور سست ہوتی ہے اور بعد اوسکے
رفتہ رفتہ موٹی اور مضبوط ہوتی ہے اور شاخین اوسکی پہیلتی ہین اسطرح سے کہ بونیوالی اوسکے تعجب کرتی ہین پیغمبر
خدا بھی ابتدا مین بسبب نہونے یار اور مددگار کے کمال ضعف اور بیچارگی مین تھے اور بعد اوسکے خداتعالی نے اونکو مومنین کی
جہت سے قوی دست کیا حاصل یہہ ہے کہ خداتعالی نے واسطے مومنین کے یہہ مثال بیان کی لیغیظ بہم الکفار- تاکہ غصہ مین
لائے بسبب اون مومنین کے کفار کو اور وہ کفار اونکی قوت اور کثرت دیکھکر رنج کرین اور اپنے دلون مین
جلین اور کہین کہ محمد ؐ اور اوسکے اصحاب کیسے قوی اور کثرت سے ہوگئے اور فرماتا ہے خدا کہ- وعد اللہ
الذین آمنوا- وعدہ کیا ہے خدا نے اون لوگون سے جو ایمان لائے ہین خدا اور پیغمبر پر- وعملوا الصالحات
اور عمل کیے ہین اونہون نے نیک- منہم مغفرۃ- اونہین سے یعنے جنکا ذکر ہوا ہے بخشنے کا گناہون سے
واجراً عظیماً اور اجر بڑے کا کہ وہ بہشت کی نعمتیں ہین- تم کلامہ ملخصاً من عینہ- جناب من ذرہ تو
فرمایئے کہ یہہ صحابہ جنسے سید عالم ؐ کے دین متین کو اسقدر تقویت ہوئی- کون تہے- کیا آپکے دو چار جرگوار
تہے یا جملہ اکابران صحابہ- افسوس ایسے اولی العزم اور دیانت دارون سے تو شیعہ کا ماتہا ٹہنکا- اور
آنکہی اون صادقین کے صدق و دیانت کی برخلاف بے بنیاد اعتراض وطعن کرنے شروع کردیئے- اب ہم
صحابہ کرام کے فضایل کتب صحاح فریقین مین سے ذکر کرتے ہین- دیکہو شیعہ کی اصح الکتاب اخبار
ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری مجلس چہارم کے صفحہ ۲۷ پر منقول ہے- حدثنا ابو یعقوب یوسف
بن الجراح عن رجالہ عن حذیفۃ بن الیمان قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی جبل

الحُتُنہ حرّیٰ او غیرہ ومعہ ابوبکر وعمر وعثمان وعلیؓ وجماعۃ من المہاجرین والانصار والانس حاضر لہذا الحدیث
وحذیفۃ یحدث بہ۔ یعنی ابو یعقوب نے اپنے محدثین اور حذیفہ سے روایت کی کہ کہا حذیفہ نے کہ تہے
ہم آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک روز پہاڑ پر مین گمان کرتا ہون۔ یعنی بھول گیا ہون
کہ وہ کوہ حرّیٰ تہا یا اور کوئی۔ اور رسولخداؐ کے ساتھ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی کے علاوہ ایک جماعت
صحابہ مہاجرین وانصار سے جمع تھی۔ اور حضرت انس حاضر تھے۔ وقت بیان اس حدیث کے یعنے روبرو
انس کے حذیفہ اس حدیث کو بیان کرتا تھا۔ آہ۔ اور زبانی انس رضؓ کو معلوم ہوتا ہے کہ اوسدن یعنی جسکو
راوی بھولا ہے آنحضرتؐ جبل اُحد پر تھے۔ جیسا مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے صفحہ ۵۶۳
پر مروی ہے۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد اُحُداً وابوبکر وعمر و
عثمان فرجف بہم فضربہ برجلہ فقال اثبت اُحُد فانما علیک نبیٌّ وصدیقٌ وشہیدان رواہ البخاری
یعنے کہا انس نے کہ رسولخداؐ چڑھے تہے کوہ اُحُد پر اور یاران مذکورین بھی چڑہے آنحضرت کے ساتھ
پس ہلا اُحد یعنی لرزہ کرنے لگا بسبب خوشی تشریف لانے آنحضرتؐ کے۔ پس مارا اوسکو رسولخدا
نے ساتھ پاؤن اپنے کے اور فرمایا ٹھہر جا تو اے اُحد کہ نہین تجھپر مگر نبی وصدیق اور دو شہید۔ دو شہید سے
مراد حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما ہین جنہون نے شہادت علانیہ پائی تھی۔ آہ۔ اور صدیق سے مراد
رسولخداؐ نے حضرت ابوبکر کو لیا ہے۔ کیونکہ انہون نے سب سے پہلے صدق نبوۃ آنحضرت ابو القاسم کو مانا
جسکا اجمالاً ذکر ہو چکا ہے اور کچھہ یہان بہی تبرکاً بیان کیا جاتا ہے۔ دیکھو عینی شرح صحیح البخاری
مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ جلد ۷ کے صفحہ ۵۸۷ پر لکھا ہے۔ انّ ابابکر کان اسمہ فی الجاہلیۃ
عبد الکعبۃ وسمّی فی الاسلام عبد اللہ وکانت اُمّہ سلمی رضی اللہ عنہا بنت صخر بن مالک بن
عامر بن عمرو بن کعب بن سعد القرشی وکانت تکنی ام الخیر وابوہ ابی قحافۃ عثمان اسلم ابواہ۔ وامّہ
ایضاً ہاجرت وذالک معدود من مناقبہ لانّہ انتظم اسلام ابویہ وجمیع اولادہ۔ وسمّی ایضاً الصدیق
فی الاسلام لتصدیقہ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم وذکر ابن السعد ان النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لما اسری بہ قال لجبرئیل علیہ السلام ان قومی لا یصدقونی فقال لہ جبرئیل عم یصدقک ابوبکر وہو الصدیق
آہ ملخصاً من عینیہ۔ قولہ۔ وسمّی ایضاً الصدیق آہ یعنے حضرت ابوبکر نیز باسم صدیق موسوم کئے گئے کیونکہ
اونہون نے رسولخداؐ کی رسالت کو تصدیق کیا اور ابن سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتا ہے کہ شب معراج

وجہ تسمیہ صدیق

رسول ع نے جبرائیل ع کو کہا کہ میری قوم مجھے تصدیق نہ کریگی۔ پس حضرت جبریل ع نے جواب مین کہا کہ آپکی ابو بکر رض تصدیق کرینگے۔ اور وہ صدیق ہین۔ آب اور حدیث صحابہ کے فضایل اور ادلّہ خلافۃ ثلثہ پر سنو۔ مشکوۃ مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی کے صفحہ ۵۵۵ پر مروی ہے۔ عن جابر انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال أُرِیَ اللیلۃ رجلٌ صالحٌ کان ابا بکر نیط برسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واما نوط بعضہم ببعض فہم ولاۃ امر الذی بعث اللہ بہ نبیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رواہ ابوداود۔ یعنے حضرت جابر سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا ع نے کہ دکہلایا گیا۔ آج کی رات ایک مرد صالح یعنے مینے خواب مین دیکھا ہے کہ گویا ابو بکر علیہ الرضوان لٹکائے گئے ساتھہ نبی ع کے یعنی میرے ساتھہ اور پیوست کئے گئے ہین۔ حضرت عمر ابو بکر سے اور حضرت عثمان حضرت عمر سے چسپان کئے گئے۔ کہا جابر نے جو اس حدیث کا راوی ہے جب اوٹھے ہم آنحضرت ع کی مجلس سے تو کہا ہم سب نے اجتہاد سے کہ مرد صالح خواب دیکھنے والے تو رسولخدا ع ہین اور تعلق اور اتصال بعض یارون کا ساتھ بعض کے اس سے یہ مراد ہے کہ یہہ والی امر مرسل الیہ الرسول کے ہین یعنے آنحضرت ع کے خلفا ہین۔ جاری کرنے احکام دین اور شریعت مین بہ ترتیب مذکور اور صحیح بخاری جلد ا جزو ۱۴ کے نسخہ قلمی مین ہے۔ حدثنا الولید بن صالح قال حدثنا عیسی عن یونس۔ عن ابن عباس رض قال انّی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر رضی اللہ عنہ وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ انّی لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانّی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول کنت وابو بکر وعمر وفعلت وابو بکر وعمر وانطلقت وابو بکر وعمر ودخلت وابو بکر وعمر وخرجت وابو بکر رض وعمر رض فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یعنے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ مین کہڑا تھا ایک قوم مین حضرت عمر کی وفات کے دن اور وہ لوگ حضرت عمر کے لئے خیر کی دعا کرتے تھے بحالیکہ رکھے گئے تھے حضرت عمر اپنے تختہ پر غسل دینے کے لئے اور حاضر تھی وہان ایک جماعت کہ ناگہان ایک شخص نے رکھی اپنی کہنی میرے مونڈہے پر اور کہنے لگا وہ شخص مخاطب ہوکر حضرت عمر کو کہ رحمت کرے تجھے اللہ تعالی۔ مین امید کرتا ہون کہ ملائیگا تجھے خدا تعالی دونون یارون کے ساتھ۔ (یعنے رسولخدا ع اور ابو بکر رض) کیونکہ مین بہت ہی سنتا تہا آنحضرت ع سے کہ فرماتے تہے یہہ

کلمات - تہا مین اور ابوبکر و عمر فلان مکان مین اور کیا ہے مینے اور ابوبکر و عمر نے فلان کام اور چلا مین
اور ابوبکر و عمر لبطرف درگاہ خدا - اور داخل ہوا مین ابوبکر و عمر مسجد وغیرہ مین اور نکلا مین اور ابوبکر و عمر
گہر وغیرہ سے - کہا ابن عباس نے جو راوی اس حدیث کے اور ابن عم رسولخدا ہین کہ جب پہر کر دیکہا
مینے تو یہ اوصاف کرنیوالے جنھون نے میرے مونڈہے پر اپنی کہنی رکھی ہوئی تہی - وہ حضرت مولی علی
ہین - اور یہہ حدیث بچند الفاظ کم و بیش صحیح مسلم مین بھی مروی ہے - اور شیعہ کی معتبر کتاب تحفۃ الاثنی عشریہ
مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے مقصد اول صفحہ ۲۲۷ پر بروایت کشف الغمہ عن معرفت الائمہ شیعیونکی
اصح الکتب ہے یون منقول ہے - سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ہل یجوز فقال
نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ فقال الراوی اتقول ہکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق
نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والآخرۃ ط یعنے امام
ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچہا کہ تلوار کے قبضہ پر چاندی سونیکا کچہہ نقش و نگار درست
ہے یا نہین آپنے فرمایا کہ ہان درست ہے - کیونکہ ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار پر چاندی کا زیور لگایا تہا
راوی نے کہا کیا آپ ابوبکر کو صدیق فرماتے ہین - آپ غصہ مین آئے اور جگہہ سے اُچک بیٹہے اور فرمانے
لگے ہان صدیق - ہان صدیق - ہان صدیق - اور جو اونہین صدیق نہ کہے اللہ تعالی اوسکی بات کو
دنیا اور آخرت مین سچی نہ کرے - سبحان اللہ اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر
صدیق ہین اور جو اونکو صدیق نہ کہے اوسپر حضرت امام باقر رح نے بد دعا کی ہے اور معلومات مین سے
ہے کہ ایسے بزرگون کی بد دعا کو حقتعالے جلدی قبول فرماتا ہے - شیعون کو امام موصوف کا قول
مذکور پڑہکر خوب شرمندہ ہونا چاہیئے - کہ باوجود دعوی محبت اہل بیت کے پہر ائمہ معصومین کی احادیث
پر عمل نہین کرتے - اور برعکس اونکے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو برا کہتے ہین - شاید شیعہ کے نزدیک
محبت اسی کا نام ہے کہ محبوب کے اقوال کی پیروی نہ کرنی چاہیئے - اگر شیعہ کہین کہ صاحب کشف
الغمہ نے یہ روایت محدثین اہل سنت سے نقل کی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ مولوی علی بن عیسی
اردبیلی جامع کشف الغمہ کا جو شیعیونکا بڑا مجتہد - جید محدث اور روایت مین معتمد علیہ ہے اور سب شیعہ
اوسکے فضل و علم پر متفق ہین جب اوسنے اس حدیث کو تصدیق کیا تو ہمارے لئے یہہ کتنی بڑی حجت
قاطع اور دلیل ساطع شیعہ کو ذلیل کرنیوالی ہے - اور آپ لوگون کا یہ اعتراض باطل کہ اونہون نے

صدیق ہونا ابابکر رضہ کا بزبانی امام ابوجعفر رضہ

کسی محدث اہل سنت سے اس حدیث کو نقل کیا ہے - یہہ خود او نہین پر ہوگا - کیونکہ اگر یہہ حدیث
معتمد علیہ نہ تھی تو مولوی علی اثنا عشری نے کیون نقل کی - پس اس صورت مین یا تو تم اپنے مجتہدین
کو کاذب کہوگے اور یا اقوال عترت کو محض فترت گنوگے - آپ لوگون کی مجتہدین خواہ کسی یہودی سے
ہی کوئی قول نقل کرین ہم تو بموجب قول قوی ورع ماکدر خذ ما صفا کے تمہاری ہی کتب سے تمکو
شرمندہ کرینگے - لیکن افسوس جب ضمائر تمہارے کالحجارۃ او اشد قسوۃ ہوگئی تو روایات آئمہ طاہرین
علیہم السلام تمہارے دلون پر کب اثر کرسکتی ہین - شعر سعدی بلبل شیرازی تمہارے حال پر صادق
ہے ؎ وعند ہبوب الناشرات علی الحمیٰ ٭ یمیل غصون البان لا الحجر الصلد ٭ مشکوۃ کے صفحہ ۵۵
پر ترمذی سے منقول ہے - عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من
نبی الا ولہ وزیران من اہل السماء و وزیران من اہل الارض و اما وزیرای من اہل السماء فجبرائیل
ومیکائیل و اما وزیرای من اہل الارض فابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما یعنے فرمایا آنحضرت ؐ نے کہ ہر
ایک پیغمبر کے لئے دو وزیر ہوتے ہین اہل آسمان مین سے اور دو وزیر اہل زمین مین سے - سو وزیر
میرے اہل آسمان سے جبرائیل ومیکائیل ہین اور وزیر میرے اہل زمین سے - پس ابوبکر و عمر ہین - اور
سنن ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ مین مروی ہے - عن ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد و ابوبکر و عمر احدہما عن یمینہ
والآخر عن شمالہ وہو آخذ بایدیہما فقال ہکذا نبعث یوم القیمۃ - نیز اسی جلد کتاب مذکور مین صفحہ
۲۰۳ پر مروی ہے - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر اہ
یعنے فرمایا آنحضرت ؐ نے کہ مین پہلا وہ شخص ہون کہ پھٹ جائیگی اوس سے زمین پہر حضرت ابوبکر
کی قبر میرے بعد پھٹ جائیگی - پہر حضرت عمر کی یعنے قیامت مین سب سے پہلے میری قبر کھلجائیگی اور اوس
کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی تہین آئینگی - اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی مین صفحہ ۵۵۶
پر منقول ہے - قال رسول اللہ اتانی جبرائیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ امتی فقال ابوبکر
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی - یعنے فرمایا رسولخدا ؐ نے کہ آیا میرے پاس جبرائیل اور
پکڑا میرا ہاتھ اور دکھلایا مجھکو بہشت کا دروازہ جس سے میری امت قیامت مین داخل ہوگی حضرت ابوبکر

[Margin notes:]
لہ یعنے ترمذی مین
ابن عمر سے مروی ہے کہ ایک دن
رسولخدا ؐ گہر سے نکلکر مسجد
شریف مین داخل ہوئے
اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
دونون اونکی داہنی و
بائین طرف تہے حال آنکہ
آنحضرت ؐ دونون کا ہاتھ
پکڑے ہوئے تہے اور ارشاد
کیا کہ اسیطرح ہم قیامت
مین اوٹہائے جاوینگے
۱۲ منہ

سب امت سے پہلے
ابابکر ؓ بہشت
مین داخل ہونگے

نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین چاہتا ہون کہ اگر ہوتا مین بھی ہمراہ آپکے تو دیکھہ لیتا مین بھی اوس دروازہ کو پس فرمایا رسولخدا صلعم نے اے ابابکر رضہ تو وہ شخص ہے جو بہشت مین میری امت سے سب سے پہلے داخل ہوگا۔ اور کتب صحاح مین مصرح ہے کہ رسولخدا صلعم نے حضرت عمر رضہ کا محل بہشت مین دیکھا اور اونکو جنت کی بشارت دی چنانچہ انشاء اللہ ہم اس حدیث کو ساتوین باب مین مفصل نقل کرینگے ؀

تیسرا باب اُن آیات کے بیان مین جو شیعہ نے صحابہ رضہ کے حق مین لکھی ہین

دینداروں پر مخفی نہ رہے کہ مخالف نے منبع الانصاف کے صفحہ ۱۰۶ پر عوام مسلمانون کے بہکانے کے لئے اصحاب ثلثہ کے حق مین لکھا ہے کہ ایسے اصحابونکی پروردگار نے حضرت کو پیشتر خبر دیدی تھی بہت مگر انکی تحریر سے یہ رسالہ طول ہوجاتا ہے اور گنجایش نہین رکھتا مگر مشتے نمونہ خروار۔ پھر چند آیات کو جو منافقون اور بعض سُست دل مومنون کے حق مین وارد تہین۔ اونکو صحابہ کرام کے حق مین حسب ذیل لکھا ہے۔ پہلی آیت۔ اذا جاءک المنفقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ ط واللہ یشہد ان المنافقین لکذبون۔ دوسری آیت۔ یقولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم واللہ اعلم بما یکتمون۔ تیسری آیت۔ منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ ط چوتھی آیت۔ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ ط پانچوین آیت بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقی۔ چھٹی آیت۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ہ ساتوین آیت۔ لایحزنک الذین یسارعون فی الکفر آٹھوین آیت۔ یخدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون الا انفسہم۔ نوین آیت۔ وما محمد الا رسول الآیۃ دیکھو یہ شیعہ دیدہ و دانستہ سب گمراہ کنندون سے بڑھگیا۔ لکھتا ہے کہ اللہ تعالے نے یہہ نو آیات مرقومہ بالا صحابہ رسول مہاجرین وانصار کے حق مین نازل کی ہین۔ ای شیعو ذرا اس اپنے مجتہد گندہ مقام کو سمجھاؤ کہ علاوہ کتب اہل سنت کے کتب تفاسیر شیعہ کو دیکھکر باتین کرے اور ایسی بہتانات اور کذب صریح سے پرہیز کرے جنکی نسبت شیعہ کی کتاب تحفۂ احمدیہ جلد اول باب گیارہوان مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے صفحہ ۱۲۳ پر منقول ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مینے شب معراج ایک عورت کو دیکھا کہ سر اوسکا مثل سر خوک کی اور بدن اوسکا مانند بدن خر کے تھا اور ہزار ہزار طرح کے عذابون مین معذب تھی صحابہ نے عرض کی کہ عمل اوس عورت کا کیا تھا حضرت نے فرمایا کہ وہ سخن چین اور جھوٹ بکتی تھی۔ انتہی من عینہ بلفظہ

لعجب است از شیعہ کہ اللہ تعالی کی ان آیات کے ساتھ افترا کیا ہے۔ افترا کنندہ کی سخت وعید قرآن مین ہے کہ اللہ تعالی سورہ لقمان مین فرماتا ہے ۔۔۔۔ الآیہ ۔۔۔۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ ۔۔۔۔

آیات نوشتہ شیعہ بحق صحابہ رضہ

۔۔۔ والتکذیب بآیات اللہ تعالی ۔۔۔ فانما یہ ۔۔۔ عنہ

تحاربۂ بنی مصطلق با رسول خدا و شان نزول سورۂ منفقون

یہہ صریح کذب لکھکر مومنون کو دہوکہ دیا ہے اور یہہ خیال نہین کیا کہ یہہ آیات کس موقعہ پر نازل ہوتی ہین۔ اور کن لوگون کے حق ہین۔ آب یہہ نیاز مند بلحاظ ترتیب کتاب ہذا القدیم و تاخیر ان سب آیات کی تشریح کرتا ہے۔ آنکھون مین انصاف کا سرمہ لگا کر غور سے سنو۔ پہلی آیت کا بیان اذا جاءک المنفقون آہ شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی جلد ۲ سورۃ منافقون صفحہ ۵۶۹ پر بعبارت طویل تحریر ہے۔ جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ پانچوین سال ہجرت کے بنی مصطلق نے رسول خدا سے لڑائی کرنے پر اتفاق کیا اور آنحضرت بھی ہمراہ صحابہ کے مدینہ سے باہر نکلے اور اون لوگون سے لڑنا شروع کیا۔ بعض اونمین سے مارے گئے اور کئی بھاگ گئے اور عبد اللہ بن اُبَی کے نزدیک جو ایک مشہور منافق تہا۔ اوسکی قوم مین سے ایک جماعت کھڑی تھی اور اونمین زید بن ارقم بھی تھا جو اون دنون مین نوجوان تہا۔ عبد اللہ بن اُبَی نے کہا کہ قسم ہے خدا کی لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل۔ یعنی اگر ہم پہنچے مدینہ کیطرف تو البتہ زیادہ عزت دار زیادہ خوار کو مدینہ سے نکالدیگا مراد اس ملعون کی زیادہ عزت دار سے تو اپنی ذات کمینہ تھی۔ اور زیادہ ذلیل سے مراد رسول خدا تھی یعنی مین آنحضرت صلعم کو مدینہ سے نکالدونگا۔ زید بن ارقم کو یہہ کلام سنکر غصہ آیا اور اوسکو کہا کہ تو ہی اپنی قوم مین بمقدار ہے اور محمد صلعم خدا کی طرف سے عزت دار ہین۔ خدا کی قسم ہے کہ اسکے بعد درمیان ہمارے اور تیرے دوستی نہ ہوگی۔ عبد اللہ بن اُبَی نے کہا کہ خاموش ہو مین تو تمسخر کرتا تہا۔ زید نے رسول خدا کو اس قصہ سے مطلع کیا۔ اوسوقت حضرت عمر حاضر تھے۔ اونہون نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر فرماؤ تو ہم عبد اللہ کو مار ڈالین۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عمر مار ڈالنا مناسب نہین کیونکہ ایک جماعت مسلمانون کی اوس سے تعلق رکہتی ہے۔ اسکے بعد عبد اللہ بن اُبَی کو بلاکر حضرت نے پوچہا تو اوسنے قسمین کہائین کہ مینے ایسا نہین کہا اور گواہی دی کہ تو بیشک رسول خدا کا ہے لوگون نے زید کو ملامت کی اور کہا کہ تو ابہی لڑکا ہے جہوٹ کہتا ہے زید یہہ حال لوگون کا دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ خدا تو جانتا ہے کہ مینے جہوٹ نہین کہا۔ جب حضرت مدینہ منورہ مین آئے تو زید رنجیدہ ہوکر اپنے گہر مین بیٹھ رہا۔ اللہ تعالے نے واسطے سچا کرنے زید کے اور جہوٹہا کرنے عبد اللہ بن اُبَی منافق کے یہہ سورۃ نازل کی۔ اذا جاءک المنفقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ الی آخرہ تم الکلام من عمدۃ البیان مختصراً من عینہ۔ اب اے متعصبین اگر نجات کے طلبگار ہو تو اس شان نزول مرقومہ بالا

کے مان لینے مین شرم کرو نہین تو خدا جل و علا کو کیا مونھ دکھاؤ گے۔ اگر تمہین اس روایت مین
کچھ شک و شبہ ہے تو کتاب مذکور مین دیکھ لو۔ دوسری آیت۔ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم

دوسری آیت کا بیان

واللہ اعلم بما یکتمون۔ یعنی کہتے ہین ساتھ منھ اپنے کے جو کہ نہین بیچ دلون اونکے کے۔ اور اللہ جانتا ہے
اوس چیز کو جو پوشیدہ کرتے ہین منافقین۔ تفسیر کبیر جلد ۳ کے صفحہ ۱۳۴ پر لکھا ہے۔ کہ عبد اللہ بن اُبی
نے اُحد کے دن اپنے ہمراہیون کو ہمراہ لیکر اور جدال چھوڑ کر مدینہ کا راستہ پکڑا او نکو صحابہ نے کہا کہ آؤ اور
قتال کرو اللہ کے راہ مین جسکے جواب مین اونہون نے کہا کہ ہمکو معلوم ہے کہ آنحضرت صلح کرینگے ورنہ
ہم جنگ سے کبھی مونھ نہ پھیرتے۔ اسپر اللہ تعالی نے پارہ لن تنالوا مین خبر دی کہ یقولون بافواھھم
الآیہ۔ یعنی یہ لوگ منافق ہین زبان سے اقبال کرتے ہین اور دل مین نفاق رکھتے ہین۔ اور شیعونکی
تفسیر عمدۃ البیان جلد ا کے صفحہ ۲۰۳ پر اس آیت کی ترجمہ مین لکھا ہے کہ جب عبد اللہ بن اُبی معہ تین سو
منافقین کے پھر گیا تو اون سے عبد اللہ بن عمر انصاری نے باواز بلند کہا تھا کہ تم آجاؤ۔ اور مخالفت
نہ کرو۔ اونکے جواب مین قالوا کہا ابن اُبی اور اوسکے ہمراہیون نے لو نعلم قتالا لا تبعناکم آہ۔ پس اللہ تعالے

نے اونکے نفاق کو ظاہر کیا اور فرمایا یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم آہ تم کلامہ من عینہ۔ تیسری

تیسری آیت کا بیان

آیت۔ منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ ثم صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللہ ذو فضل
علی المؤمنین۔ کوئی تم مین سے چاہتا تھا دنیا کو اور کوئی چاہتا تھا آخرۃ کو پھر باز رکھا تمکو اللہ نے
مغلوبون سے واسطے آزمایش تمہاری کے اور البتہ معاف کیا تم سے احوال گذشتہ کو اور اللہ تعالے
صاحب فضل کا ہے مومنون پر۔ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۹۰ پر اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ رسول
نے اُحد کے دن ایک جماعت کو فرمایا کہ ہرگز جُدا نہ ہو وین مکان جنگ سے اور حضرت عبد اللہ بن جبیر
مغفور کو اونکا امیر بناکر معہ سامان کے ایک درہ پہاڑ پر تعینات کردیا۔ پس جب مشرک ظاہر ہوئے تو
اہل اسلام نے اونپر تیر و نکی ایسی بارش چلائی کہ وہ بھاگ گئے جسپر بعض لوگ اوس جماعت سے غنیمت
غنیمت پکار کر اونکے پیچھے دوڑے۔ ہر چند ابن جبیر رض نے اونکو جُدا ہونے سے روکا اور کہا کہ اپنی مقتل سے
جُدا نہ ہو وین۔ مگر بعض نے اونکی بات کو نہ سنا اور طلب غنیمت مین چلے ہی گئے۔ جسسے اوس درہ مین
عبد اللہ کے ساتھ ایک طائفہ قلیل باقی رہا۔ اور کفار نے پھر لوٹکر اور زور پاکر ابن جبیر کو شہید کردیا۔ اسپر
اللہ تعالی نے پارہ لن تنالوا کے ربع دوم مین خبر دی۔ منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ الخ

اور یرید الدنیا سے وہ لوگ مراد ہین۔ جو طلب غنیمت مین درہ مین سے گئے تھے۔ لیکن اونکو بھی حقتعالے
نے معاف کیا بقولہ ولقد عفا عنکم آہ۔ اور شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے
جلد این صفحہ ۱۹۸ پر ذیل آیت مذکورہ کے لکھا ہے کہ ولقد عفا عنکم آہ یعنی اور البتہ تحقیق معاف
کیا تمسے اوس خطا کو بسبب اپنے تفضل اور رحم کے اور خدا تعالیٰ صاحب فضل کا ہے مومنون پر
اللہ تعالے نے اس بھاگنے کی خطا کو ساتھ اس آیت کے معاف کیا ہے۔ انتہی من عینہ۔ وقال
صاحب المرقاۃ علی المشکوۃ صفحہ ۵۵۴۔ ان العفو خارج من المعیبتہ۔ یعنی جو چیز معاف ہو وہ باہر ہے
عیب مین شمار کرنے سے۔ پس جب اللہ تعالے نے معاف کر دیا تو اللہ کی معافی کو عیب ناک جاننے
والا خود ہی معیوب اور خارج از ایمان ہوگا۔ سو اب دیکھو اس وصف سے شیعہ ہی موصوف ہین جو اللہ
تعالے کی معافی کو عیب ناک جانتے ہین۔ واللہ ہو الہادی۔ چوتھی آیت کا بیان۔ تریدون عرض

چوتھی آیت کا بیان

الدنیا واللہ یرید الآخرۃ ط شیعہ کی گستاخی دیکھو کہ اس آیت سے صحابہ کرام پر ناحق اعتراض کیا حالانکہ
تفسیر کبیر جلد ۴ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۶۸ اور بیضاوی مطبوعہ دہلی جلد ا کے صفحہ ۳۲۳ پر بعبارات
مختلفہ بیک مضمون مروی ہے کہ رسول ع نے بدر کے دن ستر کافر قید کیے۔ جنمین حضرت عباس رض
چچا آنحضرت صلعم اور عقیل بن ابی طالب علیہ الرضوان بھی تھے پھر آنحضرت ص نے صحابہ سے اون اسیرون
کے مار ڈالنے یا رہا کرنے مین مشورہ کیا حضرت ابو بکر رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مال کے بدلے انکو
رہا کیجئے کیونکہ آپکے اقربا ہین امید ہے کہ حقتعالی انکو توبہ کی توفیق دیگا۔ حضرت عمر رض نے کہا کہ
یا رسول اللہ ص انکی گردن مار دیجیے۔ کیونکہ یہ کفر مین سردار ہین اور آپکو جھوٹھا جانتے ہین اور مکہ
معظمہ سے انہون نے آپکو نکالدیا ہے۔ اسپر رسول خدا ص نے فرمایا۔ ان مثلک یا ابا بکر کمثل ابراہیم ع
اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ط وان مثلک یا عمر کمثل نوح علیہ السلام اذ
قال رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیارا ہ یعنی تیری مثال اے ابا بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم
کی سی ہے جنہون نے خدا سے عرض کیا کہ جو کوئی میرا تابعدار ہے وہ مجھسے ہے اور جو کوئی میرا بیفرمان
ہو۔ پس تحقیق تو اوسکو بھی بخشنے والا ہے۔ جسکا ذکر سورۃ ابراہیم مین ہے۔ اور اے عمر تیری مثال حضرت
نوح ع کی سی ہے جنہون نے اپنی رب کو کہا کہ اے میرے پروردگار نہ چھوڑ کافرون سے زمین پر ایک
گھر بسنے والا اور کل کفار کو ہلاک کر جسکا ذکر سورہ نوح مین ہے۔ پھر آنحضرت ع نے حضرت ابو بکر رض کے

کہنے کے موافق لیعوض مال سب قیدی رہا کردیئے اوسوقت یہہ آیت نازل ہوئی جو پارہ دہم کے ربع اول مین ہے

ماکان للنبی ان یکون لہٗ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الآخرۃ

یعنے نہین لایق کسی پیغمبر کو کہ ہوویں اوسکے لئے قیدی یہانتک کہ سخت مارے اونکو زمین مین چاہتے ہو تم

متاع دنیا کی اور اللہ تعالے چاہتا ہے تمہارے لئے درجہ آخرت۔ کا والآیۃ دلیل علی ان الانبیاء

یجتہدون وانہ قد یکون خطاءً ولکن لایقرون علیہ تم عبارت البیضاوی۔ یعنے یہ آیت اثبات

کی دلیل ہے کہ انبیاء علیہم السلام اجتہاد کرتے ہین اور کبھی وہ اجتہاد خطا ہوجاتا ہے لیکن اوسپر

قرار نہین پکڑتے۔ یعنے پیغمبران علیہم السلام بھی مجتہد تھے اور اونکا اجتہاد بھی کبھی اصل مراد کو نہین

پہونچتا تھا لیکن معلوم کرنیکے بعد اوس سے رجوع کرجاتے تھے شیعہ نے اس آیت سے اعتراض کیا ہے کہ

مہاجرین والانصار نے دنیا کی خواہش پر قیدیون کو چھوڑ دیا۔ سو یہہ اعتراض صحابہ رضی اللہ عنہم پر

کرنا سخت کم فہمی ہے معلوم نہین کہ یہہ شیعہ کچھہ علم بھی جانتا ہے یا نہین بلکہ اتنا بھی نہین سمجھتا کہ

اگر یہہ قیدی صحابہ کے طمع سے رہا ہوتے تو حقتعالی اپنے نبی صلعم کو کیون جھڑک دیتا۔ سایل کو اگر عقل ہو

تو ماکان للنبی آہ کے معانی سمجھنے کیا اسکے معنے ماکان للصحابۃ کریگا یا کچھہ اور نعوذ باللہ منہا۔

پانچوین آیت کابیان

پانچوین آیت کا بیان جو پارہ عم کی سورہ اعلی مین ہے۔ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقیٰ

یعنے بلکہ تم اختیار کرتے ہو حیاتی دنیا کو اور آخرت بہتر ہے دنیا سے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ تفسیر

بیضاوی جلد ۲ کے نسخہ قلمی مین ذیل اس آیت کے لکہا ہے۔ کہ الخطاب عام للاشقین۔ یعنے یہہ

خطاب عام ہے تمام بدبختون کو یعنے جو کوئی ایسی باتون پر عمل کرے جو ذیل مین درج ہین۔ ۵

کٹا داہڑی رکہا مچھان طریقہ یہہ فقیرون کا * پیالہ بہنگ کا پی لے یہی ہے راہ امیرون کا

یہی ہے خمر کی مستی بہلا ہے فجر کا سونا * پکڑ یہہ راستہ واہ واہ جو ہے آئین بصیرون کا

نہ دے سجدہ نہ رکھہ روزہ نہین ہے فایدہ اکین * یہہ احمد دین اور علماؤنکا کام ہے نہ پیرون کا

جیسا ایک فرقہ باشونکا فرقہ تکیون مین بیٹھ کر ایسے بیہودہ خیالات مین عمر بسر کرتا ہے اور آخرت

کے ثواب و عذاب اوسکے سینہ مین کیا بلکہ کانون تک بھی نہین پہونچتے اون شقیون کو حقتعالے

نے خطاب کیا ہے۔ اور شیعہ کا اپنی خوش فہمی سے اس آیت کو صحابہ پر حمل کرنا محض عجب ہے کیونکہ اون

بزرگوارون کا جنتی ہونا اور خدا اور رسول کی رضامندی کا خواہشمند ہونا دوسرے باب مین بخوبی بیان

چھٹی آیت کا بیان

ہو چکا ہے اور انشاء اللہ پھر بھی کچھ بیان کیا جائیگا۔ چھٹی آیت کا بیان جو پارہ ومن یقنت کی سورہ احزاب مین ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَالآخِرَۃِ ط یعنی تحقیق جو لوگ ایذا دیتے ہین اللہ اور اوسکے رسول کو لعنت کی ہے اونکو اللہ تعالے نے دنیا اور آخرت مین۔ اور یہ حکم عام ہے کہ جو موذی اللہ اور رسولؐ کو ایذا دیویگا ہر دو جہان مین اوسکو خدا کی لعنت اور عذابؑ دناک ہوگا۔ پس اب جاننا چاہیئے کہ کون فعل موجب ایذاء اللہ اور اوسکے رسول کا ہوتا ہے۔ ففی المشکوۃ المطبوعۃ فی المطبع الاحمدی الدہلوی صفحہ ۵۴۶۔ عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی۔ یعنی رسول خداؐ نے ارشاد کیا کہ ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کو عیب کرنے مین تین بار تاکید اً فرمایا اور نہ پکڑنا اونکو نشانہ کیطرح میرے پیچھے پس جسنے اونکو ایذا دی اوسنے مجھے ایذا دی اور جسنے مجھے ایذا دی اوسنے اللہ تعالے کو ایذا دی پھر شتاب ہے کہ اوس موذی کو حق تعالیٰ پکڑیگا۔ آپ زبان درفشان خیر البریہ سے واضح ہوگیا کہ جو مردود صحابہ کرام پر طعن کرے وہ بسبب ایذا دینے اللہ اور رسولؐ کے لعنتی ہوا جیسا حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ آہ۔ **سوال شیعہ** فاطمہ معصومہ کو ایذا دینا بعینہ رسولخدا کو ایذا دینا ہے کیونکہ وہ دختر نیک اختر جگر گوشہ رسولخداؐ ہے۔ اور یہہ بہت ظاہر ہے کہ اولاد کے ایذا پہونچنے سے والدین ضرور رنجیدہ ہو جاتے ہین خصوصاً ایسی اولاد معصوم۔ سو اب ہم پوچھتے ہین کہ صحابہ جو نہ اولاد رسولخدا اور نہ جگر گوشہ آنحضرتؐ کے تھے۔ پھر صحابہ کی ایذا رسانی کسطرح موجب ایذا رسول ہے۔ جواب شافی دو۔ ورنہ ہمارے نزدیک تو حدیث اللہ اللہ فی اصحابی۔ اور ایسی ہی اور روایات موضوع شمار ہونگی۔ **جواب** شیعہ کی بہت معتبر تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور جلد اول کے صفحہ ۹۰ مین ذیل آیت یُخٰدِعُونَ اللّٰہَ وَالَّذِینَ آمَنُوا آہ یہ عبارت لکھی ہے کہ فعل نائب فعل منوب عنہ میباشد چنانچہ اگر وزیر پادشاہ ما کسے فریب دہد یا بد گوید باو در عرف میگویند کہ پادشاہ را بد گفتہ و فریب دادہ است و باین مشیر ست آیت اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰہَ یعنی بیعت کنندہ تو بیعت کنندہ خدا ست تم عبارتہ من عینہ۔ یعنی نائب کا فعل بعینہ اوسکے افسر کا فعل ہوتا ہے۔ جیسا پادشاہ کے وزیر کو جب کوئی فریب دیوے یا بُرا کہے تو اوسکو از روئے عرف کہینگے کہ اسنے پادشاہ کو فریب دیا اور بُرا کہا ہے آہ۔ اور ظاہر

صحابہ کو ایذا دینا موجب ایذا اللہ و رسول ہے

ہے کہ صحابہ رضہ سید البشر کے یار غار اور لیل ونہار مین مددگار ہر جگہ دار واسفار مین آپکے انصار اور
ولدار تہی کیتی تو آنحضرت کے داماد اور کیتی اونکے اصہار تہے پس اونکے ایذا سے رسول کے ضمیر منیر کو کس قدر
ایذا نہ پہونچے۔ بڑا افسوس ہے کہ آدمی جان بوجہہ کر ایسی تخییل باطلہ مین پہنس جاوے اور جو کچہہ زبان
پر آوے بک دیوے واللہ ہو الہادی۔

ساتوین آیت کا بیان

ساتوین آیت کا بیان جو پارہ لن تنالوا مین ہے۔ ولا یحزنک الذین
یسارعون فی الکفر آہ۔ یعنی نہ غمناک کرین تجہ کو وہ لوگ جو دوڑتے ہین بیچ یاری دینے کفر کے یعنے سعی کرتے
ہین بیچ محکمیت کفر اور ابطال اسلام کے۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مطبع عامرہ مصری جلد ۳ کے صفحہ ۸۴ مین لکھا
ہے۔ ان ہذہ الآیۃ نزلت فی کفار قریش واللہ تعالے جعل رسولہ آمنا من شرہم فقال لا یحزنک الذین
یسارعون ای یقصدون جمع العساکر بمحاربتک وان مقصودہم من جمع العساکر ابطال ہذا الدین وازالۃ
ہذہ الشریعۃ فہذا المقصود لا یحصل لہم فانہم بہذا الصنیع انما یضرون انفسہم ولا یضرون اللہ والنبی
واصحابہ شیئا آہ من عینہ۔ یعنی خلاصہ اسکا یہہ ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا کفار مثل ابوجہل وغیرہ کی
نسبت ہے جو رسول خدا م کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کرنیکا ارادہ کرتے تہے۔ اور اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو انکی
شر سے سلامت رکہا اور فرمایا لا یحزنک الذین آہ یعنی اے میرے پیارے حبیب تمہارے مقابلہ مین
لشکر جمع کرنیکا ارادہ کرتے ہین مگر یہہ مطلب اونکو حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ اس سے وہ اللہ اور رسول
واصحاب رسول کو کچہہ ضرر نہین پہونچا سکتے بلکہ اپنے نفسونکو ضرر دیتے ہین۔ اب دیکہو شیعہ کا اپنے واہی عقیدہ
سے اس آیت کو صحابہ کے حق مین محمول کرنا سراسر حماقت نہین تو اور کیا ہے۔ ہم آپ سے پوچہتے ہین کہ اگر
بالفرض صحابہ آپکے سوء ظن کے موافق ایسے ویسے تہے تو مخبر صادق م کیون اونکے ایمان کامل کی تصدیق
کرتے ہے اور امام محمد باقر علیہ وعلی آبائہ السلام سے باب ۲ م مین کیا گذرا وہان تو نظر مارو۔ اور خدا اسی قدر
اور اللہ تعالی ذات الصدور کا واقف بہی اونکو نعیم جنت اور مغفرت کا وعدہ کرتا رہا ہے۔ کیا کبہی کفار

آٹھوین آیت کا بیان

بہی اجر عظیم کے موعود لہم بن سکتے ہین۔ آٹھوین آیت کا بیان۔ یخدعون اللہ والذین آمنوا وما یخدعون
الا انفسہم الآیۃ۔ یعنی فریب دیتے ہین اللہ کو اور اون لوگون کو جو ایمان لائے ہین یعنی صحابہ کو اور نہین
فریب دیتے مگر اپنے نفسونکو آہ۔ شیعہ کی معتبر تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ لاہور جلد ا کے صفحہ ۷۸ مین مسطور
ہے۔ بدانکہ در ابتدا ذکر مومنین و متعقب آن ذکر کافرین و متصل بایشان ذکر منافقین است۔ انتہی من عینہ
یعنی اللہ تعالے نے ابتداء سورت بقر سے مومنین مخلصین کا ذکر کیا۔ پہر ان الذین کفروا سے کافرین کو یاد کیا

اور اوسکے بعد رکوع ومن الناس من یقول سے منافقین کا ذکر کیا۔ پس مومنون سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے رسولخدا صلعم کی نبوت کو صدق دل سے مانا۔ جنکا ذکر بکررسہ کرر اوپر کی تحریرات مین مفصل گذر گیا ہے۔ عاقل کو صرف ایک ہی آیت کا اشارہ اور حوالہ کافی ہے اور بد آئین کو صدہا آیات کیا بلکہ رسولخدا صلعم کا روبرو دیکھنا بھی عبث ہی۔ اور کافرون سے مراد وہ لوگ ہین جو ظاہر و باطن سر سی پاؤن تک کفر مین مستغرق رہی۔ مثل ابوجہل وغیرہ اور جو لوگ زمانہ موجودہ مین بھی انکی مانند ہون وہ بھی اسمین داخل ہین۔ اور منافقین سی مراد وہ لوگ ہین جو مومنون کی خوف سے ظاہراً مطیع اسلام اور باطناً کفر رکھتی تھے۔ جیسا عبداللہ بن اُبی اور ذوالخویصرہ اور اجد بن قیس وغیرھم۔ اور اب بھی جو انکی مانند بظاہر اسلام کے مطیع ہون۔ وہ انہین مین شامل ہونگے۔ اور شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان جلد ۱ کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ عبداللہ بن اُبی سلول اور اوسکے تابعین نی آپسمین مشورہ کیا کہ زبان سے اسلام کو ہم ظاہر کرین۔ اور دل مین اپنی اعتقاد پر رہین اور جسطرح کہ مسلمانون کو پیغمبر خدا صلعم کی قربت اور مصاحبت حاصل ہے۔ ہمکو بھی حاصل ہو۔ تاکہ ہم مسلمانون کے راز سے مطلع ہوکر کفار کو اوس سی واقف کرتے رہین۔ پس متفق ہوکر سب رسولخدا صلعم کے پاس آئے۔ اور اپنا مسلمان ہوجانا ظاہر کیا۔ خدا تعالی نے یہہ آیات نازل کین

ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ہم بمومنین یخدعون اللہ والذین آمنوا الی آخر تمام کلامہ من عینہ والحمد للہ الذی اجری الصدق علی لسانہ واظہر الحق من قلمہ۔ اور ان آیات سے واضح ہوگیا کہ اہل تشیع جو تقیہ واہیہ کی آڑ محکم پکڑے بیٹھے ہین وہ ایسی لوگون مندکرہ بالا مین بھی داخل ہین۔ یہہ بیان مند آخر رسالہ مین مفصل ذکر اونکی تقیہ بدعیہ محرمہ کا کریگا۔ انشاءاللہ تعالے

نوین آیت کا بیان۔ جو پارہ لن تنالوا مین ہی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً ہ وسیجزی اللہ الشکرین۔ یعنی نہین محمد علیہ السلام مگر رسول خدا کا تحقیق گذر گئی ہین۔ آگے اس سی پیغمبران علیہم السلام کیا اگر مرجائے محمد صلعم یا قتل کیا جائے تو تم پھر جاؤ گے اپنی ایڑیون پر اور جو کوئی پھر جائی اپنی ایڑیون پر پس نہین ضرر دیتا ہے۔ اللہ کو کسی چیز مین اور شتاب ہے کہ حقتعالی بدلہ دیگا شاکرون کو۔ پس یہہ آیت بھی اُحد کے غزوہ مین نازل ہوئی ہی۔ دیکھو شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر عمدۃ البیان

نوین آیت کا بیان

مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی جلد ا کی صفحہ ۱۹۵ مین اس آیت کی شان نزول مین لکھا ہے کہ جبوقت
رسولخدا کا جنگ اُحد مین کفار سی مقابلہ ہوا تو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو جیسی کہ پہلے مذکور
ہوا ہے۔ کوہ اُحد کی درہ پر معہ پچاس تیرانداز کے متعین کیا کہ دشمن کو درہ کی جانب سی نہ آنے
دیوین جب اہل اسلام نے بڑی بڑی نامی دلاور کفار کی قتل کئے۔ اور مشرکین بہاگ گئی تو اس اثنائے

غزوہ اُحد مین شہید ہونا دانت مبارک آن حضرت ص کا۔

بعض اہل اسلام لوٹنی مین مشغول ہوئی۔ اور خالد ابن ولید جو ابہی مسلمان نہین ہوا تھا۔ درہ کو
خالی پاکر درہ سے باہر نکلا۔ اور مسلمانون پر اوسنی پیچھے سے حملہ کیا۔ جسنی بہت سی مسلمان قتل ہو گئے
اور رسولخدا کے دندان مبارک شہید ہوئی۔ اور مسلمان کافرون کی مقابلہ سی بہاگ نکلے۔ ابلیس
لعین نے نداء کی کہ محمد ص قتل ہو گیا ہے۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے بہادری کرکے کفار کو مغلوب
کیا۔ اور شکست دی اور یہہ سنکر اصحاب جو بھاگ گئی تھے اولٹی پہر کر چلے آتے۔ اور رسولخدا نے اونکو
ملامت کی اور کہا کہ تم کس واسطے بہاگ گئی تھے۔ صحابہ نے عذر کیا کہ ہمنی آپکے قتل ہو جانیکی آواز
سنی تہی۔ اسواسطے ہم پریشان ہوکر بھاگ گئی تھے۔ تم عبارتہ۔ اب کتب اہل سنت کی روایت سنو کہ
اوسمین اور شیعہ کی روایت مین کتنا فرق ہی۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مطبع عامرہ مصری جلد ۳ صفحہ ۸۵
مین لکھا ہے کہ اُحد مین ابن جبیر کی شہادت کی بعد رسولخدا ص نے معہ صحابہ کافرون پر حملہ کیا
جسمین عبداللہ ابن قمیہ حارثی نے (جو کفار مین نامی تہا) آنحضرت ص کو ایک پتھر سخت مارا جسکی
ضرب سے دانت مبارک آپکا شہید ہو گیا۔ ابن قمیہ نے تہوڑا آگے ہوکر فوراً رسولخدا ص پر تلوار اوٹھائی
جسپر حضرت مُصعب مغفور رضی اللہ عنہ نے جو رسولخدا ص کا عَلَم بردار تھا۔ ابن قمیہ کو دفع کیا۔ ابن
قمیہ نی آنحضرت سی ٹلجانے مین اوسی پر ضرب چلادی۔ اور حضرت مصعب اوسکی ایک ہی ضرب سے
جان بحق تسلیم ہوئی۔ اوسوقت عَلَم یعنے رسولخدا کا نشان گر پڑا۔ جسپر شیطان علیہ اللعنت نے آواز دی
کہ محمد صاحب قتل ہو گئی ہین۔ اِس جانکاہ آواز کو سنکر اہل اسلام کی صف کو شکست ہوئی۔ اکثر صحابہ
رسولخدا کو انبوہ عظیم مین بکرنہ دیکھہ سکے۔ اور کئی لوگ منحرف ہونے لگے۔ اوسوقت عبداللہ بن اُبَی وغیرہ
منافقین نی مسلمانون کو کہا کہ اِن کان محمدٌ قتل فالقلبنتم علی اعقابکم ای صرتم کفاراً بعد ایمانکم و
الحقوا بدینکم فقالوا بالجواب اِن کان محمدٌ قتل فانّ ربّ محمد لم یقتل۔ یعنی اگر محمد صاحب قتل ہو گئی
ہین۔ تو پس پہر و تم اپنی ایڑیون پر یعنی ہو جاؤ تم کفار بعد ایمان کے۔ اور اپنی پہلے دین لات و عزیٰ

رسولخدا ص کی شہید ہونیکی کاذب ندا سننے سے کئی لشکریون کا بہاگ جانا۔

کیطرف رجوع کرو۔ مسلمانون نے اوسکے جواب مین کہا کہ اگر محمدؐ قتل ہوگئے ہین تو محمدؐ کا خدا تو نہین قتل ہوا۔ وہ تو زندہ پایندہ ہی۔ اِسپر اون منافقین گمراہ کنندون کی توبیخ مین آیت وما محمدٌ الّا رسول نازل ہوئی۔ اور اہل اسلام کی منحرفین لوگون نے جب معلوم کیا کہ محمدؐ زندہ ہین تو جھٹ قدمبوسی کے لئے واپس آئے اور خدمت اقدس مین پہونچے اور سید عالم صلعم کو حضرت ابوبکرؓ و علیؓ و طلحہؓ وغیرہم تیس ۳۰ نفر صحابہ رضؓ کی ساتھ دیکھا اوسوقت آنحضرتؐ کیخدمت مین نہایت گریہ وزاری سے کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدیناک بآبائنا وامہاتنا اتانا خبر قتلک فاستولی الرعب علی قلوبنا فولینا مدبرین ط یعنی یارسول اللہؐ قربان کرتے ہین ہم آپ پر اپنے مان باپ۔ پہونچی تہی ہمین آپکے قتل ہوجانیکی خبر۔ جسنے غالب ہوا ہمارے دلونپر خوف۔ پس پیٹھ پہیری ہمنے۔ تم عبارتہ بتقدیمہ وتاخیرہ ملخصاً من عینہ۔ اور تفسیر بیضاوی مین بہی بالفاظ کم وبیش اسیطرح لکہا ہے۔ اب دیکھو اِس روایت اہل سنت اور شیعہ کی روایت مذکورہ بالا مین صرف الفاظ کا ہی فرق ہے مگر مطلب تو دونون کا ایک ہی ہے۔ اور شیعہ نے بعض اصحاب مین اپنی روایات کو دوسرے طرف پہینک دیا خیر شیعیونکی تو عادت ہی ہے کہ یا الفاظ مین تحریف کردیتے ہین یا معانی متغیر کردیتے ہین۔ اس شیعہ نے بہی اِس آیت کی معانی بگاڑ دیئے ہین۔ خدا اِس مفتری سے سمجھے۔ اور زیادہ تر تماشہ کی یہ بات ہے کہ وہ ضعفاء مسلمین جو اُحد مین رسولخداؐ کا قتل ہوجانا سنکر بہاگے تہے۔ خداتعالی نے تو اپنے فضل وترحم سے اونکو معاف کردیا۔ اور یہہ معترض کچھ اور ہی راگ گاتا ہے۔ چنانچہ خود شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ دہلی جلد ۱ پارہ لن تنالوا کی صفحہ ۱۹۹ مین لکہا ہے کہ خداتعالی جنگ اُحد سے بہاگنے والون کا ذکر کرتا ہے

واپس آنا بہاگنے والون کا اُحد مین

معاف ہونا قصور بہاگنے اُحد کا

ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلہم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنہم ط ان اللہ غفور حلیم ط یعنی تحقیق وہ لوگ کہ پیٹھ دی اونہون نے جہاد مین تم مین سے اور بہاگ گئی وہ جسدن کہ ملین آپسمین سے دو جماعتین مومنین اور کفار کی واسطے لڑائی کے جنگ اُحد کے روز سوائے اِسکے نہین کہ ڈگا دیا تہا اونکو شیطان نے وسوسہ ڈالکر راہ حق سے اور موںھ اونکے دشمنون کے مقابلہ سے پہیر دیئے بسبب شامت بعض اوس چیز کے کہ کسب کیا تہا اونہون نے کہ شیطان کی بہکانے سے طمع مال غنیمت کی کرکے درہ سے باہر چلے گئے تہی۔ اور البتہ تحقیق معاف کیا خدا نے اون سے اِس بہاگنے کو اونکی توبہ کرنیکی جہت سے خدا بخشنے والا بردبار ہی۔ تم عبارتہ من عینہ۔ نیز شیعہ کی معتبر تفسیر البہیہ مطبوعہ مطبع

گلشن رشیدی لاہور کی جلد اول کے صفحہ ۴۷ مین جو تفسیر لوامع التنزیل کے حواشی پر طبع ہوئی ہے اسیطرح جیسا کہ عمدۃ البیان سے مذکور ہوا منقول ہے ۵ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی۔ کاین راہ کہ تو میروی بکفرستان است ۔ اور تفسیر کبیر جلد ۳ کے صفحہ ۱۰۸ مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اُحد والون کا بہاگنا شیطان کی طرف منسوب کردیا۔ بقولہ انما استزلہم الشیطن یعنی سوا اسکے نہین کہ لغزش دی اونکو شیطان نے جیسا آدم علیہ السلام کا دانہ کہانا شیطان کیطرف منسوب کیا۔ بقولہ فازلہما الشیطن عنہا یعنی پس ڈگایا اونکو شیطان نے بہشت سے اور جیسا یوسف ع کے بہائیونکی خطا اوسکے جدا کرنے مین شیطان کیطرف منسوب کردی۔ بقولہ ان نزغ الشیطن بینی وبین اخوتی جو سورۃ یوسف مین موجود ہے۔ اور مرقاۃ شرح مشکوۃ مین سے تیسری آیت کی بیان مین گذرا ہے کہ ان العفو خارج من المعیبۃ یعنی جو چیز معاف ہوئی وہ عیب مین شمار کرنیسے باہر ہے۔ اب بخوف طوالت ہم اس مسئلہ کو زیادہ نہین چہیڑتے۔ حضرات شیعہ کو کتب فریقین مین سے بخوبی جواب مل گیا ہے واللہ الہادی ٭

چوتھا باب اُن حدیثونکی بیان مین جو شیعہ نے صحابہ رض کی حق مین لکھی ہین

شیعہ نے منہج الانصاف کی صفحہ ۷۰ و ۸ مین بعد اون آیات کی جو تیسرے باب مین مذکور ہوئی ہین چند احادیث صحابہ علیہم الرضوان کی حق مین لکھین اور اپنی زعم باطل اور خیال فاسد مین اُن حدیثون سے معاذ اللہ اصحاب کی ضلالت ثابت کی ہے۔ اسلیے ہم اُن حدیثون کو مفصل لکھکر عوام کو شیعہ کی اس افترا پردازی سے مطلع کرتے ہین۔ تاکہ سب چہوٹون بڑون کو شیعہ کی صدق گوئی روشن ہوجاوے

پہلی حدیث مشکوۃ کے صفحہ ۳۱۲ مین منقول ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ آہ رواہ البخاری یعنی ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ شتاب ہے کہ تم امارت کی حرص کروگے۔ اور عنقریب قیامت مین تمہین یہ حرص موجب ندامت ہوگی۔ شیعہ نے اسکا خطاب راجع بہ صحابہ خصوصاً ثلثہ کیطرف کیا اور کلمہ حق سے روگردانی کرنے مین شرم نہ کیا۔ حالانکہ سیدنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عموماً امت مرحومہ کو آگاہی دی کہ امارت اور حکومت پر حرص کرنی موجب

پہلی حدیث کا بیان

پشیمانی ہے۔ قیامت مین اور یہہ اوسوقت فرمایا کہ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الا تستعملنی فضرب بیدہ علی منکبہ ثم قال یا اباذر انک ضعیف وانہا امانۃ وانہا یوم القیمۃ ندامۃ۔ آہ جیسا کہ مشکوۃ کے صفحہ مذکور پر منقول ہے۔ یعنی کہا ابی ذر رضی اللہ عنہ نے یارسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عامل نہین کرتے۔ اور امارت نہین عطا فرماتے۔ تاکہ مین عدل کرون اور ثواب پاؤن۔ رسولخدا نے اوسکے مونڈھے پر ہاتھہ مارا (یعنی کمال اشتیاق محبت مین) پہر فرمایا اے اباذر تو عاجز اور ناتوان ہے اور حکومت خداکیطرف سے ایک امانت ہے۔ اوسکی خیانت کرنیسے قیامت مین سخت ندامت ہوگی۔ اوسکے بعد آنحضرت ﷺ نے بطریق عموم لوگون کو ارشاد کیا۔ انکم ستحرصون علی الامارۃ الخ کما مر عن ابی ہریرۃ۔ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شیعہ علم حدیث مین بڑی مہارت رکھتا ہے۔ کاشکے اگر اسکو کچہہ بھی کتب احادیث مین سے کسی ادنی کتاب مین مطالعہ ہوتا تو اوسکی اشکال کا عقدہ اوسکی اپنی ہی لیاقت کہولدیتی دیکہو مشکوۃ مین ہی صفحہ مذکور پر وہی ابُوہریرہ صاحب روایت کرتے ہین کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ

سیاست بنی اسرائیل وخلافت خلفاء

وآلہ وسلم فرماتے ہین۔ کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء قالوا فما تامرنا قال فوا ببیعۃ الاول فالاول اعطوہم حقہم متفق علیہ یعنی بنی اسرائیل باہم دیگیر بذریعہ سیاست اور سرداری کرتے تھے کہ جب ایک پیغمبر اون سے انتقال کرتا تہا تو اوسکی جگہہ دوسرا نبی قایم ہوجاتا تہا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہین ہونیوالا ہے کہ میرے پیچھے خلیفے میرے ہونگے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہمین کیا فرماتے ہین۔ سید عالم نے ارشاد کیا کہ وفا کرو بیعت خلیفہ اول پر پہر خلیفہ ثانی پر پہلی کی مثل وفا کرو۔ یعنی ہر ایک خلیفہ کو پہلی کی مثل وفا کرنا اور اونکا حق ادا کرنا۔ اب بتاؤ کہ جنکی خلافت کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے وہ کون خلیفہ تھے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اور یہہ پیش خبری کس پر جاری ہوئی۔ وہ یہی چار خلیفہ تھے یا کوئی اور۔ دیکھیں آپ اسکا جواب کیا دیوینگے۔ واللہ الہادی۔

۲ دوسری حدیث کا بیان

دوسری حدیث۔ معترض نے اس حدیث کو بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اُلٹ پلٹ کرکے لکھا اور اصل مین یہہ حدیث باسناد صحیح یون ہے۔ دیکھو مشکوۃ مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۵۳۔ بروایت متفق علیہ۔ عن حذیفۃ قال قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انا کنا بشر فجاء نا اللہ بہذا الخیر

فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذالک الشر من خير قال نعم وفيه دخن قلت وما دخنه
قال قوم يستنون بغير سنتي ويهدون بغير هديي قلت فهل بعد ذالک الخير من شر قال نعم دعاة
علی ابواب جهنم قلت يارسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا (اي يزعمون انهم من ذريتنا)
ويتكلمون بالسنتنا قلت فما تامرني ان ادركني ذالک قال تلزم جماعة المسلمين وامامهم قلت فان
لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتی يدرکک الموت
وانت علی ذالک - یعنی کہا حذیفہ نے کہ مینے رسول خدا سے پوچھا کہ ہم ایک شر مین تھے - جس سے ہمین
پروردگار نے خیر دکھلائی - یعنی ضلالت سے ہدایت پر لایا - کیا اس خیر کے بعد پہر بھی شر ہوگی - آنحضرت
نے فرمایا ہان پہر مینے کہا کیا اوس شر کے بعد دوبارہ بہی خیر ہوگی کہ اسلام پھر رواج پائیگا - فرمایا ہان اور
اس خیر مین جو شر کے بعد آویگی - کدورت اور تاریکی ہوگی - مینے کہا کیا ہوگی کدورت - فرمایا ایک قوم
پیدا ہوگی جو میری سنت کے بغیر ایک اور راستہ پکڑیگی - اور میری راہ کے سوائے ایک اور راہ لوگون کو
بتائیگی (یعنی روافض و خوارج وغیرہ جنکی تشریح ہم انشاء اللہ آگے کرینگے) اور بلانے والے ہونگے دوزخ
کے دروازہ پر - یعنی گمراہی کیطرف - کہا مینے اونکا احوال ہمین فرمائیے کہ وہ کون ہونگے - فرمایا وہ ہماری
قوم مین سے یعنی دعوی ہماری ذریت اور اولاد کا کرینگے - اور ہماری زبان سے کلام کرینگے - یعنی ہمارا نام اور
حدیث زبان پر لائینگے اور دل سے یقین نہ کرینگے - مینے پوچھا کیا فرماتے ہین آپ اگر پاوے مجھے زمانہ فرمایا
رسول خدا نے کہ لازم پکڑ جماعت مسلمانون کو جو قرآن اور سنت پر ہون - یعنی اہل سنت کے طریقہ پر چلنا
مینے کہا اگر مسلمانون کے لئے جماعت متفقہ اور امام نہووے تب کیا کرون - فرمایا یکطرف اور برکنار
ہو جیو ان سب فرقون سے اگرچہ ہو یکطرف ہونا کاٹنے اور کہانے چھال درختون کے ساتھہ یعنی گمراہ
فرقون سے بہر صورت کنارہ کشی کرنا اگرچہ تیرا کنارہ مشکل ہے ہووے درختون کی جڑہ اور پتے کہانیکے
ساتھ جنگل مین اوسوقت تک کہ تجہے موت پاوے - اس حذیفہ کی روایت نے سب گمراہ کنندون کی خوب
خبر لی ہے جس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ مدعی ذریت رسول ع عدم اطاعت خدا اور رسول کے سبب سے شرف سیادت
سے خارج کردیا جاتا ہے اور اسکی نظیر مین قولہ تعالی انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح مندرجہ سورہ
ہود موجود ہے - اگرچہ مظاہر حق شرح مشکوۃ کی جلد چہارم وغیرہ مین اس آیت کی عمدہ تشریح لکھی ہے لیکن
شیعہ کے جواب مین اونکی ہی کتب سے دندان شکن مناسب ہے - پس دیکھو شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ

رسول خدا کا طریقہ چھوڑدینے مین اہل سادات کا شرف سیادت مین سے خارج ہونا

مطبع یوسفی دہلوی جلد ا سورۃ ہود مین صفحہ ۶۰۷ پر ذیل آیت متذکرہ بالا حضرت امام رضاؑ سے مروی ہی کہ کنعان حقیقت مین نوحؑ کا بیٹا تہا۔ لیکن اوسنے خدا تعالی کی نافرمانی کی۔ خدانے اوسکی نفی اوسکے باپ سے کی کہ جبوقت دین کا مخالف ہوا تو اہل سے خارج ہی۔ ایسی ہی جو شخص کہ ہم مین سے ہو اور خدا تعالی کی فرمانبرداری نہ کرے تو وہ ہم مین سے نہین ہوگا۔ یعنی جو شخص کہ سادات مین سے ہو اور فرمانبرداری خدا تعالی کی نہ کرے اور ہماری طریق پر نہ ہو تو شرف سیادت کا اوسمین سے جاتا رہتا ہے تم کلامہ ملخصاً من عینہ۔ شیعہ نے امام معصوم کی اس روایت کو من گہڑت بنا کر اپنی نیک نیتی سے عمدہ پیرایہ مین لکھا۔ ان قزلباشون کی عادت ہی کہ آئمہ مغفورین کے اقوال کیا۔ بلکہ قرآن کی آیات تک بھی اپنے مدعا کے موافق بنانے مین فرق نہین کرتے۔ خیر عدم گنجائش کے سبب سے ہم زیادہ اس مسئلہ کو یہان نہین چہیڑتے۔ دانشمندون کو اتنا ہی کافی ہے۔ واللہ ہو الہادی +

تیسری حدیث کا بیان

تیسری حدیث - عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف انتم وآئمۃ من بعدی یستاثرون بہذا الفئی قلت اما والذی بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقی ثم اضرب بہ حتی القاک قال اولا ادلک علی خیر من ذالک تصبر حتی تلقانی رواہ ابو داؤد۔

یعنی رسولخداؐ نے فرمایا کہ میری بعد آئمہ یعنی بادشاہ ظالم بھی ہونگے اوسوقت تم کیا کروگے سب مجلس سے پہلے ابوذر نے کہا کہ واللہ مین اپنے مونڈہے پر تلوار رکہونگا۔ پہر اونکو مارونگا۔ یہان تک کہ آپکی ملاقات کرون فرمایا مین تجہے اس سے بہتر صلاح دیتا ہون اور وہ یہہ ہی کہ صبر کرے تو تا وقتیکہ میری ملاقات کرے تو یعنی اگر تو اوس زمانہ کو پاوے تو تیرا خاموش رہنا بہتر ہے کیونکہ تو اونکے مقابلہ سے عاجز ہوگا۔ محققین نے کہا کہ ایسی سلاطین جور سے مراد یزید پلید اور عبید اللہ بن زیاد اور انکے پیروکار علیہم اللعنت تہی جو اپنے زمانہ مین مال زکوۃ اور بیت المال کو اپنے لئے مخصوص کرنیکی خواہش رکہتے تھے معترض کی تقریر کا خلاصہ یہ ہی کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین تصریح کی ہی کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا انتقال عثمان کے زمانہ مین ہوا۔ پس آئمہ جور جو ابوذر کے عہد مین تہے وہ ثلثہ ہین آہ۔ فالعجب کل العجب شیعہ نے اپنے دعوے کے اثبات مین اس روایت کو تشریح کرکے کیا عمدہ حلیہ پہنایا جس سے اوسکی لیاقت اور علمدانی کی خوب ہی قلعی کہلتی ہی۔ کاشکے آپنے یہ کیون نہ لکھا کہ شیخ صاحب نے فلان جگہہ تصریح کی ہے۔ سلمنا ابوذر کی وفات اگر حضرت عثمان کے زمانہ مین ہی ہوئی ہو تو کیا مضائقہ

ہوگا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کا صرف ایک ابوذر کو ہی خطاب کرنا محض آپکی یاوہ گوئی اور بدنسقی مین داخل ہی۔ کیونکہ اس حدیث مین کیف انتم جمع حاضرین کو خطاب ہے اگر ایک شخص مخاطب ہوتا تو کیف انت ہوتا۔ انت اور انتم مین کتنا بڑا فرق ہی۔ اگر کچھ بھی علمی لیاقت ہوتی تو آپ سمجھتی افسوس رسولخداؐ تو عموماً ایک زمانہ کی آئمہ جور کی خبر دیوین اور آپ خوش فہمی سے اون سے خلفاء ثلاثہ سمجھ لین۔ واہ کیا فہم و فراست ہی۔ اب آپکو چاہئیے کہ اپنے دعوی کے ثبوت مین کوئی اور حدیث پیش کرین جسمین آپکے قول کی تصدیق ہو اور ہمین یقین ہی کہ ایسی حدیث کتب صحاح مین سی تو آپکو کبھی نہ ملیگی جو آپکے دعوی کی مؤید ہو۔ ہان البتہ آپ افترا کرنے پر تو بڑی شجاعت دکھائینگے۔ مگر یاد رہے کہ ان ردیہ بازیون سی کبھی آپ کامیاب نہین ہو سکینگے کیونکہ آپ استعارہ گھڑنے اور حیلہ سازیون کر کرن اصحاب کی ضلالت ثابت کرتے ہین اونکی ہدایت اور صدق خلافت کی دلائل تو اس کتاب مین چند جگہہ آیات و حدیث سی مذکور ہو گئی ہین اگر کچھ بھی لیاقت کہیں ہو تو دیکھ لو۔ علاوہ اونکی ہمارے علماء کرام بار ہا لکھ چکے ہین منجملہ اونکی دیکھو کتاب ہدایۃ الشیعہ مطبوعہ مطبع ہاشمی صفحہ ۹ مین الفصول الامامیہ سی جو اہل شیعہ کی اصح الکتب ہے لکھا ہے۔ عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علی آبائہ و علیہ السلام انہ قال لجماعۃ فاحفوا فی ابی بکر و عمر و عثمان اما تخبرونی انتم من المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم الی قولہ ہم الصادقون قالوا لا قال فانتم من الذین تبوؤ الدار و الایمان الی قولہ ہم المفلحون قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ہذین الفریقین و انا اشہد انکم لستم من قال اللہ و الذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفرلنا الی قولہ رؤف الرحیم۔ یعنی امام ابو جعفر محمد باقر نے فرمایا اوس قوم کو جو خوض کیا تہا اونہون نے شان ابی بکر اور عمر اور عثمان مین کیا نہین تم مہاجرین مین سی جنکے حق مین آیت الذین اخرجوا من دیارہم آہ نازل ہوئی ہی کہا اونہون نے نہین فرمایا پہر تم اون لوگون مین سی ہو جنکی حق مین آیت و الذین تبوؤ الدار و الایمان من قبلہم۔ نازل ہوئی یعنی انصار مین سے کہا اونہون نے نہین پہر فرمایا امام معصوم نے سو تم تو بری ہوئی اس سے کہ ہو تم مہاجرین اور انصار سے اور مین گواہی دیتا ہون کہ بیشک تم نہین وہ لوگ جنکی حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ و الذین جاؤا من بعدہم یقولون ربنا اغفرلنا الآیۃ۔ یعنی تابعین مین سی۔ اور یہہ معلومات مین سی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ کے ہمزمان تابعین اور تبع تابعین مین سے تہی پس قوم مذکورہ نے مہاجرین اور انصار مین سی ہونگی

خلفاء ثلثہ کی طرفداران کو امام محمد باقرؑ کا تنبیہہ کرنا۔

نفی تو اپنی اصلیت پر کی اور امام ممدوح نے خلفاء ثلثہ کی گلہ کرنیکی وجہ سے بطور قسم تابعین مین سے بھی اونکی نفی کردی - آب اس روایت سے صحت ایمان کل صحابہ خصوصًا حضرات ثلثہ کی خوبی اور اونکی طاعنون کی برائی سب لوگون کو معلوم ہو گئی اور باقی اقوال آئمہ طاہرین بخوف طوالت ترک کر دیئے ہین - یہان اس شیعہ اور اسکے ہم مذہبون کو چشم کہولکر دیکھنا چاہیے اور اگر شیعہ اسمین عذر تقیہ واہیہ پیش کرین تو ہم اس عذر کو بھی انشاء اللہ آخر رسالہ مین قطع کر دینگے - آؤ اب ہم حذیفہ رضہ کی اصح الروایت تمہین دکھلائین جو مشکوۃ باب الانذار صفحہ ۴۵۳ مین منقول ہے - عن النعمان بن بشیر عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون ملکًا عاضًا فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم یکون ملکًا جبریۃ فیکون ماشاء اللہ ان یکون ثم یرفعہا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منہاج نبوۃ ثم سکت قال حبیب فلما قام عمر ابن عبد العزیز کتبت الیہ بہذا الحدیث اذکرہ ایاہ وقلت ارجو ان تکون امیر المومنین بعد الملک العاض والجبریۃ فسر بہ واعجبہ یعنی عمر ابن عبد العزیز رواہ الاحمد والبیہقی - یعنے فرمایا رسولخدا ع نے باقی رہیگا نبوۃ کا وجود درمیان تمہارے یہان تک کہ اللہ تعالی چاہیگا پہر نبوت کی اوٹہائے جانے پر خلافت طریقہ نبوت پر ہوگی پہر اوسکے اوٹہائے جانے پر بادشاہت گزندہ ہوگی (چنانچہ اوسمین بعض - بعض کو کاٹیگا اور وہ امیر معاویہ کا زمانہ ہے جسمین باہم سخت جدال ہوئے) پہر بادشاہت مذکور خداوند کریم کی مرضی سے اوٹہائی جانے کے بعد حکومت اور پادشاہت ظلم اور تکبر کی ہوگی آہ اور وہ یزید پلید علیہ اللعنت کا زمانہ ہے جسکی تشریح کی ضرورت نہین - سو اب ہمارے بالغ النظر ذی علم ناظرین پر شیعہ کی بہتانات اور مصنوعی خیالات بخوبی واضح ہو گئے -

خلافت صحیحہ و پادشاہت گزندہ و پادشاہت ظلم

قصیدہ

پیارے یار شیعہ کی لیاقت کو بہلا کہیے
مناسب اسکو خوش فہمی سے ہر دم مرحبا کہیے
مہارت کذب مین رکھتا ہے جملہ اہل شیعہ سے
قیاسی دھتا تُنی منطق مین سب کا پیشوا کہیے
نہین ہے حیلہ گر آتا ہمارے فکر مین ایسا
اگر چہ ہو تعصب مین تو سب مین سے بڑا کہیے
ضلالت کیطرف لیجاتا ہے بس گی یہ بازی سے
جہالت مین بھی بیشک شکار ابر بلا کہیے

اگر بدگوئی سے اپنا دہن سیتا تو بہتر تھا
جو اپنی گندہ مغزی سے کبھی نافہ کو بدبو کی
کبھی معلوم شہد و زہر صفراوی طبیعت میں
اجی صنا اگر سمجھو تو دنیا پر نہین رہنا
بجز حق اور کچھہ کونین مین نہین کام آویگا

نہین لایق سخن جہوٹھا طریق آل عبا کہیے
پڑا ہے گندگی مین جو وہ اوسی بانی خطا کہیے
زبان اپنی بنا خلفا کو پہر اہل جفا کہیے
مناسب ہے خدا کا خوف حق بہر خدا کہیے
وہی کام آیگا واعظ جو یا صدق و صفا کہیے

پانچوان باب تعریف اہل بیت مین

اس باب مین دو فصل ہین

پہلا فصل اہلبیت کی شناخت مین

آیت تطہیر

پارہ ومن یقنت - رکوع ا - اِنّما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً - سوائے اسکے نہین کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی کہ دور کرے تم سے پلیدی - ای اس گھروالو اور پاک کرے تمہین خوب پاک کرنا شیعہ نے منبع الانصاف کے صفحہ ۵ پر اپنی نہایت دیانتداری سے لکھا ہے کہ اہل بیت محمد و علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہین فقط یعنی دوازدہ امام اگر کوئی صاحب اسمین اعتراض کرے کہ اہل بیت محمد مین ازواج و خلفاء ثلثہ بھی داخل ہین - ہم جواب دینگے کہ نہین ہین - اگر کسیکو شک ہے تو تفسیر معالم تنزیل - تفسیر درمنثور تفسیر نیشاپوری - تفسیر زاہدی - تفسیر مدارک نسفی تفسیر بیضاوی - تفسیر ثعلبی - تفسیر کبیر امام فخر رازی تفسیر حافظ بن موسی شیرازی تفسیر کشاف - تفسیر حسینی - اور باقی کتب صحاح مین یعنی ابی داؤد اور صحیح بخاری کی جزو چہارم مین بی بی عایشہ رض سے روایت ہے اور نیز صحیح مسلم وغیرہ مین الخ - یہان تک لعینہ شیعہ کی عبارت ہے سو دیکھو اب ہم کہان تک اس کوتہ اندیش مذہب کے مفاسد لکھین - اس نالایق فرقہ کا دستور ہے کہ کذب کو بعوض زر کثیر بھی خرید کر اپنے بیت سینہ مین بڑے شوق سے بٹھائینگے - دروغ گوئی سے نہ تو حق تعالی کا خوف کرتے مین اور نہ رسول خدا صلعم سے شرماتے ہین حالانکہ انھین کی کتاب تحفہ احمدیہ

مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے جلد ا باب ۱۱ مین لکھا ہے کہ جہوٹ بولنا گناہان کبیرہ سے ہے

اور جہوٹ بولنا غیر مزاح و خوش طبعی و ہزل مین سب حرام ہین - اور حرمت کذب مین آیات و

احادیث بکثرت وارد ہین - انتہی من عینہ - اور یہہ مدعی مودت اہلبیت - عترت کی محبت مین غرقاب کیا ہوا کہ ایمان سے بھی جاتا رہا - آپ جانتے ہین کہ ایسی بہتان بندی سے بجز زوال ایمان کے اور کیا حاصل ہوتا ہے ؟ اگر کتب تفاسیر و احادیث مذکورہ بالا مین سے اپنے دعوی کو ثابت کر دیوے تو شیعہ ہے ورنہ شنیعہ - اب مین موجودہ کتب مذکورہ مین سے علیحدہ علیحدہ عبارات و روایات اہل بیت کی تعریف مین بیان کرتا ہون اور مشت نمونہ خروارے غیر موجودہ سے بھی شیعہ کی صدق گوئی روشن ہو جائیگی - شیعہ کی مستند کتب مین سے تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری بمبئی جلد ۳ کے صفحہ ۱۶۷ پر آیت تطہیر کے ذیل مین لکھا ہے - واراد باہل البیت نساء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانہن فی بیتہ وہو روایۃ سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہم یعنی حق تعالی نے اہل بیت مین سے رسولخدا کی بی بیون کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہی اونکے گہر مین ہین - اور حضرت سعید نے جو ایک معتمد علیہ راوی ہین حضرت ابن عباس سے اسیطرح نقل کیا - وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الآیۃ قالت فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی فاطمۃ وعلی والحسن والحسین فقال ہولاء اہلبیتی قالت فقلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اما انا من اہل البیت قال نعم تم الکلام من معالم التنزیل ملخصا من عینہ - یعنی حضرت بیوی ام سلمہ رض زوجہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ میرے گہر مین آیت تطہیر نازل ہوئی پہر آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی و فاطمہ و حسنین علیہم الرضوان کو اپنے حضور مین طلب کر کے ارشاد کیا کہ یہہ میرے اہل بیت ہین تب مینے گذارش کی یعنی بطریق استفہام پوچھا کہ کیا مین اہلبیت مین سے ہون آنحضرت عم نے فرمایا ہان - سو اب شیعہ کو چاہئیے کہ اس عبارت کو دیکھکر چلنی مین پانی ڈالکر ڈوب مرے - اور آیندہ کجروی سے باز آوے اور تفسیر در منثور و نیشاپوری و زاہدی مین جو اہل سنت کے نزدیک چندان معتبر بھی نہین ہین - اگر او ہون نے کسی لغت مین بحوالہ غیر کتاب کے کچہہ کہدیا ہو گا کہ فلان کتاب مین یہہ لفظ بدین معنی آیا ہے - تو ایسی خیالات پر اپنا دعوے ثابت کرنا محض شیعہ کی خوش فہمی ہے - بہلا آپ اگر ان تفاسیر متن مین دہر و ہو کر دکھادین تو تب آپکا صدق و کذب بر سر اجلاس ہویدا ہو ورنہ ہم نقارہ کی چوٹ پر کہتے ہین کہ آپنے در منثور وغیرہ دیکہی بہی نہین ہین - اور تفسیر ثعلبی کی بابہ مین آپکو خصوصا اور شیعون کو عموما یہہ جان لینا چاہئیے کہ تفسیر ثعلبی بھی ہرگز اہل سنت کے نزدیک

آغاز عبارات کتب مستند شیعہ بر تعریف البیت

آیت تطہیر ازواج کے گہر مین نازل ہوئی

معتبر نہین کیونکہ اوسکی روایات اکثر روافض سے منقول ہین۔ پس کتب مخالفین سے اہل سنت پر حجت
لانا محض فضول ہے۔ اول تو اس تفسیر مین سنی شیعہ کا خوابی خیال بپایہ ثبوت کو پہونچنا ہی مشکل ہے۔ اور مسلمنا
اگر ہو بھی تو پھر شغال برادر سگ زرد سہی ہم پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسیطرح تفسیر کشاف قاضی
جار اللہ معتزلی کی مشہور کتاب ہے مگر تاہم تفسیر کشاف مطبوعہ مطبع مصری جلد ۲ کے صفحہ ۲۱۲ پر منقول
ہے۔ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت آہ وفی ہذا دلیل بین علی ان نساء النبی صلعم من اہل بیتہ یعنی اس
آیت مین دلیل قوی ہے کہ رسولخدا ص کے ازواج مطہرات اونکی اہلبیت ہین۔ اور معترض جو صریح عبارت
کو الٹا کر لکھتا ہے معلوم نہین کہ اسکو زوال ایمان کا بھی کچھ خوف ہے یا نہین۔ اور تفسیر مدارک
نسفی جسکا وہ حوالہ دیتا ہے اوسکی جلد ۲ سورۃ احزاب مین ذیل آیت تطہیر بعینہ یہہ مسطور ہے۔ الآیۃ دلیل
علی ان نساءہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اہل بیتہ وقال عنکم لانہ ارید الرجال والنساء من آل انتہی
یعنی یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ رسولخدا ص کے ازواج اونکے اہلبیت مین سے ہین۔ اور حق سبحانہ وتعالی
نے عنکم فرمایا اس ضمیر مذکرین مین اہل بیت کے مردون اور بی بیونکا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور تفسیر بیضاوی
کی جلد ۲ مین آیت تطہیر کی تفسیر مین بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ وتخصیص اہل الشیعۃ ان
اہل البیت علی وفاطمۃ وابناہما و ہذا التخصیص بہم لایناسب ماقبل الآیۃ ومابعدہا والحدیث یقتضی
انہم اہل البیت لا انہ لیس غیرہم انتہی ملخصاً من عینہ۔ یعنی اہل تشیع مخصوص کرتے ہین کہ صرف آل عبا ہی
اہلبیت ہین اور یہہ تخصیص کہ یہی چار ان حضرت ص کے اہلبیت ہین۔ ماقبل ومابعد آیت کے مناسب
نہین کیونکہ آیت تطہیر کے ماقبل اور مابعد ازواج مطہرات کا ذکر ہے۔ پس درمیانہ جملہ مین سے بی بیونکا
نکال دینا قواعد کے برخلاف ہے اور حدیث مروی عایشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کا یہ مقتضی ہے کہ یہ چار
بزرگوار بھی اہلبیت ہین نہ یہ کہ غیر انکا اور کوئی اہلبیت نہ ہو۔ دیکھو صاحب تفسیر بیضاوی تو شیعہ کی
قول کی تردید کرے۔ اور یہہ شیعہ ؎ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اس تردید سے اپنا دعوی ثابت
کرے۔ سبحان اللہ کیسی الٹی سمجھ ہے جو بالکل مضحکہ طفلان مکتب ہے۔ اور تفسیر کبیر مطبوعہ مطبع عامرہ مصر کی
کے جلد ۵ مین صفحہ ۳۵۷ پر آیت تطہیر کے ذیل مین لکھا ہے۔ ان اللہ تعالی ترک خطاب المؤنثات و
خاطب بخطاب المذکرین بقولہ لیذہب عنکم الرجس لیدخل فیہ نساء اہل بیتہ ورجالہم واختلف الاقوال
فی اہل البیت والاولی ان یقال ہم اولادہ وازواجہ والحسن والحسین منہم وعلی منہم لانہ کان من اہل بیتہ

بسبب معاشرتہ بنت النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وبلازمتہ للنبی صلعم - لیکن اللہ تعالیٰ نے اس درمیانہ جملہ مین خطاب مستورات کو ترک کردیا اور بقولہ منکم بخطاب مذکرین مخاطب کیا تاکہ اہلبیت کی مستورات اور مرد سب اسمین داخل ہوجائین - اور اہلبیت مین مختلف الاقوال ہین - اولیٰ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی اہلبیت اونکی اولاد شریف اور ازواج مطہرات ہین آہ - آب معترض کو بنظر انصاف دیکھنا چاہیئے کہ اوسکی کتب مستند مین سے کوئی ایسی کتاب نہین جو اوسکے قول کی موید ہو - البتہ تفسیر حسینی کے مفسر نے چند روایات صحیحہ کے بعد لکھا ہے - کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی ہین - کہ آنحضرتؐ نے میرے گھر مین طعام کھا کر حضرت سیدہ زہرا و حضرت مرتضیٰ و حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر مبارک کی نیچے کرکے انکے لئے دعا مانگی تو آیت تطہیر نازل ہوئی انتہی ملخصاً من الحسینی - اس روایت سے معترض نے نہایت ہی شور مچایا باوجودیکہ یہ روایت باقی تفاسیر و احادیث کی کتب سے بالکل مخالف ہے - پس تفاسیر مین سے تو تفسیر معالم التنزیل کی روایت مرقومہ بالا پر سب تفاسیر کا قیاس کرلینا چاہیئے اور کتب احادیث مین سے سنن ترمذی مطبوعہ مطبع مجتبائی جلد ۲ کی صفحہ ۱۶۹ مین ابواب التفسیر کو دیکھو جسمین باسناد مروی ہے - عن عمر ابن ابی سلمۃ ربیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما نزلت ہذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الآیۃ فی بیت ام سلمۃ رض فدعا فاطمۃ وحسناً وحسیناً وعلی خلف ظہرہ فجللہم بکساء ثم قال اللہم ہٰؤلاء اہل بیتی فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیراً الی آخرہ من عینیہ - یعنی عمر ابن ابی سلمہ رض جو ایک معتمد علیہ صحابی ہے اور سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ربیب ہے روایت کرتا ہے کہ بی بی ام سلمہ رض کے گھر مین آنحضرتؐ پر آیت تطہیر نازل ہوئی اور بعد از نزول حضرت عم نے ان چار شرفاء کو چادر شریف کے نیچے کیا اور انکے لئے دعا مانگی - آب ہر خاص و عام پر واضح ہوگیا کہ آیت تطہیر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر مین پہلے نازل ہوئی اور ان چار معصومین کو رسول عم نے اوسکے نزول کے بعد چادر شریف کی نیچے کرکے اونکے لئے دعا کی - پس ثابت ہوا کہ یہ آیت ازواج کے حق مین ہے خصوصاً اور اولاد کے حق مین ہے عموماً ورنہ نص جلی کی صراحت کے بعد آنحضرت عم کو انکے لئے دعا کی کیا حاجت تھی فافہم ولا تکن من الغافلین - آب تفسیر حسینی اور اور کتب کی روایات کی کیفیت

استدلال شیعہ بہ تفسیر حسینی اور اسکا جواب

کہ ربیب بیٹے کو کہتے ہین
[illegible]
[illegible]
کہ کوئی شخص کسی شوہر والی
عورت سے نکاح کرے
تو اوس عورت کا لڑکا ربیب ہے

بہی جملہ ناظرین پر روشن ہوگئی اور معترض کا دعوی لغو ہوا۔ اوسکے کاذب مدعا پر مرحبا کہنا چاہیئے اور معترض جو صحیح بخاری کی جزو چہارم کا حوالہ دیتا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح بخاری کی جزو چہارم کیا بلکہ تمام بخاری مین ایسی کوئی حدیث عائشہ رض سے مروی نہین کہ جسمے اہلبیت کا اطلاق آل عبا پر ہی منحصر ہووے یہ محض معترض کی یاوہ گوئی اور بیہودہ سرائی ہے جو بحوالہ صحیح بخاری ازواج مطہرات کو جو پہلے درجہ کی اہلبیت مین اہلبیت ہونیسے خارج کرتا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی جلدوم کی کتاب التفسیر مین صفحہ ۷۰۷ پر مروی ہے۔ حدثنا ابو معمر قال حدثنا عبد الوارث عن عبد العزیز عن صہیب عن انس بن مالک قال بنی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزینب بنت جحش آہ۔ یعنی رسول ص نے حضرت زینب سے عقد کیا۔ اور طعام وگوشت پکایا جسکو طعام ولیمہ کہتے ہین اور طعام کھلانے کے لئے مجھے لوگونکی طرف بھیجا۔ پس میرے بلانے سے سب جمع ہوئے اور نوبت بنوبت کہا کر چلے گئے۔ حتی کہ چند آدمی گہر مین رہے۔ اور سید الکونین وہان سے نکلکر حضرت عائشہ صدیقہ کے بیت شرف مین تشریف لائے۔ فقال السلام علیکم اہل البیت فقالت وعلیکم السلام ورحمت اللہ کیف وجدت اہلک ترید زینب بارک اللہ لک فتقری حجر نساءہ کلھن لیقول لھن السلام علیکم اہل البیت الحدیث ملخصاً ومختصراً من عینہ۔ یعنی پس حضرت ام المومنین عائشہ رض کے گہر مین قدم رنجہ فرماکر ارشاد کیا کہ سلام ہو تمپر اے اہلبیت اور عائشہ رض نے بجواب سلام حضرت زینب کے نکاح جدید کی آنحضرت ص کو مبارکباد دی۔ پہر رسول ص زینب کی خوشی سے سب بی بیون کے گہرون مین رونق افروز ہوئے اور اونکو فرماتے تہے سلام ہو تمپر اے اہلبیت۔ اب صحیح بخاری کے حوالہ سے صحیح ابی داؤد کی حقیقت بہی ظاہر ہوگئی۔ اور معترض نے صحیح مسلم کی ظاہر تو کوئی عبارت نہین لکہی اور نہ کسی راوی کا نام لکہا کہ فلان راوی کی روایت سے ازواج کو اہلبیت نہین کہا جاتا۔ الا صحیح مسلم کا نام لکہنے سے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ فقرات مندرجہ صحیح مسلم جو زید بن ارقم سے مروی ہین۔ غالباً معترض کا اون سے استدلال ہوگا اور اس استدلال سے صرف فاضلان اہل سنت وجماعت کو اونکے اس دعوے پر کہ ازواج مطہرات بہی اہلبیت مین سے ہین الزام دینے کا ارادہ ہوگا (کیونکہ معترض ایک شیعی المذہب ہے) مگر ان فقرات مندرجہ صحیح مسلم سے اپنا دعوی ازواج مطہرات کا اہلبیت سے نہ ہونا ہرگز ثابت نہین کرسکتا۔ اسلئے کہ اسکے رواۃ

استدلال شیعہ بصحیح مسلم اور اسکا جواب

غیر آئمہ معصومین کے ہین جنکی روایت شیعہ کے ہان قابل اعتبار نہین ہی۔ پھر اہل سنت کو الزام
دینا اوسوقت صحیح ہوسکتا ہے کہ جب سائل اُن قواعد سے جو اصُول حدیث اہل سنت مین درج
ہین ثابت کرے کہ فقرات مندرجہ صحیح مسلم جو زید بن ارقم سے مروی ہین۔ اہل سنت پر اونکی فلان
فلان قاعدے کے سبب سے واجب التسلیم تھے جو اونہون نے نہین کئی۔ تب الزام عائد ہوسکتا
مصنف مذکور نے اِس الزام کی صحت کا کوئی اہتمام نہین کیا۔ اور کسی موجہ دلیل سے ثابت نہین
کیا کہ کیون اہل سنت اُن فقرات پر عمل نہین کرتے قواعد علم الخلاف وعلم الجدل کے رو سے فرض تھا
کہ پہلے وہ قواعد مسلّمہ اہل سنّت پیش کئی جاتے جنپر اِس الزام کی بنا ہوتی تاکہ وہ فقرات الزاماً تحریر مین
آتے۔ پس جب ایسا نہین ہے تو قاعدہ کے رو سے وہ ہمسے کوئی جواب لینے کا مستحق نہین ہی۔ الا تبرعاً
واستحساناً عرض کیا جاتا ہے کہ فقرات مندرجہ صحیح مسلم ایک صحابی غیر مجتہد کی رائے ہے۔ کیونکہ
زید بن ارقم دوسرون کے سوال پر جواب دیکر ازواج مطہرات کی نفی اہلبیت مین سے کرکے اوسکی وجہ
بیان کرتا ہے کہ حضرت ع کے ازواج اِس لیے اونکی اہلبیت نہین ہین کہ مرد کے ساتھ ایک مدت تک
عورت رہتی ہے پھر مرد اوسکو طلاق دیتا ہے اور وہ اپنی قوم مین لاحق ہو جاتی ہے۔ سو واضح ہے
کہ زید بن ارقم کا ازواج مطہرات کو اہلبیت سے باہر رکھنا اِس بنا پر نہین ہے کہ اوسنے حضرت ع
سے یہہ بات سُنی تھی بلکہ اوسنے اپنے قیاس سے جسکو اوسنے پیش بھی کر دیا یہہ امر سمجھا تھا۔ پس
اب یہہ ایک صحابی غیر مجتہد کی رائے ثابت ہوئی جسکا خلاف بھی کیا گیا جیسا کہ اوپر کی تحریرات
سے ثابت ہے۔ اور اکثر مفسرین ومحدثین کا یہی مذہب ہے۔ آب یہ بات ٹھہری کہ کیا مجتہد صحابی
کا قیاسی مسئلہ جسکا خلاف بھی صحابہ مین کیا گیا ہو۔ اہل سنت کے قواعد مین واجب التقلید ہوتا ہے
یا نہین۔ سو اسکا فیصلہ کتب اصول حدیث اہل سنت کے دیکھنے سے ہو جاتا ہے۔ یعنی اِس طور پر کہ
اگر صحابہ کرام مین سے ایک مجتہد صحابی ایک قول پیش کرے اور باقی تمام صحابہ اوسکی تسلیم مین آجاین
تو یہہ اجماع صحابہ بالاجماع واجب التقلید ہے۔ اور اگر مجتہدین صحابہ مین سے ایک نے اجتہاداً ایک قول
پیش کیا اور اوسپر صحابہ کا اجماع نہین ہوا۔ بلکہ اختلاف کی صورت پیدا ہوئی جیسے ہزارون مسایل
مین ہوئی ہے مثلاً جدّ مع الاخوۃ کا مسئلہ اور رد المال علی اہل الفرائض کا مسئلہ وغیرہ وغیرہ تو اس صورت
مین کسی صحابی کی رائے واجب التقلید نہین ہے۔ تمام اہل سنت وجماعت کا اسپر اتفاق ہے۔ بلکہ اہل

صورت مین جو قول مجتہدین اہل سنت کو اوفق بکتاب اللہ و سنت الرسول ع معلوم ہوگا وہ
اسپر عمل کرینگے اور یہہ بھی نہ اس وجہ سے کہ صحابی مجتہد کا قول ہے بلکہ اس وجہ سے کہ کتاب اللہ
یا سنت الرسول کا مسئلہ ہے۔ اور اگر ایک مجتہد صحابی کا قول ہمین ملا ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ
دوسرے صحابہ اس قول کو تسلیم کرتے ہین یا نہین اور کتاب اللہ یا سنت الرسول ع مین اوسکے
برخلاف یا اوسکے موافق کوئی دلیل نہین ملتی ہے تو اس قول کی تقلید کرنے مین قدرے
اختلاف ہے۔ اگر یہہ قول اجتہادی ہے یعنے اس مسئلہ مین قیاس کو دخل ہے تو بجز ابو سعید
بردعی کے تمام اہل سنت اسکو غیر واجب التقلید سمجھتے ہین۔ اور اگر قیاس کو اسمین دخل نہین ہے
تو کرخی بھی ابو سعید مذکور کے ساتھ ہے۔ دیکھو التوضیح والتلویح کے صفحہ ۲۳۷ پر لکھا ہے
تقلید الصحابۃ رضی اللہ عنہم یجب فیما شاع فسکتوا المسلمین ولا یجب اجماعًا فیما ثبت الخلاف
بینہم واختلفت فی غیرھما وھو ما لم یعلم اتفاقہم ولا اختلافہم۔ وعند ابی سعید البردعی رح یجب وعند الکرخی
یجب فیما لا یدرک بالقیاس۔ علامہ تلویح صفحہ مذکورہ پر اسکی تشریح کرتا ہے۔ (قولہ واختلف
فی غیرھما۔ محل الخلاف قول الصحابی المجتہد ہل یکون حجۃ علی مجتہد غیر صحابی ولم یظہر لہ دلیل من
کتاب او سنۃ۔ پس یہہ ثابت ہوا کہ اگر زید بن ارقم صحابی مجتہد بھی ہوتے اور دوسرے
صحابہ کا ان سے اس مسئلہ مین مخالف ہونا ہمین معلوم بھی نہ ہوتا۔ اور انکا یہ قول کہ ازواج مطہرات
اہلبیت نہین ہین صرف اپنی عقلی دلیل مذکورہ بالا پر مبنی بھی نہوتا بلکہ سماع من الرسول ع پر مبنی
ہوتا اور انکا یہہ قول کتاب اللہ کی صریح منطوق انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت الخ
کے برخلاف بھی نہوتا۔ اور انھین سے دوسرا فقرہ نساءہ من اہلبیتہ۔ یعنی حضرت ع کے ازواج اوکی
اہلبیت ہین۔ اسی صحیح مسلم مین بروایت ابو حیان مروی بھی نہ ہوتا تب بھی اہل سنت مین سے
صرف ابو سعید بردعی رح پر الزام عاید ہوسکتا تھا۔ الا جبکہ زید بن ارقم مجتہد بھی نہین ہین۔ اور
دوسرے صحابہ ازواج کے اہلبیت ہونیکے قائل بھی ہین اور زید رض کا یہ فرمانا صرف عقلی استخراج
پر ہی مبنی بھی ہے۔ اور کتاب اللہ انکے اس قول کے برخلاف ازواج مطہرات ہی کو خطاب کرکے
اہل البیت فرما رہا ہے۔ اور رسولخدا ص سے بھی مرفوع حدیث بالا مین ازواج کو اہل البیت کہنا گذر چکا ہے
اور اسی صحیح مسلم مین اسی زید کا دوسرا فقرہ ازواج کو داخل کر رہا ہے۔ تو پھر کیون مقتضی الانصاف

استدلال شیعہ بآیت مباہلہ ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم اور اسکا جواب

کا مصنف آنکھین بند کرکے ان فقرات سے اہل سنت پر الزام دہرتا ہے - اور حضرات شیعہ امامیہ آیت مباہلہ یعنی فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم سے یون استدلال کرتے ہین کہ لفظ انفسنا حضرت مولانا علی رضہ پر شامل ہے - اور یہ شمول اونکے افضل من بعد الرسول ہونیکی دلیل ہے - اور یہہ اونکی خلافت بلا فصل پر شاہد ہے - پہر یہہ کہ ابناءنا ونساءنا سے مراد صرف حسنین ع اور فاطمہ علیہا السلام ہین - پس وہی اہلبیت ہین - فقط آہ

ہم اسکے جواب مین بعبارۃ ابسط البسیط لکہتے ہین اور شیعہ کے اس ڈہکوسلے کا جواب دیتے ہین کہ سلمنا لفظ انفسنا مین حضرت امیر ع شامل ہین - پر اس شمول مین امیر ع کے جملہ صحابہ سے افضل من بعد الرسول ہونیکی کوئی دلیل نہین ہے - تحقیق یہ ہے کہ انفس جمع کا کلمہ ہے - اور نا متکلم مع الغیر کے لئے ہے - پس مرکب اضافی مین چند احتمال ہین (۱) نا کا کلمہ تثنیہ کے لئے ہو اور حضرت ع نے تکلم کے وقت حضرت علی رض کو بہی تکلم مین اپنے ساتھ شامل کرلیا ہو اور انفس سے مراد بہی ہر دو نفس ہو اور جمع کا کلمہ بنا بر قاعدہ متعارفہ ہو - جیساکہ وقد صغت قلوبکما مین - اور علوم عربیہ مین اسکی تصریح ہے کہ تثنیہ اور جمع تکریر لفظ کے حکم مین ہوتا ہے - پس انفسنا کا معنی اس وجہ سے نفس محمد ص - ونفس علی - ٹہرا - اب نفس محمد ص کے تحت مین نفس علی شامل نہ ہوا اور شیعہ کے استدلال کی بنیاد گر گئی - یہان شیعہ کو مرحبا کہنا چاہئیے - (۲) نا سے مراد جمع ہو اس بنا پر کہ رسول ع نے تکلم کیحالت مین اپنے ساتھ حضرت مولا مرتضی اور بضعہ خود حضرت زہرا علیہما السلام کو شامل کرلیا ہو اور انفس بہی جمع کا معنے ادا کرے - اور مراد نفس محمد ص اور نفس علی اور نفس بضعۃ الرسول ع رکہا جاوے اور جب جمع کا جمع سے مقابلہ کیا جاوے تو بنا بر قاعدہ اصول عربیہ انقسام آحاد بر آحاد لازم آئیگا اور معنی یہ ہوگا ندع نفس محمد ونفس علی ونفس فاطمۃ علیہم السلام - دیکہو اہل تشیع کا جید مجتہد رضی شرح کافیہ کے باب الجمع مین لکہتا ہے - جسکی صریح عبارت کا یہ مضمون ہے کہ جمع اور تثنیہ اصل مین الفاظ متکریہ کے حکم مین ہین - صرف اختصار لفظی کی رعایت سے چند الفاظ کو سمیٹ کر ایک لفظ مین دیا جاتا ہے اور معنی وہی تکرار کا ادا کرتا ہے - پس حضرت ص کے لئے نفس کا لفظ علیحدہ قرار پایا اور حضرت علی ع کے لئے جدا - اور حضرت سیدہ زہرا ع کے لئے الگ -

(۳) انفس سے مراد تثنیہ ہو اور نا متکلم مع الغیر کا کلمہ واحد متکلم مین مستعمل ہو - جیسےکہ متکلم واحد نے

بنابر تعظیم نا کا استعمال کرنا عرب کا عام محاورہ ہے۔ پس انفسنا سے مراد نفس محمدؐ اور نفس علیؑ ہوگا۔ کیونکہ اس تقدیر پر انفس اصل مین نفس نفس کے حکم مین ہی۔ پس نفس محمدؐ اور نفس علیؑ ضمیر نا کیطرف مضاف ہونگے جو حضرت محمدؐ سے عبارت ہے۔ پس یہان صرف نفس علی کی حضرتؐ کی طرف اضافت پیدا ہوئی اور مضاف ہمیشہ مضاف الیہ سے معنے اور لفظ مین مغائر ہوا کرتا ہی پس یہان سے صرف تغائر ما بین نفس علی و نفس محمدؐ ثابت ہوا (۴) انفسنا سے مراد جمع اور نا سے صرف حضرتؐ ہون۔ پس لفظ انفس اصل مین نفس۔ نفس۔ نفس۔ کے حکم مین ہو کر محمدؐ اور علی اور فاطمہ علیہم السلام سے مراد ٹھہرا۔ پس یہان پر بھی نفس علی اور نفس فاطمہ علیہم السلام کی اضافت رسولخداؐ کیطرف قرار پائی اور اضافت صرف ادنیٰ مناسبت پر بھی ہو سکتی ہے۔ پس اتحاد کیسا۔ (۵) انفس اور نا ہر دو مجازاً واحد متکلم مین مستعمل ہون اور معنے نفسی کا اداکرین۔ اور نفسی سے مراد حضرت محمدؐ اور مولانا علیؑ ہون۔ اور واحد متکلم کا کلمہ تثنیہ مین مستعمل ہو۔ یہ احتمال من حیث اللفظ والمعنی بہت بعید ہی۔ کیونکہ مجاز در مجاز ہے۔ اول یہ کہ جمع کا استعمال واحد مین بھی مجاز ہے۔ دوم یہ کہ واحد معین یعنی نفس محمدؐ تثنیہ مین یعنی نفس محمد اور نفس علی علیہما السلام مین مستعمل ہے۔ پس یہ مجاز در مجاز اگر اختیار کر لیا جائے تو شیعی کم علمی شاید یہ سفارش کریگی کہ جب نفس محمدؐ سے امیرؑ بھی مراد لئے گئے ہین تو امیرؑ بھی نفس محمد ہین۔ اور نفس محمد تمام صحابہ سے افضل ہین۔ پس امیرؑ بھی تمام صحابہ سے افضل ہین۔ الا یہ کسی وجہ سے اتحاد پر دال نہین ہی۔ نفس محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفس علی علیہ الرضوان مراد رکھنا استعارہ کے طور پر ہے اور استعارہ مین کسی وصف کا اتحاد ضروری ہے اور ہم مانتے ہین کہ نبیؐ اور امیرؑ مین کئی اوصاف مشترک ہین۔ جیسے ایک نسب یعنی ایک جد کی اولاد ہونا۔ اور اسلام مین اعلیٰ مراتب سے ہونا۔ وغیرہا۔ پس یہ استعارہ کسی وصف کی اشتراک سے بھی ہو سکتا ہے۔

ہذا ما ظہر لی فافہم والنصف ان الانصاف من خیر الاوصاف عند الفریقین۔ واللہ ہو الہادی

اور قرآن مین کئی ایک اور جگہہ مین بھی اہلبیت کا لفظ آیا ہے۔ اور وہان بھی مرد کی عورتین ہی مراد ہین۔ دیکھو پارہ ومامن دابۃ کی سورۃ ہود مین رحمت اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت انہ حمید مجید اور باتفاق علماء و مجتہدین فریقین اس آیت مین مراد اہلبیت مین سے حضرت

قرآن مین اور جگہ بھی اہلبیت کا لفظ آیا ہے جہان مرد کی عورتین ہی مراد ہین

بیوی سارہ زوجہ حضرت خلیل اللہ علیہ و علی نبینا الصلوۃ والسلام ہین۔ پس اب بتاؤ کہ جب قرآن کی دوسری آیات مسطورہ بالا مین اہلبیت سے مرد کی عورتین مراد ہین تو سید الکونین کے ازواج کے ساتھہ شیعہ کا کیا جگری عناد ہی جو اونکی بی بیون کو اہل بیت سے نکالتا ہے۔ اہلبیت کے اگر لغوی معنی دیکھے جاوین تو باشندگان خانہ کے ہین۔ یعنی گھر کے لوگ جو گھر مین سکونت رکھتے ہون پھر جبکہ یہ حالت ہی تو معترض آنکھین کھولکر دیکھے کہ حضرت ؐ کے گھر مبارک مین کون لوگ سکونت پذیر تھے کیا آیت لیذہب عنکم الرجس اہل البیت کے نزول کے دن اور اوسکے بعد سید البشر کے ازواج مطہرات رضؓ کہین دوسری جگہ چلے گئے تھے یا کیا آنحضرت ؐ کے گھر مین نہین رہتے تھے یا کیا یقین ہی اسکے جواب مین معترض کے پاس کوئی پوچ سے پوچ قول بھی نہوگا۔ خیر ازواج نبی ؐ کو نبی ؐ کے اہلبیت سے نکالدینا تو شیعیون کے ہان کوئی بڑی بات نہین ہے۔ کیونکہ اونکے نزدیک تو حضرت فاطمۃ الزہرا دختر نبی ؐ بھی نبی ؐ کے اہلبیت سے خارج ہین۔ جیسا جناب مولانا مولوی خلیل احمد صاحب کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ۱۱۳ مین لکھتے ہین کہ صاحب ارغام نے بروایت شافی شرح کافی نقل کیا ہے۔ ان اہل بیت کل نبی اوصیائہ وعلی ہذا یمکن دخول فاطمۃ علیہا السلام فی اہل بیتہ باعتبار انہا وسیلۃ وصایۃ اہل البیت (الی ان قال) ویمکن ان لاتکون داخلۃ فی اہل البیت یعنی ہر نبی کے اہلبیت اوسکے اوصیا ہوتے ہین تو اس اعتبار سے حضرت فاطمہ رضؓ کا اہلبیت مین داخل ہونا ممکن ہے۔ کیونکہ آپ اہلبیت کی وصایت کا واسطہ ہین (یہان تک کہا) اور ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ ؑ اہلبیت مین داخل نہون۔ انتہی عبارتہ من عینہ۔ پس جب حضرات شیعہ نے جناب بضعۃ الرسول علیہا السلام کو اہلبیت سے نکالدیا تو رسول صؐ کے ازواج کو اہلبیت سے خارج کرنا اونکے نزدیک چندان مشکل بات نہین ہی۔ معترض نے تو دوازدہ امام علیہم الرضوان کو ہی اہلبیت کہا پر اس پاک مذہب شیعہ کے اختلافات کا کون ذمہ وار ہوگا۔ کیونکہ دوازدہ امام کے منکر بھی انہین حضرات کے لوگ ہین۔ دیکھو جامع عباسی شیعہ کی بہت معتبر کتاب مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ۲ باب ہفتم کے صفحہ ۲۶ پر منقول ہی کہ خاصان شیعہ جماعتے اندکہ بامامت دوازدہ امام قائل اند چہ جماعت ناؤسیہ کہ تا حضرت امام جعفر صادق ؑ امام میدانند و واقفیہ کہ تا امام موسی کاظم ؑ امام میدانند و کیسانیہ کہ بامامت محمد بن حنفیہ قائل اند وغیر آنہا از فرق شیعہ زیارت حضرت امام حسین ؑ

شیعہ کے نزدیک حضرت فاطمہ رضؓ اہلبیت سے خارج ہین +

می کنند۔ و زیارت حضرت امام رضاؑ نمی کنند۔ انتہی من عینہ۔ اب بتاؤ کہ فرق شیعہ آئمہ طاہرین
کے منکر ہین یا نہین۔ اہلبیت کہنا تو بجائے خود رہا آئمہ کے ماننے اور اونکی زیارت کرنیسے بھی اہل
تشیع کے درمیان تردد پیدا ہوگیا۔ واللہ ہوالہادی۔ الغرض روایات و عبارات مندرجہ باب
ہذا کا خلاصہ یہ ہو کہ حضرت محمدؐ کے اہلبیت دو قسم ہین (۱) قسم اہلبیت حقیقی جنکی شان مین آیت
تطہیر نازل ہوئی۔ پھر وہ اپنی جگہہ دو فریق ہین۔ پہلا فریق وہ جنپر صدقہ حرام نہین ہے جیسے ازواج
مطہرات اور دوسرا فریق وہ جنپر صدقہ حرام ہی۔ جیسے بنی ہاشم اور بنی المطلب اور بعض محققین
فریقین سے مروی ہے کہ تمام قوم قریش جو ایمان لائے اونپر صدقہ حرام ہے۔ پس بشرط صحت اس
روایت کے آنحضرت عم کے ازواج جو قریش سے ہین یعنی حضرت عائشہ صدیقہ۔ حفصہ ام سلمہ
سودہ۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہن پربھی صدقہ حرام ہوگا جیساکہ نووی شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے (۲)
قسم اہلبیت مجازی جنکی شان مین علاوہ آیت تطہیر کے کئی آیات نازل ہوئین اور وہ اصحاب کبار ہین
جو پیغمبر خداؐ کیخدمت اقدس مین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور محبت دین حقہ مین پیغمبر خداؐ کے ساتھ
تکالیف اوٹھاکر جنت کی بشارات پائین۔ دور کیون جاتے ہو۔ بیعت الرضوان کی کیفیت سے سمجھ لو
جو اسی رسالہ کے صفحہ ۸ پر گذر چکا ہے کہ بروایت شیعہ پندرہ سو پچیس آدمی بیعت الرضوان مین شامل
ہوئے جنکی شان مین لقد رضی اللہ عن المومنین الآیۃ نازل ہوئی اور باتفاق اجماع فریقین یہ
مسئلہ مسلمہ ہے کہ جنہون نے رسولؐ کی بیعت کی۔ اونہون نے حقتعالی کی بیعت کی۔ جیساکہ بجائے
ہاتھہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ید قدرت اللہ تعالی کا اونکی ہاتھ پر ہے چنانچہ قولہ تعالی
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم جو اس کتاب کے صفحہ ۱۹ پر گذرا ہے اسکا
شاہد ہے۔ پس مجازاً اصحاب کبار کو نبیؐ کا اہلبیت یعنی اونکے گھر کے ہی لوگ کہا جائیگا۔ اگر حضرات
شیعہ بنظر انصاف دیکھین تو جو تکالیف اصحاب کبار رضہ پیغمبر خداؐ کے ساتھ اوٹھائین کسی شیعہ پر
مخفی نہین۔ خصوصاً حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضہ کے فتوحات سے ہی اسلام ملکون مین
پہیلا۔ اور معلومات مین سے ہے کہ بیت یعنی خانہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ اول بیت نسب۔ دوم بیت
سکنی۔ سوم بیت ولادت۔ پس واضح ہوگیا کہ رسول خداؐ کے ازواج مطہرات اونکے اہلبیت سکنی ہین
اور اہلبیت کا اطلاق مرد کی عورتون پر اخص واشہر ہے اور لغوی معنی مذکور اہلبیت سے بھی یہی یاد ہ

اہلبیت دو قسم ہین حقیقی و مجازی

نسب نامہ خلفاء الراشدین رض

مناسب واقرب ہی اور حضرت ع کی اولاد شریف اونکے اہلبیت ولادت ہین - اور قسم اول یعنے بیت نسب سے معلوم ہوا کہ اصحاب کبار جنکی نسب حضرت ع کی نسب سے ملتی ہے - وہ مجازاً آپکے اہلبیت نسبی ہین - دیکھو رسول ع کا نسب نامہ جیسا کرمانی شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے اور کتاب شیعہ تحفۃ احمدیہ مطبوعہ مطبع لبستان مرتضوی کے جلد ا صفحہ ۲۳ پر منقول ہی - یون ہی کہ حضرت محمد ص بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان - یہانتک نام تو اجماعی ہین اور اسکے بعد مختلف فیہ - اور اصحاب کبار مین سے حضرت عباس و حضرت جعفر و حضرت حمزہ اور انکے ہم مثل رضی اللہ عنہم کی نسب کی لکھنے کی تو چنہان ضرورت نہین الا خلفاء الراشدین کو نسب نامہ کا رسول ع کے نسب نامہ سے ملنا جیسا کہ تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے اور ملا علی القاری شرح فقہ اکبر مین لائے ہین - اسطرح پر ہے کہ حضرت ابا بکر الصدیق رض بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ القرشی حضرت امیر عمر فاروق رض بن خطاب بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب القرشی حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ بن عفان بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف القرشی حضرت مرتضی علی رض بن ابی طالب (یہ اونکی کنیت ہے اور اصلی نام اونکا عبد مناف تہا) بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی - اور چونکہ حق سبحانہ وتعالی کے یہان بخل نہین ہے - پس اگر ان اقربا محمد و حسین علیہم الرضوان کو انکی صدق اور شرف مصاحبت سے حضور ع کے اہلبیت مجازی یعنے اونکی گھر کے لوگ کہا جاوے تو کچھ بعید نہین اللہ تعالی جل جلالہ و عم نوالہ کی عطا اور قرابت نسبی و فضل اسلام پھر بخل غیر ممکن و معیوب - نہ پیغمبر خدا ع کا بیت تنگ - نہ ایزد تعالی و تقدس کی عطا مین درنگ پھر حاسد شیطان کے لئے نہین ہے مگر جہنم - واللہ ہو الہادی - (**قول شیعہ**) جو دلیلین

بحث عصمت آئمہ

عصمت انبیاء پر قایم ہین وہ سب عصمت آئمہ پر بھی جاری ہین کیونکہ عصمت آئمہ علیہم السلام بآیت تطہیر ثابت ہی - پس انکے افعال و اقوال مین مثل انبیاء کے عیب و گناہ کو بشہادت آیت تطہیر ہرگز راہ نہین ہے بخلاف اصحاب رسول و ازواج رسول کہ اونکے اقوال و افعال مین عیب و گناہ کو راہ ہے آہ (**جواب**) اسکا چند طرح پر ہے (۱) یہ کہ مراد آیت تطہیر سے طہارت عقاید ہے پس آیت

تطہیر کسی طرح عصمت آئمہ ع کو مثل انبیاء مثبت نہین ہو سکتی (۲) یہ کہ آئمہ ع افراد امت مین داخل
ہو کر باتفاق فریقین انبیاء علیہم السلام کے تابع و مطیع ہین اور علماء اہل تشیع کے نزدیک انبیاء
علیہم السلام جو آئمہ ع کے حاکم و متبوع ہین وہ بہی خطیۃ سے پاک نہین ہین۔ دیکہو شیعیون کے جید
محدث مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی شرح نہج البلاغت مین جو اسوقت میرے پیش نگاہ
رکہی ہے اوسکے جزو اول مین لکہتے ہین۔ وقیل لآدم علیہ السلام لاتقربا ھذہ الشجرۃ فاکلھا وھذا
الکلام تصریح بوقوع المعصیۃ من آدم علیہ السلام واما اصحابنا فانہم لایمتنعون من اطلاق العصیان
علیہ آہ من لفسہ وعلیہ۔ یعنی آدم ع کو کہا گیا کہ اس درخت کے نزدیک مت آئیو پس باوجود ممانعت
کے حضرت آدم نے اوسکو کہا لیا اور یہہ کلام صریح ثبوت ہے معصیت مین حضرت آدم صفی اللہ سے
اور لیکن علما ہمارے پس وہ نہین منع کرتے گناہون کے اطلاق سے حضرت آدم پر۔ دیکہو جب شیعہ
کے نزدیک انبیاء علیہم السلام جو حاکم ہین اونکی یہ حالت ہے تو آئمہ محکوم ہین جو افراد امت مین داخل
ہین کسطرح مثل انبیاء کے معصوم ہو سکتے ہین۔ شیعہ کی اور روایت سنو معتبر کتاب شیعہ تفسیر لوامع التنزیل
مطبوعہ لاہور جلد ا کے صفحہ ۲۱۵ پر لکہا ہے کہ آدم ع تا صد سال بر خطیۂ خود گریست تا آنکہ خدا ادرا فرمود
کہ بگیر و بخوان این کلمات را کہ بہ برکت آن قبول توبہ و غفران ذنب تو میکنم کلمات این است قل اللہم
اسالک بحق محمد ص و آل محمد ص سبحانک لاالہ الا انت عملت سوء و ظلمت نفسی فاغفر لی الخ ملخصاً من
عینہ (۳) یہ کہ جو شرف و جلال انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے وہ آئمہ ع کو ہرگز حاصل نہین کیونکہ
باتفاق فریقین ہر ایک نبی اپنی کل امت سے اشرف و اجل ہوتا ہے۔ پس آئمہ ع کو جلال و شرف حاصل
ہو تو اوس غایت درجہ کی جلال و شرف سے منافی ہوگا جو آئمہ کے متبوع انبیاء ع کو حاصل ہے کیونکہ
آئمہ باوجود ملنے شرف کے بہی افراد امت سے خارج ہو کر انبیاء ع کے جلال و شرف کو نہین پہنچ سکتے پس
صدور معصیت انبیاء ع کو بہی اہلسنت کے نزدیک منافی ہے۔ جو آئمہ ع کو نزد فریقین منافی نہین
چنانچہ معتبر کتاب شیعہ تفسیر البہیہ مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور جلد ا سورۃ المائدہ مین صفحہ ۳۰۶ | شیعہ کے نزدیک
پر بشان نزول آیت لایواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم الآیۃ جو پارہ واذا سمعوا مین ہے حضرت امام | حضرت علی ع
جعفر صادق ع کی زبانی منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ع سوگند خوردکہ دیگر ہرگز شب خواب | طریقہ مسنون سے
نکنند چون آنحضرت بران وقوف یافت ببالا منبر رفت و حمد و ثنا الٰہی بجا آورد و گفت چیست حال | مختلف ہین اور
فاسق ہین معاذ اللہ

کسیکہ منع کرد بر نفس خود طیب را منکہ پیغمبر خدایم شب خواب میکنم پس ہر کہ از سنت من اعراض
نماید از من نباشد پس امیر المومنین بعرض رسانید کہ من درین باب سوگند خوردہ ام اگر خلاف
حلف نمایم بر من گناہے وحرجے نخواہد بود حقتعالی این آیت فرستاد لایواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم
ولکن یواخذکم الآیۃ انتہی من عینہ ملخصاً۔ دیکھو اب بزعم شیعہ حضرت علی رض کس لئے طریقہ مسنون سے
برخلاف ہوگئے جنکو پیغمبر خدا صلعم نے رنجیدہ حالت سے منع فرمایا اور بصورت خلاف حلف حضرت امیر رض
کو کفارہ کا دینا واجب ہوا اور صلح اہل مکہ کا قصہ تو شیعہ کو معلوم ہوگا جبکہ رسول ع نے قوم کفار سے
صلح کی تو صلحنامہ کی کاتب جناب علی رض مقرر کیئے گئے جنہون نے ارشاد حضرت ع سے صاف انکار
کیا جیسا کہ مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی باب الصلح کے صفحہ ۳۵۵ پر مروی ہے کہ صلحنامہ کی
تحریر کے وقت آنحضرت ع نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ لکھو پس سہیل بن عمرو نے جو قوم مخالفین مین
سے ایک نامی آدمی تھا۔ کہا کہ اگر ہم آپکو محمد رسول اللہ جانتے تو ایسی خصومت تک نوبت نہ پہونچتی
محمد بن عبداللہ لکھو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ اسپر حضرت ع نے فرمایا کہ انا رسول اللہ وانا محمد بن
عبداللہ یعنی مین خدا کا رسول ہون اور مین ہی محمد بن عبداللہ ہون۔ پھر حضرت ع نے صلحنامہ کے
کاتب حضرت علی کو فرمایا۔ امح رسول اللہ قال لا واللہ لا امحوک ابدا فاخذ رسول اللہ صلعم ولیس یحسن
ان یکتب فکتب ہذا الحدیث رواہ البخاری و المسلم یعنی آنحضرت ع نے حضرت علی کو فرمایا کہ رسول اللہ
مٹا دو اور محمد بن عبداللہ لکھو پس حضرت علی نے ارشاد حضرت ع سے صاف انکار کیا اور کہا کہ مین رسول اللہ
کبھی نہ مٹاونگا۔ آخر حضرت علیہ السلام نے حضرت علی رض کے ہاتھ سے کاغذ لیکر آپ مٹایا۔ اب بتاؤ کہ
رسول اللہ کا مٹانا حسب ارشاد آنحضرت ع کے اگر ضروری امر تھا تو جناب امیر ع نے کیون انکار کیا اور
اگر جناب امیر ع کے ذہن مبارک مین نہ مٹانیکی توجیہ کامل تھی تو سید عالم ص نے کیون مٹایا اور
اونکی توجیہ کا لحاظ نہ کیا۔ اب اس صورت مین رسول ص کا اونکی توجیہ پر غور نہ کرنا اونکی عصمت کو
ثابت کرتا ہے یا نہین۔ اور علاوہ اسکے شیعہ کے ناپاک عقیدہ سے معاذ اللہ حضرت علی اول درجہ کے
فاسق اور فاجر معلوم ہوتے ہین۔ دیکھو شیعہ کی کتاب نخبۃ الاخبار مطبوعہ مطبع عین الفیوض
کے صفحہ ۶۰ پر لکھا ہے کہ ابوبکر نے عمر کے کہنے سے جناب علی المرتضی رض کو طلب کیا حضرت نے تین
مرتبہ آنے سے عذر کیا تب عمر جمیع صحابہ کو ہمراہ لیکر گئے اور دروازہ فاطمہ زہرا مین آگ لگا دی۔ اور

پہلا دروازہ کا گرادیا جناب فاطمہ کو دروازہ گرنے سے صدمہ پہنچا حضرت محسن نے بطن فاطمہ میں
شہادت پائی حضرت علی ع کی گردن مین چادر کا پہندا ڈالکر مسجد مین لائے حضرت علی ع حجت
اپنی حقیقت کی بیان کرتے رہے کسی نے نہ سنا ہجوم کرکے غول مین کرلیا۔ اور غل مچایا کہ علی نے
بیعت کی آہ من عینہ۔ یہان غور کا مقام ہے کہ شیعہ کی روایت مذکور نے حضرت علی رض کو حسب
امور ذیل نعوذ باللہ من ذالک سخت گناہ کا مرتکب بنایا (۱) حضرت فاطمہ کے دروازہ کو آگ
لگانے حضرت محسن کے بطن فاطمہ مین سے شہید ہونے جناب امیر ع کے گلے مین چادر کا پہندا
ڈالنے۔ پھر بحالت مجبوری مقہور سے بیعت کرانے۔ خلافت نبوۃ موعودہ من اللہ کو اسد اللہ الغالب
سے چہین لینے۔ اراضی فدک کے غصب کرانے وغیرہ وغیرہ خرابیون سے حضرت علی ع کو کچھ بھی
غیرت نہ آئی۔ استغفر اللہ تب تو جناب علی رض غایت درجہ کے فاسق ٹھہرے۔ حالانکہ اوسوقت اکثر
صحابہ اچھے بھی موجود تھے جو مطیع جناب امیر ع تھے۔ پس باوجود طاقت کے امیر ع نے خلفاء ثلثہ
سے لڑنا ترک کردیا۔ دیکھو شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ۱ مین
صفحہ ۴۹۵ پر ذیل آیت اِنَّ الَّذِینَ آمنوا و ہاجروا و جاہدوا باموالہم و انفسہم فی سبیل اللہ الآیتہ
جو پارہ واعلموا کے ربع اول مین ہے یون لکھا ہے کہ یہہ جو بعضی روایت مین آیا ہے کہ سوائے
چار پانچ (یا چند) آدمیون کے کوئی صحابہ سے اچھا نہ تھا یہہ روایت احاد مین سے ہے اسکا کچھ
اعتبار نہین ہے بلکہ اکثر اونمین سے خوب تھے اور اونکی خوبی مین کچھ شبہ نہین ہے اور اکثر روایتین
بھی اونکی خوبی پر دلالت کرتی ہین تم کلامہ من عینہ والحمد للہ الذی اجری الحق علی لسانہ۔ جب ہر
شیعہ کی روایت سے صاف ثابت ہے کہ اکثر صحابہ عدول اور محب علی ع تھے کیونکہ اگر جناب علی ع
کے عدو ہوتے تو حسب اصول شیعہ واہلسنت سب کے سب خارج الاسلام تصور کئے جاتے اونکو مولوی
عمار علی تفسیر عمدۃ البیان کا مفسر شیعی اچھا اور خوب لکھتا بلکہ غاصب الحقوق اور ایسے ویسے
لکھ دیتا۔ پس باوجود قدرت جناب امیر ع نے خلفاء ثلثہ کے ساتھ جو حسب زعم مخالفین خارج
الاسلام تھے قتال نہ کیا بلکہ ہر جگہہ ثلثہ کے ثناخوان ہی رہے یہان تک کہ اپنی خلافت کے
دورہ مین بھی ثلثہ کے واصف اور مداح بنے رہے۔ جیساکہ نہج البلاغت شیعہ کی اصح الکتاب
وغیرہ سے ثابت ہو جنکو باب وقوع خلافت خلفاء الراشدین مین لکھونگا انشاء اللہ تعالی۔

شیعہ کے نزدیک اکثر صحابہ رض اچھے تھے

تو اب معلوم ہوا کہ حضرت علی ہین شیعہ کے نزدیک معصومیت اور معصیت دو نو جمع نقیضین
نعوذ باللہ منہا (م) شیعہ کے عجیب عقیدہ مین خلفاء ثلثہ باوجودیکہ منافق اور غاصب الحقوق
تھے۔ حضرت علی نے جو اون سے خصومت نہ کی بلکہ تمام عمر انہین سے اقتدا کرتے رہے تو گویا جناب
علی ع پرلے درجہ کے نامرد اور بزدل ٹھہرے جو اپنی کل حیاتی بزدلی کی ہی حالت مین بسر کر دی اور
بحالت عاجزی کبھین غیر ملک مین ہجرت نہ کی جو حسب فحوائے آیت الم تکن ارض اللہ واسعۃ
فتہاجروا فیہا فاولئک ماؤاہم جہنم کے فرض تھی۔ اب بتاؤ کہ اس فرضیت کے ترک کرنے
سے جناب علی ع شیعہ کے برگزیدہ عقیدہ مین صاحب عصمت ہین یا صاحب معصیت اگر حضرات شیعہ
اپنی عادات جمیدہ کے موافق آیت کریمہ بالا پر عمل نکرین تو اپنے گھر کو دیکھ لیوین کیونکہ شیعہ کی
معتبر کتاب منہج الیقین مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۶۰ پر مروی ہے کہ مذہب شیعہ و جماعتے از علماء
آنست کہ تا کفر باقی است ہجرت باقی است و از حضرت پیغمبر صلعم روایت کردہ اند کہ فرمود ہجرت
منقطع نمیشود تا وقتیکہ آفتاب از مغرب طلوع کند انتہی بلخصا من عینہ۔ اب سوچنا چاہیے
کہ جب آپکے نزدیک خلفاء ثلثہ کا زمانہ کفر کا دورہ تھا تو اوسمین حسب روایت بالا ہجرت تو باقی ہی
کما کان کا حکم رکھتی تھی۔ حال آنکہ علی ع نے ہجرت نہ کی تو برعم شیعہ امیر المومنین سے ہجرت نہ کرنے
ہین امیر الفاسقین بنے الٰہی توبہ اور یا ثلثہ کا دورہ زمانہ اسلام ہے اور مولیٰ علی ع بھی ارکین
اسلام ہین اور صرف شیعہ کا اعتقاد ہی باد ہوائی گولہ ہے۔ معاذ اللہ (۳) شیعہ کے نزدیک
جناب امیر ع مظلوم و مقہور نے حسب وصیت رسول ص کے صبر کیا اور جو کچھ جور و جفا اونپر ثلثہ نے
کئے حضرت ع کی وصیت کی بموجب آنجناب صبوری اور سکوت مین اون سے اقتدا کرتے رہے
سبحان اللہ اہل تشیع نے یہ کیا عجائب آ پکڑی ہے اور اسوجہ سے اپنے مذہب کو تدرے تہام رکھا
ہے۔ حالانکہ اسحالت مین تو اب شیعہ کے نزدیک معاذ اللہ رسول ص بھی سخت عاصی بنے کیونکہ
حق سبحانہ و تعالیٰ تو اپنے نبی کو سورہ احزاب مین یا ایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکفرین والمنفقین
کا خطاب فرماوے۔ اور اسلام مین ہجرت نہ کرنیوالون کے لئے دوزخ کا حکم دیوے کما مر پھر
برعم شیعہ رسول اکرم ص اس تبلیغ کے برخلاف جناب علی ع کو منافقین کی اطاعت مین
عمر بسر کرنا اور اونکی تشدد سے صابر رہکر حکم ہجرت کو بالائے طاق رکھنے کا حکم دیوین ہجرت

برعم شیعہ جناب رسول ص بھی عاصی ہین معاذ اللہ

کا نام کیا بلکہ نشان تک بھی زبان درفشان پر نہ لاوین۔ کیا عجیب عصمت ہی۔ اور جناب علیؑ
عالم ماکان و مایکون بہی اصول اسلام کو فراموش کردیوین۔ ایسی ساختہ پرداختہ وصیت سی جو محض
قرآن کے مخالف ہی۔ کام چلادین۔ یہ نہ جانین کہ میری شہادت تو عبدالرحمن ابن ملجم کی ہاتہہ
سے کوفہ مین ہوگی۔ اب ابوبکر۔ عمر۔ عثمان رضی اللہ عنہم میری موت پر قادر نہین ہوسکتے۔ الٰہی
توبہ اگر شیعہ کے ہان عصمت اسیکا نام ہی تو ایسی عصمت سے ہمارا دونو ہاتھ سے سلام ہے۔
اب حضرت امام حسنؑ کی عصمت جو شیعہ کی کتب سے ثابت ہوتی ہے۔ اوسکی بہی حقیقت سنو
شیعہ کی معتبر کتاب جامع عباسی پانزدہ بابی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ١٦ا پر مروی ہے کہ

طائفہ سوم کہ قتال کردن با ایشان واجب است باغیان و خوارج اند و ایشان طائفہ اند کہ از

امام زمان روی گردانیدہ و باغی شدہ باشند و قتال با ایشان واجب است تا آنکہ با امام بگروند
یا کشتہ شوند انتہی من عینہ۔ یہہ عبارت شیعہ کے خیالات پاکیزہ مین سے من جمیع الوجوہ حضرت
امام حسنؑ کی معصیت پر مثبت ہے۔ کیونکہ باتفاق زمرہ اہل تشیع امیر معاویہؓ خارج از اسلام تہا اکثر حضرات
شیعہ کے نزدیک خاص کافر تھا۔ معاذاللہ اور بعض شیعہ کے نزدیک باغی و خارجی۔ پس حسب عقائد
شیعہ حضرت امام حسن کو اوس سی لڑنا فرض اور واجب تھا پھر باوجود قدرت اور پانے ناصرین
کے حضرت حسنؑ اوس سی نہ لڑے ترک جہاد ترک واجب ہے۔ جو باتفاق فریقین سخت فسق اور
فجور پر مصرح ہے۔ اور یہہ واقعہ بھی مسلمہ فریقین ہی کہ جناب علیؑ کی شہادت کی بعد حضرت امام حسنؑ
پانچ مہینہ خلیفہ رہے اوسکے بعد قتال تو بجائے خود رہا خلافت ہی معاویہ رضؓ کو جو بزعم شیعہ
معاذاللہ کافر تھا سونپ دی۔ اس حالت مین حضرت امام ممدوح نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔ سبحان اللہ
معصوم کہلائین اور رتبہ خلافت و منصب امارۃ پر کافر کو بٹہائین لاحول ولا قوۃ الا باللہ جناب
مولانا مولوی خلیل احمد صاحب ادام اللہ تعالی اقبالہ نے کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی
دہلوی کے صفحہ ١١٦ پر لکہا ہے کہ حضرت امام حسن نے خلافت نبوۃ جو نیابت رسول ہے معاذاللہ
ایک کافر کو سونپ دی۔ حالانکہ آپکے ساتھ باعتبار ظاہر بھی فوج کثیر تہی اور فی الحقیقت آپکو
کچہہ اسکی حاجت نہ تھی۔ کیونکہ آپکو اپنی موت کا تو حال معلوم ہوگا تو پہر آپکو خوف کس بات کا تھا
یہ کیفیت بزعم شیعہ معصیت اور ظلم و کفر پر اعانت نہیں ہے تو اور کیا ہے جسکی بابت حضرت امام حسینؑ

بموجب روایات شیعہ امام حسنؑ سخت فاسق ہین استغفر اللہ

نے فرمایا جسکو علماء شیعہ نقل کرتے ہین - لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی الحسن - یعنی اگر میری ناک کٹ جاتی تو اوس سے بہتر تھا جو میرے بھائی حسن نے کیا کہ معاویہ کو خلافت سپرد کر دی جز انفی کے آپ معنے جانتے ہونگے خواہ حقیقی لیجئے یا مجازی - بہر کیف - یہ خلع خلافت و صلح معاویہ ایسی حرکت تھی کہ جسکو امام معصوم اپنی ناک کٹنے سے بدتر ارشاد فرماتے ہین - پس اگر امام حسین ع کا قول حق ہے تو فعل امام حسن کا کبیرہ گناہ اور معصیت ہے - اور اگر خلاف ہے تو کذب امام حسین ع کی کلام مین لازم آتا ہے اور کذب معصیت کبیرہ ہے آہ من عینہ - اب حضرت امام حسین رض کی عصمت کتب شیعہ سے مختصر طور پر سنو - شیعہ کے معتمد علیہ فاضل مولوی نظام الدین القرشی الساوی نے کتاب

شیعہ کے نزدیک حضرت امام حسین کا حال بھی طشت از بام ہے

جامع عباسی پانزدہ بابی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ در چہار ماہ قتال کردن حرام است و آنہا رجب و ذیقعد و ذی حجہ و محرم است و بدین سبب این چہار ماہ را ماہ ہائے حرام گویند انتہی ملخصاً من عینہ - اور حضرت امام حسین ع نے جو یزید پلید سے ماہ محرم مین قتال کیا ہے جہان مین کالشمس فی نصف النہار روشن ہے - پس معاذ اللہ امام حسین بھی ماہ محرم مین قتال کرنیکی وجہ سے شیعہ کے نزدیک سخت عاصی ہونگے - نعوذ باللہ من ذالک اور اوسی جامع عباسی مطبع مذکور کے صفحہ ۳۱۴ پر مروی ہے کہ وہر گاہ مسلمانان اندک باشند و تا ہمہ جمع نشوند مقاومت باعدو نکنند تم کلامہ من عینہ - اب اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ قوم قلیل کو کثرت کے مقابلہ مین لڑنا مناسب نہین اور معلومات مین سب ہے کہ حضرت امام الشہداء ع کے ساتھ بالکل تھوڑے آدمی تھے حالانکہ وہی جناب میدان کربلائے معلی مین بڑی فوج کے مقابلہ مین جہان اونکو مقاومت ناجائز امر تھا عمداً پیش آئے اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور اپنے محبون کی بیوفائی اور ابن زیاد کی چڑھائی راستہ مین سے ہی اونکی گوش گذار ہو گئی تھی پھر باوجود علم کے تھوڑے آدمیون کو ہمراہ لاکر چندین ہزار کا مقابلہ کیا تو حسب عقائد شیعہ معاذ اللہ کتنے بڑے عاصی ہین نعوذ باللہ من ذالک - اور علاوہ اسکے حضرت شہید کربلانے بیت المال کا شہد تقسیم سے پہلے ہی حضرت امیر المومنین مولا علی ع کی اجازت کے بغیر مشک سے نکالکر اپنے تصرف مین لایا جو گناہ کبیرہ ہے - دیکھو کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھا ہے کہ کتاب ازالۃ الغین مین کتاب فوائد آصفیہ و مواعظ حسنہ سے بروایت امام شیعہ اعظم کے مروی ہے

بروایت شیعہ امام حسین ع نے بیت المال کا شہد بغیر اذن قسمت تصرف مین لایا جو گناہ کبیرہ ہے

کہ روزے مہمانی پیش حضرت امام حسین رضہ نازل گردید پس امام حسین رضہ درہمی قرض گرفتہ
نانے خریدہ نان خورش نداشت کہ نان را بآن حاضر سازد و دران روزہا چند مشکہائے عسل
یعنی شہد از طرف یمن بخدمت حضرت امیر ع رسیدہ بود پس امام حسین رضہ بخادم قنبر فرمودند کہ
دہن مشکے را از مشکہائے بکشاید چون کشود حضرت بقدر یک رطل از آن مشک شہد گرفتند
و بہ مہمان خورانیدند پس چون امیر ع خواست کہ مشکہا را میانہ مستحقین آن قسمت نماید از قنبر پرسید
کہ کسے دہن این مشکہا کشودہ قنبر عرض کرد کہ بلی یا امیر المومنین و سرگذشت را نقل نمود چون حضرت
امیر حرف را شنیدند در غضب شدہ فرمودند حسین را حاضر سازند چون حضرت امام حسین رضہ
حاضر شد حضرت امیر المومنین درّہ برداشت امام حسین گفت بحق عمی جعفر یعنی بحق و حرمت او درم
من از تقصیر من درگذر و ضابطہ حضرت امیر المومنین بود کہ ہرگاہ کسے بحق جعفر میگفت پس غضب آن
حضرت تسکین می یافت۔ پس حضرت امیر فرمود ما حملک اذ اخذت منہ قبل القسمۃ یعنی چہ چیز باعث
شد ترا کہ پیش از قسمت آن بآن متصرف شدی امام حسین رضی اللہ عنہ عرض نمود کہ حق ما در و است
چون قسمت میشد بقدر یک رطل از حصہ خود داخل میکنیم حضرت امیر فرمود کہ پدر تو فدائے تو باد کہ ترا نمیرسید
کہ تو از آن منتفع شوی پیش از آنکہ مسلمانان منتفع شوند آگاہ باش کہ اگر نمی بود کہ دیدہ بودم کہ دندان
ہائے ترا پیغمبر صلعم می بوسید ہر آئینہ من ترا درین وقت میزدم بعد از آن حضرت امیر ع خود درہمی کہ در کنار
ردائے خود بستہ بودند بقنبر دادند و فرمودند کہ قسم اول عسل یعنی شہد از بازار خریدہ بیار چون آوردند
عقیل قسم خوردہ میگوید کہ گویا من می بینم کہ از ہر دو دست دہن مشک را حضرت امیر گرفتہ اند و قنبر
عسل در آن داخل میکند بعد از ان حضرت امیر ع دہن مشک را مے بست و میگریست و میفرمود
اللّٰھم اغفر للحسین رضہ فانہ لم یعلم یعنی خداوندا از تقصیر حسین رضہ درگذر کہ او نادانستہ این کار کردہ انتہی
بلفظہ۔ اب اس روایت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضہ نے بیت المال کے
شہد میں سے بلا اجازت امام ع کے اور تقسیم سے پہلے کہ جسمین دوسرے مسلمانون کے حقوق بھی
شامل تھے لیکر تصرف کیا۔ مین پوچھتا ہون کہ یہ خیانت آپکے نزدیک کیا معصیت نہین ہے۔ اور
صحابہ مقبولین شیعہ مثل عبداللہ بن عباس رضہ وغیرہ کے حالات آخر رسالہ مین لکھونگا۔ انشاء اللہ تعالے
اور جناب فاطمۃ الزہرا رضہ کی عصمت کے بارہ مین تو طویل کلام کرنا کچھ ضرورت نہین کیونکہ جب حضرات

شیعہ کی نزدیک آنجناب کے اہلبیت ہوتے بھی تردد ہے کما مر تو پھر عصمت سے اونکو خارج کرنا
شیعہ کو بہت سہل ہے۔ اور معلوم نہین کہ اصحاب رسول و ازواج رسول کے ساتھ معترض کی کیا ضد ہے
جو ادنی ادنی معصیت سے بھی اونکو بغیر تکفیر اور تفسیق کے کچھ نہین کہتا اور انبیاء و آئمہ کو باوجودیکہ
اونکے فسق و معاصی خود شیعہ کی ہی کتب سے نقل کر دیئے گئی ہین۔ تاہم اونکو کرام کہی جاتا ہے معترض
اور اوسکے ہم مشربون نے یہہ دین و آئین شاید انہی آئمہ سے ہی حاصل کیا ہوگا۔ ثم نقول ان ادعاء
المخالف بان اہل البیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی وفاطمۃ وابناہما وقد اخرج الازواج
المطہرات من کونہن اہلبیت وجاء لثبوت الدعوی بشہادۃ کتب التفاسیر والاحادیث التی
ذکرناہا فی ابتداء ہذا الباب۔ لاخفاء الشمس من الدنیا بکف من الطین ومقصودہ محض افساد
فی الدین وتخریب الناس وتشویشہم عن الدین المتین والعیاذ باللہ فلما رئیت آیۃ التطہیر فی الکتب
المذکورۃ وکتبتہا فی ہذا الباب وعباراتہا وروایاتہا فثبت ان اہل البیت النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ازواجہ واولادہ والحسن والحسین منہم وعلی منہم لدخولہ تحت عباءت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ویجوز ان یقال بان الخلفاء الثلثۃ من اہلبیتہ بسبب لحوق نسبہم بہ ۔ سبب رسول اللہ
صلعم وملازمتہم فی خدمتہ ع ووصولہم الی الخلافۃ الحسنۃ والجمیلۃ وباقی المذکورین فی ہذا الباب
منہم فصار کذب المعترض ظاہرًا کمثل ظہور الشمس من السماء واللہ اعلم بالصواب واللہ ہو الہادی

دوسرا فصل ام المومنین عائشہ صدیقہ رض کی فضیلت مین

قولہ تعالی۔ ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنت لعنوا فی الدنیا والآخرۃ سورۃ نور
تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مین اس آیت کے ذیل مین لکھا ہے کہ نزلت
ہذہ الآیۃ فی شان عبد اللہ بن ابی واصحابہ الذین خاضوا فی امر عائشۃ وصفوان رضی اللہ عنہما
فقال ان الذین یرمون المحصنت الغفلت عن الزنا العفائف المومنت المتصدقات بتوحید اللہ
یعنی عائشۃ لعنوا عذبوا فی الدنیا بالجلد والآخرۃ بالنار یعنی عبد اللہ بن ابی آہ طلاصہ یہہ ہے
کہ یہہ آیات نازل ہوئی ہین ابن ابی اور اوسکے دوستون کے حق مین جو معاذ اللہ طعن بد فعلی
کا حضرت ام المومنین عائشہ وصفوان رضی اللہ عنہما کے بارہ مین لگانے والے تھے پس اللہ تعالی

برأت و عصمت عائشہ رض بکتب فریقین

نے ام المومنین کی عصمت کے لئے فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ الآیۃ یعنی تحقیق وہ لوگ یعنی ابن ابی وغیرہ جو عیب لگاتے ہین زنان پاکدامنان کو بدکاری سے بیخبر ونکو بدفعلی سے۔ اللہ تعالی کی واحدانیت سے ایمان لانیوالیون کو یعنی عیب لگاتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ کو وہ لوگ دنیامین دُرّہ سے عذاب دیئے جائینگے اور قیامت مین آگ دوزخ سے سخت معذب ہونگے۔ اور اللہ جلشانہ وعزّ برہانہ فرماتا ہے۔ اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ الآیۃ۔ شیعہ کی معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۳۲ پر اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ والطیبات آہ یعنی جو عورتین کہ پاک دامن ہین زنا سے وہ اون مردونکے واسطے ہین کہ جو پاک ہین زنا سے اور پاک مرد زنا سے وہ واسطے زنا سے پاک ہونیوالی عورتون کے ہین اور یہہ زنا یہان اسواسطے مراد ہے کہ ابتدا سے اس سورۃ مین اسیکا ذکر چلا آتا ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر یہہ آیت کہ اولٰئک مبرؤن مما یقولون۔ یعنی وہ لوگ کہ جنکو تہمت لگائی ہو یعنی عائشہ اور صفوان بری اور پاک ہین اوس فعل سے کہ کہتے ہین اونمین کہ تہمت زنا کی اونکو لگاتے ہین اسواسطے کہ منصب رسالت کا بلند تر ہے اس سے کہ اونکی بیبیان ایسے افعال مین آلودہ ہون اور اونکے اصحاب بھی ایسے افعال سے بری ہین اور صفوان اونکے اصحاب مین سے ہے آہ ملخصاً من عینہ۔ آور معترض کے عقل سلیم کا کچھہ پتہ نہین لگتا کہ کیون اوسکی حضرت عائشہ صدیقہ سے کوئی نہانی عداوت ہے۔ شاید معترض اپنے زمانے کے شیعونکی طرح محاربۂ جمل معروف کے سبب سے حضرت عائشہ رض کے ساتھ بغض رکھتا ہوگا کہ عائیشہ اہل الجمل مین جنہون نے جناب مولا علی سے لڑائی کی ہے۔ شامل ہی تھی۔ ایسے کلمات ناشایستہ ام المومنین زوجہ رسول کے حق مین کہدیئے اور اپنے مجتہدین کے اقوال کو بالائے طاق رکھکر بیٹھہ سوچا کہ المجتہد یخطی ویصیب آہ مسلمہ فریقین ہے واقعہ جمل مین حضرت عائشہ کی حضرت علی سے خطاءً لڑائی ہوئی۔ علماء اہل تشیع اور اہل سنت کا اسبارہ مین اتفاق ہے مگر آخر حضرت عائیشہ تائب ہوگئین۔ اسناد اہل سنت کی تو لکھنے کی ضرورت نہین۔ جواب الزامی اصح الکتب شیعہ سے صرف مجمل طور پر اس جگہ لکھتا ہون۔ اور تفصیل اس واقعہ کی اپنے محل میں لکھونگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ شیعہ کے جید محدث مولوی سلطان محمود الطبسی شرح نہج البلاغت کے جلد اول کے دیباچہ مین لکھتے ہین۔ اَمَّا اَصْحَابُ الْجَمَلِ فَاِنَّهُمْ عِنْدَ اَصْحَابِنَا هَالِكُوْنَ كُلُّهُمْ اِلَّا عَائِشَۃَ

طعن شیعہ کہ عائشہ رض مقابلہ علی رض اہل الجمل مین شامل ہین اور اسکا جواب

وطلحة والزبیر رضی اللہ عنہم فانہم تابوا ولولا التوبۃ لحکم لہم بالنار۔ یعنی اہالیان جمل پس وہ ہمارے علماء کرام کے نزدیک سب ہلاک ہونیوالے ہین مگر عائشہ اور طلحہ اور زبیر رض کیونکہ اونہون نے توبہ کی۔ اگر توبہ نکرتے تو البتہ اونکے لئے دوزخ کا حکم دیا جاتا۔ اب حضرت عائشہ و طلحہ و زبیر رض کا واقعہ جمل سے استغفار کرنا اور انکا جنتی ہونا بروایت اصح شیعہ ثابت ہوگیا اور بہ نص جلی معلوم ہے کہ جنت مین متقین ہی جائینگے۔ اب حضرت عائشہ وغیرہ مذکورین کا متقین ہونا شیعہ کی زبانی کالشمس فی نصف النہار روشن ہوگیا۔ علاوہ اسکے حضرت ام المومنین عائشہ رض حضرت علی کی وصف اور مدح جیسے کہ واقع جمل سے پہلے کرتی تھین اوسکے بعد بھی اوسیطرح کرتی تہین۔ دیکھو شیعہ کی مسلمہ کتاب زبدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور مجلس پانزدہم کے صفحہ ۱۰۷ مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رض نے کہا کہ علی رض دوست ترین مردم تہے کیونکہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار تھے بجز اسکے مینے وفات سرورکائنات صلعم مین دیکھا کہ ایک نور دہن مبارک آنحضرت صلعم سے نکلا اور جناب علی ع نے اپنے دہن مبارک مین لیکر پی لیا۔ راوی کہتا ہے کہ مینے عائشہ رض سے کہا کہ جس صورت مین تو علی کے حق مین ایسا کچھ بیان کرتی ہے۔ اور حقیقتاً علی ایسے ہی تہے تو پھر علی سے تو کیون لڑی عائشہ رض نے یہہ سنکر کہا کہ میرے مقدر مین ایسا ہی تھا انتہی من عینہ۔ اس عبارت سے پایہ ثبوت کو پہنچا کہ حضرت عائشہ صدیقہ جناب علی المرتضی سے لڑنے مین تائب اور نادم ہوئین اور بعد از وفات جناب امیر ع کے بہی اونکی واصفہ و مداحہ بنی رہین۔ روایت مذکورہ کا فقرہ اخیر کہ (میرے مقدر مین ایسا ہی تھا) عائشہ رض کے استغفار کا مصرحہ ہے اور شیعہ کے نزدیک حضرت آدم ع کی توبہ کو دیکھو اور حضرت یونس ع کے قصہ مین مشہور ہے کہ ایک دو گناہ کبیرہ سے جو کو عمداً بھی صادر ہو جاوین توبہ کرنے مین عصمت بھی نہین جاتی چہ جائیکہ عدالت۔ پس جبکہ انبیاء ع کی عصمت توبہ کر نیسے نہ گئی تو ازواج آنحضرت صلعم کی کہان جاتی رہی چنانچہ خود شیعہ کی کتاب تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع بستان مرتضوی کے جلد ۱ مین صفحہ ۴۴۳ باب یازدہم کی خاتمہ مین لکھا ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار یعنی صغیرہ اصرار کرنیسے صغیرہ نہین رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ بسبب استغفار کے نیست و نابود ہو کر بخشدیا جاتا ہے۔ اب شیعہ کو اپنی معتبرہ روایات مذکورہ پر بجز صدیقہ اور عادلہ کہنے حضرت ام المومنین

عائشہ کے۔ چارہ نہین۔ واللہ ہو الہادی۔ اور تفسیر بیضاوی کے جلد ۲ سورۂ نور مین ذیل آیت
اولٰئک مبرؤن مما یقولون کے لکھا ہے کہ ان اللہ تعالی برء اربعۃ باربعۃ برء یوسف علیہ السلام
بشاہد من اہلہا و موسی علیہ السلام من قول الیہود فیہ بالحجر الذی ذہب بثوبہ و مریم علیہا السلام
بانطاق ولدہا و عائشۃ رضی اللہ عنہا بہذہ الآیات مع ہذہ المبالغات یعنی اللہ تعالی نے چار آدمی
شریفون کو چار کے وسیلہ سے بری کیا (۱) حضرت یوسف ع کو بشہادۃ طفل شیر خوار جو بی بی
زلیخا صاحبہ کے خاندان مین سے تھا جسکا قصہ جہان مین اظہر من الشمس ہے (۲) حضرت موسی ع
کو تہمت یہود سے بوسیلہ پتھر برندہ پارچات کے بری کیا جسکا قصہ یہ ہے کہ ایک یہود باشندہ
نواحی مدینہ کے پارچات ایک چور نے اوٹھا کر ایک بھاری پتھر کے نیچے دیدیئے یہود اوسکی تلاش مین
پھرتا تھا کہ یکایک حضرت موسی ع کے گذرنیکا وہان سے اتفاق ہوا۔ یہود نے اجنبی جانکر انہین
کو ماخوذ کیا۔ جس سے حضرت کلیم اللہ ع نہایت غمناک ہوئے۔ اسپر حق تعالی کے امر سے پتھر مذکور جو ایک
پارچات جسم سے چسپیدہ رکھتا تھا۔ اپنی جگہ سے آکر حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اور حضرت موسی ع کی برات
مشہور ہوئی (۳) حضرت بی بی مریم کو بنطق اونکے بیٹے حضرت عیسی ع کے بری کیا (۴) حضرت
بی بی عائشہ رض کو بشہادۃ آیات مذکورہ بالا کے بری کیا۔ اور تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے جلد ۶ صفحہ ۲۶۶
پر منقول ہے۔ روی القاسم بن محمد عن عائشۃ قالت فضلت ازواج النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
باحد عشر خصال تزوجنی رسول اللہ بکرا دون غیری و ابوای مہاجران و جاء جبریل ع بصورتی
فی حریرۃ وامرہ ان یتزوج بی وکنت اغتسل معہ فی اناء واحد وجبریل ع ینزل علیہ بالوحی وانا
معہ فی لحاف واحد وتزوجنی فی شوال وبنی بی فی ذالک الشہر وقبض بین سحری ونحری وجمع اللہ
بین ریقی و ریقہ وقت النزع وانزل اللہ عذری من السماء ودفن فی بیتی وکل ذالک لم
یساونی غیری فیہ یعنی کہا عائشہ صدیقہ رض نے کہ مجھکو تمام ازواج آنحضرت ع پر فضیلت دیگئی
گیارہ فضیلتون سے (۱) نکاح کیا مجھی باکرہ سے آنحضرت ع نے نہ غیر میری کو (۲) میرے
مان باپ دونون مہاجر ہین (۳) جبریل ع میری صورت کے ساتھ ایک پارچہ ریشم مین بیچل
پر نازل ہوئے (۴) آنحضرت ع پر وحی کیگئی کہ عائشہ سے نکاح کرین (۵) غسل کرتی تھی مین ہمراہ
رسولخدا کے ایک برتن مین (۶) جبریل ع اونپر پیغام ربانی سے نازل ہوتا تھا حال آنکہ مین ایک

جملہ ازواج پر عائشہ رض گیارہ بزرگیان مین فوقیت رکھتی ہین

لحاف مین اونکی ہمخوابہ ہوتی تہی (۷) نکاح کیا مجھہ سے رسول ع نے شوال مبارک مین اور اسی ماہ مین مجھسے جفت ہوئے (۸) فوت ہوئے نبی صلعم خاص میری گود مین کما سیاتی (۹) اور جمع کیا اللہ تعالی نے آب دہن میرا اور آب دہن مبارک رسول ع کا بسبب مسواک کے اونکی وفات مین کما سیاتی (۱۰) اللہ تعالی نے میرا عذر آسمان سے بآیات مذکورہ نازل کیا ہے (۱۱) رسولخدا ع میرے گھر مین دفن کئے گئے جہان اب بھی آپکا روضہ مبارک ہے کما سیاتی فی باب وفات النبی ع انشاء اللہ تعالی - اور مشکوۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلوی کے جلد ۲ باب بدء الخلق مین صفحہ ۵۰۹ پر لکھا ہے - عن ابی موسی عن النبی صلعم قال کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیۃ امرءۃ فرعون وفضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام متفق علیہ یعنی حضرت ع نے فرمایا ہے کہ مردونمین سے تو بہت ہی کامل ہوئے ہین جیسے انبیاء اور خلفاء و شہداء اور صلحاء اسیطرح علماء و فضلاء اور نہین کامل ہوئین عورتون مین سے بہت مگر مریم دختر عمران اور آسیہ رض بی بی فرعون کی جسنے حضرت موسی ع پر ایمان لایا اور ان دونو کا نکاح قیامت مین بقول اصح حضرت ع سے ہوگا - قولہ وفضل عائشۃ آہ - یعنی عائشہ کی فضیلت تمام عورتون پر فضیلت ثرید کی مثل ہے باقی طعامونپر انتہی - مظاہر حق مطبوعہ مطبع نولکشور جلد ۴ کے صفحہ ۴۹۲ پر مسطور ہے کہ ثرید اوس کھانے کو کہتے ہین کہ ٹکڑے توڑکر شوربہ اوسپر ڈالدیتے ہین اور عربستان مین اس طعام کو سب طعامونمین سے افضل جانتے ہین بسبب لذیذ اور نرم اور مقوی اور اوسکے زود ہضم ہونیکے واسطے - انتہی من ہمنیہ - پس واضح ہوگیا کہ آنحضرت ع سب بی بیون سے حضرت عائشہ صدیقہ پر محبت زیادہ رکھتے تہے اور ان روایات سے ام المومنین رض کی فضیلت جملہ ازواج پر ثابت ہوئی (مقدمہ) ازواج مطہرات مین سے کیسیکے حق مین اہل تشیع کی تئیہ طعن نکرنا چاہیئے - استغفر اللہ بلی من ذالک کیونکہ ازواج رض نبی صلعم کے امہات المومنین ہین جواب بہی بجبالہ نکاح آنحضرت ع کے معتیہ ہین اور اونکا نکاح شوہر کے فوت ہوجانیسے اوروں کی مثل نہین ٹوٹتا - دیکہو حقتعالی سورۃ احزاب مین فرماتا ہے کہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امہاتہم یعنی نبی ع اولی واقرب ہین مومنون کے ساتھ اونکی جانون سے اور ازواج نبی ع کے مومنونکی والدات ہین - تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مین ذیل آیہ

رسول ع کی ازواج رض
مومنون کے
والدات ہین

آیت کی لکھا ہے۔ اِنّ ازواجہ کامہاتہم فی الحرمۃ۔ یعنی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج مومنون کے امہات ہین یعنی مائن ہین حرمت مین یعنی بغیر آنحضرت ع کو اون سے نکاح کرنا حرام ہے مثل نکاح اپنی مان کے اور شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۶۶ پر مروی ہے کہ ازواج نبی بیان اون حضرت ع کی مائین ان مومنین کی ہین تعظیم اور حرمت مین کہ جیسے کہ اپنی مان حرام ہے اور تعظیم اوسکی لازم ہے ویسے ہی رسولخدا ع کی بی بیان ہین تم کلامہ من عینہ والحمد للہ الذی اظہر الحق علی لسانہ۔ اب واضح ہوگیا کہ جنہون نے نبی ع کی ازواج پر طعن کیا اونہون نے اپنی مان پر طعن کیا اور مان اپنی کو طعن کرنا اسکا نتیجہ دوزخ کی آگ ہے۔ واللہ الھادی۔

قول شیعہ۔ سورۃ تحریم کی آیات مرقومہ ذیل سے ازواج رسول خصوصًا عائشہ وحفصہ کا حال تو قابل دید ہے جیسے (۱) آیت ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما آہ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ عائشہ اور حفصہ کے دل رسول ع کی فرمانبرداری سے پھر گئے تھے (۲) آیت عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجًا خیرًا منکن مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثیبات وابکارًا۔ یعنی اگر رسول ع تمکو طلاق دیوے تو نزدیک ہے کہ اوسکا رب عوض مین اوسکو اور عورتین دیوے جو تم سے زیادہ بہتر ہون۔ اسلام رکھنے والیان ایمان لانیوالیان قیام میں رہنے والیان توبہ کرنیوالیان خضوع کرنیوالیان روزہ رکھنے والیان شوہر دیکھی ہوئین اور بکر بھی۔ اب یہ آیت صریح مثبت ہے کہ یہ جملہ اوصاف جو رسول ع کی عورتون کے عوض مین حق تعالیٰ یاد کرتا ہے۔ آنحضرت ع کی ازواج مین یہ اوصاف داخل نہین تھے کیونکہ اگر اونمین بھی ہوتے تو اونکی عوض کی عورتین بقولہ خیرا منکن اونسے بہتر کسطرح ہوسکتی ہین فافہم۔ **جواب**۔ اگرچہ بھی مختل ہو تو ایسے بہتان کا جواب بحث عصمت مذکورہ بالا سے بخوبی ملسکتا ہے اور یہان بھی تبرکًا ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلی آیت کی کیفیت اسطرح ہے کہ جب ام المومنین حفصہ رض نے رسول ع کے وہ دونون راز جو اس رسالے کے صفحہ ۴ پر ذیل آیت واذ اسر النبی آہ کے گذرے ہین حضرت عائشہ سے کہدئیے تو یہ پیغام وحی وقت ہوئی پر (غالبًا حسب عادت شوہران) آنحضرت ع کے خاطر مبارک مین قدرے ملالت پیدا ہوئی تب حقتعالیٰ نے عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہن کو خوف دیکر فرمایا۔ ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین یعنی اگر تم دونوا سے

عایشہ وحفصہ رض رجوع کرو طرف اللہ تعالی کی تو تمکو بہتر ہے پس تحقیق پھر گئے ہین دل تمھارے
اور اگر مدد دو تم ایکدوسرے کو آنحضرت ع کے رنج کرنے پر پس تحقیق حق تعالی مولی اوسکا ہے۔ اور
جبریل اور صالح المومنین۔ تفسیر حسینی مین ذیل اس آیت کے لکھا ہے کہ صالح المومنین سے مراد
حضرت ابابکر الصدیق اور حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہما ہین جو حضرت عایشہ وحفصہ کے باپ
ہین اور اپنی اولاد کی رضامندی پر رسول ع کی رضامندی کو مقدم رکھتے تھے۔ انتہی اور کسی عاقل
پر مخفی نہین کہ زوجین کے درمیان اکثر اوقات مین بڑے بڑے امور سے بہی رنجش پیدا ہو جاتی
ہے۔ جیسا حضرت علی اور حضرت فاطمہ مین بہی بارہا ناراضگی پیدا ہوئین منجملہ اونکو باب آئندہ مین
درج ہونگی۔ انشاء اللہ تعالی۔ پس ایسی ادنی بات سے سید الکونین کی بی بیون پر طعن کرنا سراسر
شیعہ کی بدلگامی سے ہے دیکھو حضرت آدم ع کے قصہ مین گذر چکا ہے کہ انسان مرکب من الخطاء والنسیان
ہوتا ہے حقتعالی تو آدم ع کو بھی باوجودیکہ وہ جملہ انبیاء کے جد بزرگوار اور اعلی درجہ کے نبی ہین عاصی
کہہ رہا ہے سورہ طہ مین بتصریح موجود ہے۔ وعصی آدم ربہ فغوی یعنی اور نافرمانی کی آدم ع نے رب
اپنے کی پس گمراہ ہوا۔ اب حضرت آدم ع کے حق مین حضرات شیعہ کا قیاس مبارک کیا ارشاد کریگا
شاید ازواج مطہرات پر تو قزلباشونکا کوئی جگری عناد ہوگا۔ دوسری آیت مستدلہ شیعہ کا جواب عسی
ربہ ان طلقکن ان یبدلہ آہ اس آیت سے بھی حقتعالی ازواج کو خوف دیکر اپنی قدرت کاملہ کی خبر
دیتا ہے کہ اگر تمکو نبی ع طلاق دیدیوے تو مین تمہارے بدلے اوسکو زیادہ خوبصورت عورتین دینے
کی قدرت رکھتا ہون نہ یہ معنی کہ یہ امر واقعہ ہوگا اور مین اوسکو دونگا۔ کیونکہ اس امر کا وقوع اور آنحضرت
کو ازواج موجودہ کے عوض مین اور ازواج طلب کرنا حلال نہ تھا جیسے حق سبحانہ وتعالی سورۃ الاحزاب
مین فرماتا ہے۔ لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن یعنی حلال
نہین واسطے تیرے یا محمد ع عورتین بعد ان نو عورتون موجودہ کے (جنکے اسماء مبارک آئندہ باب سے
معلوم ہونگے) قولہ ولا ان تبدل بہن آہ یعنی اور حلال نہین یہ کہ عوض مین لاوے تو ساتھ انکے
عورتون سے جیسا ایک کیکو ان سے طلاق دیدین اور اوسکے بدلے اور کرلیوین ولو اعجبک حسنہن
اگرچہ عجب دکھلاوے تجھکو خوبی اونکی۔ اب واضح ہوگیا کہ رسول ع کے ازواج مطہرات مثل عایشہ وغیرہ
حق سبحانہ کی درگاہ مین مقبولہ تھین اور آنحضرت ع کے حق مین ان سے بہتر کوئی عورت نہ تھی ورنہ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو ازواج موجودہ کے علاوہ اور دنکے عقد سے منع نہ کرتا۔ **قول شیعہ**
حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی بی بیان جو کافرہ ہوگئی تہین۔ رسول ع کی بی بیونکی تمثیل بہی
حق تعالیٰ نے اونہین کے ساتھ دی۔ چنانچہ سورۃ تحریم مین ہی دیکھو۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا
امرأت نوح وامرأت لوط الآیۃ۔ **جواب**۔ سبحان اللہ حضرات شیعہ اپنے کرتبون سے ندامت بھی
اوٹھاتے ہین پر استعارہ گھڑنے سے باز نہ آتین۔ ایسی من گھڑت افتراؤن سے عوام کے آگے انصاف کو
انتساف بناکر پیش کرنا۔ گلی دیگر شگفت۔ عذر یست بدتر از گناہ۔ بنظر انصاف دیکھو تو حق تعالیٰ
نے ازواج نبی کو بلکہ جملہ مومنات کو تین عورتون سے مثال دی (۱) مسماۃ واعلہ زوجہ نوح سے
(۲) مسماۃ واہلہ زوجہ لوط سے (۳) حضرت بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا زوجہ فرعون سے پس زوجہ
نوح و زوجہ لوط علیہما السلام تو کافرہ ہونیکی جہت سے دنیا مین ہی معذب کی گئین زوجہ نوح رض
دریا مین غرق کیگئی اور زوجہ لوط ع سنگسار کیگئی سو باوجودیکہ یہہ دونو انبیاء علیہم السلام کی عورتین
تہین۔ اسلام کے چہوڑنیسے انبیاء کی زوجیت نے انکو کچہہ فائدہ نہ کیا اور حضرت آسیہ رض زوجہ فرعون
باوجودیکہ اشد کافر کی عورت تہی اسلام کی پابندی مین سے کافر کی زوجیت نے مثقال ذرہ
کا بہی اوسکو نقصان نہ دیا کما فی الحسینی۔ جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا
امرأت نوح و امرأت لوط کانتا تحت عبادین من عبادنا صالحین فخانتاہما فلم یغنیا عنہما من اللہ
شیئاً وقیل ادخلا النار آہ یعنی بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال واسطے اون لوگون کے جو نہین ایمان لائے
مثل عورت نوح اور عورت لوط علیہم السلام کی۔ تہین یہ دونون عورتین زیر نکاح دو بندون کے
ہمارے نیکوکارون مین سے پس خیانت کی دونون عورتون نے اُن دونون صالحین کی پس
دفع نہ کیا دونون پیغمبرون نے دونو عورتون سے حق تعالیٰ کے عذاب سے کچہہ آہ۔ وضرب اللہ
مثلاً للذین آمنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون الآیۃ
اور بیان کی اللہ تعالیٰ نے مثال واسطے اُن لوگون کے جو ایمان لائے ہین وہ مثل عورت فرعون
کے ہین یعنی آسیہ دختر مزاحم جب کہا اوسنے اے پروردگار میرے بنا واسطے میرے نزدیک
اپنے گہر بہشت مین اور خلاص کر مجہکو صحبت فرعون سے آہ۔ اب اس مثال کا یہہ معنی ہے
کہ آنحضرت ص کے ازواج وغیرہ مومنات معاذ اللہ اگر کافرہ ہو جائین تو بہی گمان مت کرین کہ ہم

زوجیت پیغمبر ع یا اونکی قرابت و رسالت کچھ فایدہ دیگی بلکہ اسوجہ سے مثل زن نوح و زن لوط کے دنیا اور قیامت مین معذب ہونگی اور وہی مستورات اگر ایمان مین محکم رہین تو یہ خیال مت کرین کہ ہمارے شوہران سابقہ یا آبا و اجداد جو کفار تہے اونکے سبب سے ہمین بہی نقصان پہونچیگا نہین۔ بلکہ اسوجہ سے حضرت آسیہ رض کی مثل جنت مین عیش کرینگی۔ نہ یہ معنے جو شیعہ نے سمجہا ہے کہ آنحضرت ع کے ازواج اس تمثیل سے نعوذ باللہ کافرہ ہوگئے۔ استغفر اللہ خداوندکریم نے اسطرح تو کئی ایک آیات مین تنبیہًا ارشاد کیا ہے۔ دیکہو سورۃ الزمر مین جو پارۂ فمن اظلم مین ہے۔ جملہ انبیاء کو عمومًا اور رسول آخر الزمان ع کو خصوصًا یعنے ہر افراد کو اونمین سے خطاب کرتا ہے۔ ولقد اُوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخٰسرین۔ یعنے البتہ تحقیق وحی کیگئی طرف تیری اور طرف اُن انبیاء کے جو پہلے تجہسے تہے یعنے تجکو اور ہر ایک کو اونمین سے کہا گیا کہ اگر شریک خدا کا مقرر کرے تو۔ تو البتہ تباہ ہو جاینگے عمل تیرے اور البتہ ہو جائیگا تو زیانکاروں سے۔ پس بزعم شیعہ معاذ اللہ رسول ع بلکہ تمام انبیاء ع کے دشمنونپر بہی اشتباہ شرک کا کیا جاوے اور پارہ حٰم سورہ محمد ص مین فرماتا ہے۔ واستغفر لذنبک یعنے استغفار کر یا محمد ص واسطے گناہون اپنے کے اب بتاؤ کہ رسول ع نے کون سے گناہ کئے تہے جنسے حقتعالی استغفار کا حکم دیتا ہے۔ افسوس اگر شیعہ اپنی پورانی پالیسی کو بدل دیتے تو رسول ع کے خاندان کا حال اونکو سود مند ہوتا ہ کی کہنم باور مسلمانی چنین از اعتقاد ÷ طعن بر ازواج کردن و دعوے دین رسول ÷

چھٹا باب باغ فدک وغیرہ جائداد نبی ع کی وراثت و عدم وراثت کے بیان مین

توریث جملہ انبیاء علیہم السلام مین عمومًا اور وراثت رسول آخر الزمان ع مین خصوصًا علماء اہلسنت اور اہل تشیع کے درمیان جو تنازعات واقع ہین اونکی حقیقت تو کسی ذی ہوش مسلمان پر پوشیدہ نہین اور زمانہ موجودہ کے شیعون نے جسقدر اس مسئلہ مین جوش پہیلایا ہے بارہا اکثر مسلمانون کے گوش زد ہوا ہوگا پہر علماء کرام نے جو جوابات اونکو عمدہ پیرایہ مین دیئے ہین وہ بہی وقتًا فوقتًا ملاحظہ سے گذرے ہونگے۔ لیکن اگر اعتساف اور عناد کو بالائے طاق رکھکر بنظر انصاف اور راستی دیکہا جاوے تو اصل مین بات کچھ بہی نہین کیونکہ کتب معتبرہ و مسلمہ فریقین کو

رسولخدا ام تین قسم کی جائداد رکھتے تھے

کما ینبغی مطالعہ کرنیسے اس جھگڑے کا فیصلہ بہت ہی جلدی ہو سکتا ہے۔ واضح رہے کہ آنحضرت کو اپنے حیات مین جائداد غیر منقولہ بوجوہ ذیل حاصل ہوئی (۱) اراضی واقعہ مدینہ منورہ بطور ہدیہ من جانب انصار رضی اللہ عنہم (۲) مال فئی جیسا زمین بنی النضیر اور اراضی فدک وغیرہ (۳) مال غنیمت جیسا اراضی خیبر وغیرہ اور تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۲ کے صفحہ ۲۵۰ پر ذیل آیت واعلموا انما غنمتم آہ بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مال فئی وہ ہوتا ہے جو صلح کے طور پر فوج کشی اور لڑائی کے بغیر ہی مخالفین سے امام کو حاصل ہو اور مال غنیمت وہ ہوتا ہے جو جنگ اور جدل مین بسبیل قہر و غلبہ کے حاصل ہو۔ اور عینی شرح صحیح البخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کے جلد ۷ مین صفحہ ۱۲۳ پر اور فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۱۲ کے صفحہ ۱۴۱ پر بالفاظ مختلفہ بیک مضمون عبارت طویل مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان املاکہ التی صارت بعدہ صدقۃ ویقال صدقتہ بالمدینۃ اموال بنی النضیر وکانت قریبۃ من المدینۃ و کانت سبع حوائط وہذہ من اللتی حصلت لہ صلعم حین اجلاہم واعطاہ الانصار من ارضہم ما لا یبلغہ الماء یعنی آنحضرت کے املاک جو اونکے بعد صدقہ ہوئے۔ اور کہا گیا کہ صدقہ اونکا مدینہ طیبہ مین اموال بنی النضیر کے تھے اور وہ زمین ہے مدینہ شریفہ کے قریب جسکی تعداد سات باغ تھی اور یہ زمین سید عالم ص کو بطریقہ فئی حاصل ہوئی جب اوسکے مالکون کو جلا وطن کیا اور عطا کیا انصار نے آنحضرت ص کو اپنی زمین سے بعض جو مدینہ طاہرہ کی آبی اراضیات مین سے نہ تھی یعنی نہری پانی اوسکو نہین پہنچتا تھا و کذا نصف ارض فدک وہی بفتح الفاء والدال المہملۃ بعدہا کاف بلد بینہا و بین المدینۃ ثلث مراحل وکان من شانہا ما ذکر اصحاب المغازی قاطبۃً ان اہل فدک کانوا من یہود فلما فتحت خیبر ارسل اہل فدک یطلبون من النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الامان علی ان یترکوا نصفہا یعنی اور اسیطرح فدک کی نصف زمین۔ اور فدک[لہ] بفتح فا و دال ایک موضع کا نام ہے جو مدینہ مبارکہ سے تین منزل پر واقع ہے اور اوسکا حال جیساکہ جملہ اصحاب مغازی نے لکھا ہے یہ ہے کہ باشندگان فدک یہود لوگ تھے جب رسولخدا ص نے خیبر کو مفتوح کیا تو اہل فدک نے اونکی خدمت اقدس مین قاصد بھیجکر گذارش کی کہ وے لوگ آپ سے امن طلب کرتے ہین اس شرط پر کہ فدک کی نصف اراضی چھوڑ دیوین اور آپ اوسپر قبضہ کر لیجئے پر ہمارے مقابلہ مین فوج کشی

لہ فدک بفتحتین نام قریہ ایست نزدیک خیبر و حجاز کہ رسول علیہ السلام درآنجا باغ حاصل شدہ از مال فئی و استفادہ سے کہا انی الصراح والقاموس والمنتہیٰ شرح المشکوٰۃ وغیرہ

تشریح زمین فدک

مال غنیمت مثل خیبر وغیرہ کی مصرف لقولہ واعلموا انما غنمتم الآیۃ

نہ کیجئے۔ اس صلح کو رسول عم نے منظور فرما کر نصف زمین فدک پر قبضہ کر لیا وکذا ثلث ارض
وادالقری اخذہ فی الصلح حین صالح الیہود وکذا حصنان من حصون خیبر الوطیح والسلالم اخذہما
صلحاً یعنی اور اسیطرح سوم حصہ وادالقری کی زمین کا ہے جو آنحضرت عم نے وہان کے یہود سے
صلح کرنے مین لی اور اسیطرح دو قلعے ملک خیبر کے قلاع مین سے جنکا نام وطیح اور سلالم ہے اُن
دونونکو بھی صلح مین ہی حاصل کیا والخیبر افتتح عنوۃ واخذ الارض کلہا علی سبیل القہر والغلبۃ
یعنے خیبر کے ملک کو رسولخدا نے زور سے فتح کیا اور تمام زمین اوسکی بسبیل قہر و غلبہ کے حاصل کی
اب دیکھو حق سبحانہ وتعالی جلشانہ غزوہ اور قہر سے حاصل شدہ مال غنیمت قرار دادہ کے مصرف
مین فرماتا ہے۔ جیسا پارہ دہم مین ہے واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ الآیۃ۔ یعنے اور جانو تم اے مومنین جو کچھ
غنیمت یعنے لوٹ لیا تمنے کفار کی ہر چیز سے پس تحقیق واسطے اللہ کے ہے خمس یعنے پانچوان حصہ
اوسکا اور واسطے رسول کا اور واسطے اقربا رسول عم کے جو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب ہین اور
واسطے یتیمون کے اور فقیرونکے اور مسافرون کے اگر ہو تم ایمان لائے ساتھ اللہ جلشانہ کے
پھر آنحضرت م کا یہی دستور تھا کہ غنیمت کا خمس یعنے پانچوان حصہ اس آیت شریفہ کے مطابق
نکالکر مستحقین مذکورین کو پہونچا دیتے تھے اور چار اخماس باقیماندہ کو مجاہدین غانمین مین جسطرح
کہ ہر ایک افراد کو اونمین سے آتا تھا بانٹ دیتے تھے زمانہ نبوت گیا بلکہ زمانہ موجودہ تک کے سب امراء
اسلام اس حکم کی برابر تعمیل کرتے رہے۔ البتہ بموجب کتب تواریخ کتنی ایک سلاطین نے اس معمول
کا خلاف بھی کیا ہے۔ مگر عدم فرصت شواغل سے اونکے نام ترک کر کے اصلی مطلب لکھتا ہون کیونکہ
جب ہمکا ایسے سلاطین کیطرف کچھہ خیال ہی نہین تو ہمین کلام طویل سے کیا غرض ہے۔ علماء شیعہ
نے بھی مال غنیمت کی تحقیق اور اوسکی تقسیم کو وجہ مذکورہ سے ہی لکھا ہے۔ منجملہ کتب شیعہ کی دیکھو
جامع عباسی پانزدہ بابی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۲۰ سے ۲۲ تک بعبارت طویل لکھا ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بدانکہ غنیمت مالیست کہ جہاد کنندگان بر سبیل قہر و غلبہ گرفتہ باشند و آن
۲ قسم است اول آنچہ قابل نقل و تحویل باشد چون اثاث البیت و آنچہ بدان مانند آنگاہ امام را
میباید کہ خمس آنرا بمستحقان رساند پس غنیمت را میانہ جہاد کنندگان مسلمانان کہ در جنگ حاضر

شدہ باشند قسمت نماید قسم دوم آنچہ قابل نقل و تحویل نباشد چون شہرہا و رہگذرہا و دہ کدہ ہا
وزمین و خانہ و آنچہ بدینہا مانند بقہر و غلبہ گرفتہ باشد و در وقت جنگ آبادان باشد بعد از اخراج
خمس از آنہا یا از حاصل آنہا آنچہ مانند تعلق بمسلمانان دارد و مخصوص بجہاد کنندگان نیست و
متولی آن امام یا نائب اوست کہ حاصل آنرا صرف مصالح مسلمانان نماید چون حفظ سرحدہا و بستن
پلہا و معونت جہاد کنندگان و ما یحتاج عاملان شہرہا و قاضیان ولایتہا و مؤذنان و آنچہ بدینہا
ماند فروختن و وقف نمودن و ہبہ کردن اینہا جائز نیست آہ۔ قسم سوم اسیرانے اند کہ در جنگ گاہ بدست
افتند۔ اس عبارت کا لقایا حاشیہ پر دیکھو۔ انتہی ملخصاً و مختصراً من عینہ۔ عزیزو اس تحریر کو ذرہ امعان
کی نظر سے ملاحظہ فرمانا کیونکہ آخر آپکے انصاف سے ہی اس قضیہ کا فیصلہ ہوگا مال غنیمت مثل خیبر وغیرہ
کی تشریح مع مستحقین تو انہی آیت مجید اور روایات فریقین مذکورہ بالا سے بخوبی جانچ لی ہو۔ اب اموال
فیٔ مثل باغ فدک وغیرہ کی کیفیت جیسا کہ پہلے مذکور ہوئی ہے مع اونکے مستحقین کے حسب ذیل گذارش
کیجاتی ہے۔ دیکھو حقتعالی جل جلالہ پارہ قد سمع اللہ کی سورۃ الحشر مین فرماتا ہے۔ وما افاء اللہ
علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل
شیٔ قدیر۔ یعنی جو کچھ کہ فیٔ کیا اللہ نے اپنے رسول پر مال کفار مین سے پس نہین دوڑائے تمنے اوسکے
حاصل کرنے پر گھوڑا اور نہ اونٹ اور لیکن اللہ مسلط کرتا ہے اپنے رسولون کو جسپر چاہتا ہے اور اللہ اوپر
ہر چیز کے قادر ہے۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالی اس مال کے مستحقین کو یاد فرماتا ہے۔ ما افاء اللہ علی رسولہ
من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء
منکم وما آتیکم الرسول فخذوہ وما نہیکم عنہ فانتہوا الآیۃ۔ یعنی جو کچھ کہ فیٔ کیا اللہ نے اوپر رسول اپنے
کے اموال و املاک بستیون والون مین سے پس وہ واسطے خدا کے ہے اور واسطے رسول کے
اور قرابت والون کے اور یتیمون کے اور مسکینون کے اور واسطے مسافرون کے تاکہ نہو جائے
برتاؤ و دولت مندونکا تم مین سے پھر اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مال فیٔ للفقراء المہاجرین الذین الی
قولہ ہم الصدقون۔ یعنی واسطے فقراء ہجرت کرنیوالون کے ہے۔ بقایا ترجمہ اس آیت کا اس رسالہ کے
صفحہ ۳ پر گذر گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ والذین تبوؤا الدار والایمان من قبلہم یحبون
من ہاجر الیہم الآیۃ۔ یعنی اور یہ مال واسطے اون لوگون کے ہے کہ جگہ پکڑی ہے اونہون نے سرائے

که وجمع آنند واطفال وزنان ایشان
بندہ گیرند بعض ایشان منت نہند
بر ایشان بے عوض وبعض ایشان بمال
گرفتہ رہا کنند یا بعض ایشان بدست
و آزادان را بغلامان ایشان عوض کنند
وحکم ایشان باختیار امام است

مال فیٔ مثل فدک وغیرہ کے مصرف
لقولہ ما افاء اللہ علی رسولہ الآیۃ

کشتن ایشان و بریدن دست و پای
ایشان و دار زدن و آویختن ایشان
تا بمیرند و اگر بعد از آنکہ بدست
مسلمانان افتند مسلمان شوند ایشان
بیست و امام مختار است میان منت
نہادن و آزاد کردن و فدیہ گرفتن
و آزاد کردن انتہی من عینہ

ہجرت مین یعنی مدینہ مین اور ایمان مین پہلے مہاجرین مین سے (مراد انصار ہین جنہون نے ہجرت
سے پہلے دو سال رسول ع کی خاطر مساجد تیار کین) یحبون من ہاجر الیہم دوست رکہتے ہین اونکو
جو ہجرت کرتے ہین طرف اونکی آہ پھر اس آیت کے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ والذین جاؤ من بعدھم
یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا الآیۃ
یعنے اور یہ مال واسطے اون لوگون کے ہے جو آئے پیچھے اونکے یعنے تابعین جو کہتے ہین اے رب ہمارے
بخش ہمکو اور ہمارے بہائیون کو وہ جو آگے لائے ہمسے ایمان اور نہ کر بیچ دلون ہمارے کے برائی واسطے
اون لوگون کے جو ایمان لائے آہ اب معلوم ہوگیا کہ مال فی مثل فدک وغیرہ کے مصرف کوئی رسول ع کے
اقربا ہی نہین ہین بلکہ جملہ یتیمان جو صاحب نصاب نہون اور فقیران و مسکینان و بے زادگان
اصحاب کبار یعنی مہاجرین و انصار رض اور اونکے تابعدار تا قیام الساعت علیہم الرحمۃ جسطرح کہ حق سبحانہ
وتعالی نے ارشاد کیا ہے اوسکے حقدار ہین آور معلومات مین سے ہے کہ غنیمت اور فی کا مال منقولہ
مثل نقود و متاع وغیرہ وغیرہ تو حاصل ہوتے ہی اوسکے مستحقین کو دیدیا جاتا ہے۔ یعنی جو اوسوقت
موجود ہون۔ اور غیر منقولہ مثل اراضی وغیرہ مین سال بسال اوسکی پیدائش مین سے حکم بالا کی تعمیل
کیجا سکتی ہی۔ سو آنحضرت ع اور اونکے خلفاء علیہم الرضوان پھر اونکے بعد دیگر آئمہ رح وجہ مذکورہ
سے ایک ذرہ بہی برخلاف نہین ہوئے کما سیاتی انشاء اللہ تعالی۔ اور حضرات شیعہ روایات صحیحہ
تو بجائے خود رہین بلکہ آیات شریفہ ربانی کو بھی پس پردہ رکھکر محض دنیا فانی کی لالچ مین مبتلا کیسے
ہوئے کہ جو کچھہ منھہ مین آیا اوسکے بکنے کا صرفہ نہ کیا بغض اصحاب مین کیا کیا افترا کئے۔ دیکھو معترض نے
منبع الانصاف کے صفحہ ۱۰سے ۱۴ تک بعبارۃ طویل تحریر کیا جسکا خلاصہ نقل کرکے پھر اوسکا جواب
لکھتا ہون **قولہ**۔ اصحاب رسول ع نے آیت تطہیر اور حدیث ثقلین سے بالکلیہ کنارہ کیا تا آنکہ
باغ فدک مقبوضہ و مملوکہ سیدہ فاطمہ ع کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ پس قبضہ سیدہ کو اوٹھا کر اپنا قبضہ
بلک سیدہ طاہرہ پر کرنا اس سے زیادہ کیا تصریح ترک ثقلین کی ہوگی کہ نہ آیت تطہیر کا خیال رہا اور نہ
صاحبان تطہیر کے قبضہ اوٹھانیکا لحاظ باقی رہا۔ پس اتباع ثلثہ معہ ثلثہ بدیہتہً ہرگز متمسک
ثقلین نہوئے اور بسبب مخالفت ثقلین کے عین تکذیب رسول ہے آہ ملخصاً مختصراً۔ **جواب**
آیت تطہیر جسکو ہم پانچوین باب مین لکھ چکے ہین اوسکے دیکھنے سی بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ اصحاب

رسول ہ نے آیت تطہیر سے ہرگز کنارہ نہیں کیا بلکہ من کل الوجوہ موافقت کی ہی - اب ہمکو اوسکے
دوبارہ لکہنے کی کچہہ حاجت نہیں - اور حدیث ثقلین جسکو ہم اس کتاب کے صفحہ ۷ و ۸ پر لائے ہین
اوسمین تصریح موجود ہے کہ قرآن اعظم الثقلین ہے اور دونون ثقل باہم موافق ہین نہ مخالف -
پھر دونونکا جدا ہونا بہی غیر ممکن ہے کما مر پس اعظم الثقلین کا تمسک عین اصغر الثقلین کا تمسک
ثابت ہوا - پہر اوپر کی تحریرات مندرجہ باب ہذا مین قرآن سے مذکور ہوا کہ فدک وغیرہ جائداد ملکیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین تہی جو جناب سیدہ کی مملوکہ بنجاتی بلکہ وہ جائداد بطور فی حاصل
ہوئی تہی اہل سنت اور شیعہ کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے - پہر قرآن سے ہی ہم ثابت کرچکے ہین کہ فدک
وغیرہ جائداد جو بطریق فی حاصل ہوئی وہ بیت المال تہا جسکے مصرف بہی قرآن سے لکہے گئے تو اب
اوسکو معترض کی مثل حضرت فاطمہ کا مملوکہ و مقبوضہ کہنا عین تکذیب ثقلین ہے - استغفر اللہ
اور جناب رسول ہ و اصحاب رسول ہ کیطرح اوسکو مستحقین مذکورین پر صرف کرنا عین تصدیق ثقلین
ہے - واللہ ہو الہادی **قولہ** - صحیح بخاری وغیرہ جمیع صحاح الستہ مین باسناد مروی ہے کہ فرمایا

استدلال شیعہ بحدیث الفاطمۃ بضعۃ منی اور اسکا جواب

رسولخدا ہ نے الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی - یعنی فاطمہ پارہ گوشت مجہسے ہے - پس
تحقیق جسنے غضبناک کیا فاطمہ کو اوسنے غضبناک کیا مجہکو اور نیز کتب صحاح الستہ مین ہے - الفاطمۃ
بضعۃ منی یریبنی من اریبہا ویوذینی من اذاہا - جسکا حاصل یہ ہے کہ تہمت فاطمہ رض پر تہمت
مجہپر ہے اور ایذا اوسکا ایذا مجکو ہے پس وہ دختر پیغمبر ہ بابرقعہ و چادر مجمع اصحاب مین پیادہ پا
تشریف لائین اور اظہار دعوی فدک کیا اور فرمایا کہ میرے بابا نے مجکو یہ باغ فدک ہبہ کیا تہا
اور ہبہ نامہ بہی پیش کیا - اور جناب معصومہ اپنے دعوے پر جناب علی مرتضی رض کو بہی معہ ام
ایمن رض کے گواہ لائین پس اصحاب رسول یعنی ابوبکر نے بنت رسول ہ کے ساتہ یہہ دغا و مروت
دین ظاہر کی کہ دختر پیغمبر کو جہوٹا قرار دیکر بالکلیہ محروم پہیرا - خود فاطمہ معصومہ کی تشریف لانیکا
بہی خیال نہ کیا اور نہ دعوے ہبہ کو زبان صدیقہ طاہرہ سے لائق سماعت جانا اور نہ میراث فاطمہ رض
کو تسلیم کیا اور نہ گواہی علی کو معتبر مانا جبتو سیدۃ النساء اپنی حیات مین ثلثہ کے ساتہہ ہمکلام
نہ ہوئین صحیح بخاری وغیرہ مین یہ تصریح موجود ہے - غضبت فاطمۃ علی ابی بکر ولم تتکلمہ حتی ماتت
یعنے غضبناک ہوئین جناب فاطمہ ابوبکر پر اور ہمکلام نہ ہوئین بسبب رنج کے یہان تک کہ

شیعہ کا یہ کہنا کہ فاطمہ نے ابوبکر رض سے فدک بطور ہبہ اور وراثت کے طلب کیا

انتقال فرمایا۔ پس ایذا فاطمہ عین ایذا رسول ہے اور ایذا رسول عین ایذا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور حق تعالیٰ نے ایسے موذیون کی نسبت تصریح فرمایا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ ط یعنے تحقیق وہ لوگ کہ موذی ہین خدا اور رسولخدا کے لعنت کرتا ہے۔ اون پر خدا تعالیٰ دنیا اور آخرت مین انتہی من عینہ ملخصاً۔ **جواب** شیعہ کی عادت ہی کہ ضعفاء اہلسنت کو جہان تنہا دیکھین تو ایسے تخیل باطلہ دل مین ڈالدیتے ہین جنسے خواہ وسوسہ اور تردد پیدا ہو جائے۔ معترض کو مناسب تھا کہ پہلے حدیث (الفاطمۃ بضعۃ منی یؤذینی من اذاھا) کا مورد دیکھ لیتا اور معلوم کرتا کہ اسکے وارد ہونیکا کیا باعث ہے۔ کیونکہ اسکے مورد سے تو یہ ثابت ہے کہ جناب فاطمہ رض کو پہلے پہل جناب علی مرتضیٰ نے ہی ایذا دیا ہے۔ دیکھو وہی صحاح الستہ مستدلہ معترض سے مصرح ہے کہ حضرت علی نے بنت ابی جہل سے نکاح کا قصد کیا۔ پس حضرت فاطمہ رض رنجیدہ ہوگئین اور غصہ مین آئین تب اسبات کی نوبت حضور ع تک پہونچی آنحضرت علیہ السلام منبر پر تشریف لائے اور حمد وثناء الٰہی کے بعد جوش سے فرمایا کہ اے لوگو علی ابن ابی طالب میری بیٹی سیدۃ النساء پر دختر ابوجہل کو نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اسکا اذن مین تو ہرگز نہ دونگا تین بار تاکیداً فرمایا کہ کبھی نہ اذن دونگا او نیست کہ ان یطلق ابن ابی طالب ابنتی وینکح ابنتھم فانھا بضعۃ منی یریبنی من ارابھا ویؤذینی من اذاھا رواہ الترمذی فی الجلد الثانی وقال ھذا حدیث حسن صحیح۔ یعنے یہ کہ علی ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیدیوے اور دختر ابوجہل کو نکاح کر لیوے کیونکہ فاطمہ پارہ گوشت میرے سے ہے تہمت دی مجکو جسنے تہمت دی اوسکو اور ایذا دیا مجھے جس نے ایذا دی اوسکو۔ اس حدیث کو ترمذی نے جلد دوم مین باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ اب بزعم شیعہ استغفر اللہ حضرت علی بھی جناب فاطمہ کو ایذا دینے کی جہت سے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الآیۃ مین شامل ہونگے معاذ اللہ۔ اور معترض کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب علی اور حضرت سیدہ مسائل شرعیہ سے حسب وجوہ ذیل بہت ہی ناواقف تھے (۱) جناب سیدۃ النساء نے باغ فدک کے ہبہ کا دعوی کرکے ہبہ نامہ بھی پیش کیا اور وراثت بھی طلب کی سبحان اللہ۔ این عجیب شگوفہ شگفتہ است۔ اتنا تو قیاس کیا ہوتا کہ ہبہ اور چیز ہے۔ اور وراثت کچھ اور۔ معاذ اللہ شیعہ کی یہ بیہودہ گوئی اس امر کو ثابت کر رہی ہے کہ حضرت علی اور معصومہ وراثت اور ہبہ مین کچھ بھی تمیز

نہ رسول ع نے فاطمہ رض کو فدک دیا اور نہ فاطمہ نے ہبہ کا دعوی کیا۔

نہین کرسکتے تہے (۲) جناب علی ع اور بیوی ام ایمن کا سیدہ فاطمہ کے دعوے ہبہ مین شہادۃ دینا محض شیعہ کے منقریات مین سے ہے کیونکہ حق سبحانہ وتعالی تو پارہ تلک الرسل مین شہادۃ کی نصاب کا حکم اسطرحپر کرتا ہے - واستشہدوا شہیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان الآیتہ - یعنی اور شاہد کرلو تم اوپر معاملے اپنے کے دو گواہ مردون اپنے سے یعنی مسلمان بالغ آزاد پس اگر نہون دو مرد گواہ اتفاق زمانہ سے تو پس ایک مرد اور دو عورتین ہون گواہون مین سے - اور معلومات مین سے ہے کہ جملہ افراد امت محمدیہ ادنی سے اعلی تک حکم ربانی کے محکوم ہین - پھر بتاؤ کہ حضرت فاطمہ رض نے دعوے ہبہ کے اثبات مین شہادت کاملہ کیون نہ پیش کی اور حضرت علی رض عالم ماکان ومایکون نے بہی یہ نہ سوچا کہ معاملات مین قرآن نصاب شہادۃ حکم دیتا ہے ہم فرقان حمید کے برخلاف گواہی پر تکلیف نہ اوٹھائین (۳) اراضی فدک مال فی جسکو قرآن شریف بیت المال کہہ رہا ہے اوسمین سب مستحقین کے حقوق توڑکر حضور ع کسطرح اپنی دختر نیک اختر کو بروئے ہبہ دے سکتی تہی اور اونکے نہ دینے مین جناب فاطمہ رض کو دعوی ہبہ کا کیا استحقاق حاصل تھا - الغرض نہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی کیا تہا اور نہ حضرت صادق المرتضی نے محض دروغ بے فروغ شہادۃ دی تہی دیکھو شیعہ کی کتنی چالاکی ہے کہ اپنی موضوع روایت کی نسبت باہلبیت کردی اور بعض اصحاب مین اہلبیت کو بھی بدنام کیا استغفر اللہ اگر شیعہ کہین کہ جناب سیدہ کی ہبہ کا دعوے کرنا اہل سنت کی بہی بعض کتابون مین لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ اہلسنت کی کسی اصح الکتاب مین ہبہ کا نام کیا بلکہ نشان تک بہی نہین دیکھا گیا - معہذا مشکوۃ مطبوعہ مطبع انصاری دہلوی مین باب الفی کے صفحہ ۳۴۸ پر مروی ہے - عن المغیرۃ قال ان عمر ابن عبد العزیز قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کانت لہ فدک فکان ینفق منہا وان فاطمۃ رضی اللہ عنہا سئلتہ ان یجعلہا لہا فابی فکانت کذالک فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی ابوبکر عمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم فی حیاتہ حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی عمر عمل فیہا بمثل ما عملا حتی مضی لسبیلہ الخ مختصراً من عینہ - یعنی مغیرہ عمر ابن عبد العزیز کی زبانی روایت کرتا ہے کہ رسولخدا ص کے تحت مین باغ فدک تہا جسکو آنحضرت ص محتاجون پر صرف کرتے تہے - اور فاطمہ رض نے آنحضرت ص سے طلب کیا کہ مجھکو فدک دیدیوین پر آنحضرت ص نے انکار کیا اور نہ دیا پس آنحضرت ص

اپنی زندگی مین اسیطرح اوسکو خرچ کرتے رہے - جب ابو بکر رض والی ہوئے تو وہ بھی سید الکونین
کی ہی طرح اوسکو محتاجون پر صرف فرماتے رہے پہر جناب عمر رض نے بھی اپنے عہد مین اون دونونکی
طرح ہی عمل کیا - اب اس حدیث سے ہبہ کے مدعین کا اساس گر گیا - پس اگر کسی مجتہد اہلسنت
کی کلام سیدہ کے دعوے ہبہ مین دیکھی بھی جائے تو اوسکا قول ہم سہو پر محمول کرینگے - کیونکہ سہو
اور نسیان کی قید سے بری ہونا انسان مرکب الخطا کا منصب نہین - مشکوۃ مطبوعہ مطبع مذکور جو ۱۳۰۲ھ
مین چھپی ہے اوسکے باب العمل فی القضاء مین صفحہ ۳۱۶ پر بقلم باریک بین السطور لکھا ہے - کہ
المجتہد یخطی ویصیب والکل ماجور یعنی مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی اپنے اجتہاد مین پہونچتا ہے
حال آنکہ ہر طرح ثواب یاب ہوتا ہے - پس مدعین ہبہ فدک کا قول جو روایات صحیحہ سے بالکل
مخالف ہے اون قائلین کے خطا پر حمل کیا جائیگا - دیکھو عینی شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ
العامرہ کے جلد ۷ مین صفحہ ۱۲۲ پر بتصریح لکھا ہے - فان قلت رووا ان فاطمۃ علیہا السلام
طلبت فدک وذکرت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقطعہا ایاہا (یعنی وہبہا) وشہد
علی رضی اللہ عنہ علی ذالک فلم یقبل ابابکر شہادتہ لانہ زوجہا قلت ہذا لا اصل لہ ولا یثبت
بہ روایۃ انہا ادعت ذالک وانما امر منقول لا یثبت انتہی من عینہ - یعنی اگر کہے تو اے سائل کہ
کئی ایک لوگون نے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ ع نے حضرت ابوبکر رض سے فدک طلب کرنے مین
دعوی کیا کہ رسولخدا ص نے یہ باغ فدک مجھے بخشدیا تھا اور اسپر مولا علی رض نے بھی شہادۃ دی جسکو
ابوبکر نے مدعیہ کا زوج جانکر اونکی اس شہادۃ کو قبول نہ کیا - مین اسکے جواب مین کہتا ہون کہ یہ
ایسا قول ہے کہ جسکا بالکل اصل ہی نہین اور نہ ہی ثابت ہوا ہے کہ جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوی
کیا ہو آہ - یہان بدلائل مذکورہ معترض کو فدک کی ہبہ کا جواب تو عمدہ تحریرات مین ملگیا - مگر اب
اونکو تعصب کی پٹی آنکھون سے اوتار کر بغور وانصاف راہ راست پر چلنا چاہیے - اب وہ حدیث
مستدلہ معترض زیر قلم لائی جاتی ہے - جسمین حضرت فاطمہ رض وعباس نے فدک وغیرہ کو حضرت
ابوبکر سے بطور وراثت کے طلب کیا تھا اور وہ یہ ہے - صحیح بخاری مطبوعہ مطبع میمنہ مصری کے
نصف آخر کتاب الفرائض مین صفحہ ۱۰۰ پر مروی ہے - عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان فاطمۃ
والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہما حینئذ یطلبان

المجتہد یخطی ویصیب والکل ماجور

فاطمہ وعباس رض کا ابوبکر رض سے فدک وغیرہ بطور وراثت مانگنا۔

ارضہا من فدک وسہمہا من خیبر فقال لہا ابو بکر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یقول لا نورث ماترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد من ہذا المال قال ابو بکر واللہ لا ادع امرا رأیت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصنعہ فیہ الا صنعتہ قال فہجرتہ فاطمۃ فلم تکلمہ حتی ماتت انتہی من عینیہ

یعنی حضرت فاطمہ رض اور عباس رض دونون خلیفہ اول حضرت ابو بکر رض کے حضور مین آئے۔

جو اپنی میراث پس ماندہ سید الکونین سے چاہتے تہے اور دونون اسوقت زمین فدک سے اور حصہ

اپنا خیبر سے طلب کرتے تہے۔ پس اُن دونون کو حضرت ابا بکر رض نے فرمایا کہ مینے رسول ص سے

سنا ہے کہ فرماتے تہے ہم کسیکو وارث نہین کرتے جو کچہہ ہم چہوڑ جاوین وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جز این

نیست کہ آل محمد اس مال کا بعض بطور نفقہ کہائیگی۔ ابو بکر رض نے کہا کہ مجہے اللہ تعالی کی قسم ہے

کہ نہین چہوڑونگا مین اوس امر کو جو دیکہا ہے مین نے رسولخدا کو کہ کرتے تہے اوسمین مگر مین بہی اوسیطرح

کرونگا۔ یعنے جیسا رسول ص سال تمام کا خرچ نکالکر اقربار کو دیتے تہے اور باقیماندہ غربار و مساکین

پر صرف فرماتے تہے اور بیت المال مین اندراج کرتے تہے۔ مین بہی اونہین کی پیروی کرونگا۔ کہا

راوی نے پس اوٹھ گئی فاطمہ رض ابو بکر رض کے حضور سے اور نہ کلام کیا ابو بکر سے وراثت مین تا آنکہ

انتقال فرمایا۔ اور صحیح بخاری کی کتاب المغازی مین بحدیث طویل لکہا ہے جسکا خلاصہ معہ اسناد

حسب ذیل ہے۔ حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروۃ عن عائشۃ

رضی اللہ عنہا ان فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارسلت الی ابی بکر رضی اللہ عنہ تسئلہ

میراثہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر

فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ماترکنا صدقۃ وانی واللہ لا اغیر شیئا

من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن حالہا التی کان علیہا فی عہد رسول اللہ ص فوجدت

فاطمۃ رض علی ابی بکر فی ذالک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد النبی علیہ السلام الی ستۃ

اشہر الخ ملخصاً من عینیہ۔ یعنی جناب فاطمہ رض نے حضرت ابو بکر رض کی عالیخدمت مین آدمی بہیجکر

اپنی میراث طلب کی جو آنحضرت ص سے باقی رہی تہی منجملہ اوس جائداد کے جو اللہ تعالے نے اپنے

نبی پر فئ کی تہی مدینہ مین اور موضع فدک مین اور جو کچہہ خیبر کے خمس سے باقی رہا پس ابو بکر رض نے کہا کہ

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیار کسیکو وارث نہین کرتے جو کچہہ چہوڑ جاتے ہین

ك حضرت فاطمہ اور عباس رض [illegible]

صدقہ ہوتا ہے۔ اور مجہکو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ آنحضرت ع کے صدقہ مین سے کچھہ نہ متغیر کرونگا
اوسکو اوسکے حال پر چھوڑونگا۔ جیسا حضرت رسول ع کے زمانہ مین تہا۔ پس غمناک ہوئین حضرت
سیدہ ابی بکر رض پر اسکے طلب کرنے مین پھر ابوبکر سے منقبض ہوگئین اور نہ کلام کیا اون سے وراثت مین
تا آنکہ انتقال فرمایا اور بعد رسول ع کے چھہ مہینہ تک زندہ رہین۔ اب پوشیدہ نہ رہے کہ وجدت
کے لغوی معنے غمگین و ندامت کے آئے ہین۔ رُوات اصل نے اسی طرح استعمال کیا ہے اور بعض آئمہ
نے لکھا کہ وجد علیہ غضب کے معنے بہی ادا کرتا ہے۔ جیسا قاموس المحیط مین ہے۔ لہذا اس بنا پر بعض
رُوات فرع مثل عبد العزیز بن عبد اللہ وغیرہ نے وجد کو غضب قرار دیکر وجدت فاطمہ کی جگہہ
غضبت فاطمہ نقل کیا ہے۔ جیسا صحیح بخاری کے جلد اکی جزو ۱۲ مین پایا گیا۔ لیکن ہم کہتے ہین
کہ یہ غضب اور وجد یعنے غم مقتضی بشریت پر مبنی تھا۔ جیسا بارگاہ خداوندی کے اکثر مقبولین
کا دستور ہوتا ہے کہ ترک عزیمت مین بہی اونکو ملال اور غم پیدا ہوجاتا ہے۔ الا ایسا حال من اغضبہا
فقد اغضبنی کی وعید مین داخل نہین ہوسکتا کیونکہ اغضبہا کی یہ معنے ہین کہ حضرت سیدہ رض کو کوئی
شخص محض ہوا نفسانی کی غرض سے اگر ناراض کرے تو وعید کے محل مین داخل ہوگا نہ یہ کہ رسول
کی پیروی کرنے اور احکام شرع جاری کرنے مین جناب فاطمہ رض غضبناک ہوجائین تو یہ بہی
وعید مین داخل ہوجائے۔ معاذ اللہ اگر ایسا ہو تو لازم آئیگا کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت علی رض
بہی وعید مین داخل ہوجائین۔ کیونکہ جناب علی اور جناب فاطمہ ع کے درمیان مین بہی کئی بار
غیظ و غضب کے معاملے درپیش آئے تہے منجملہ اونکے ایک وہ ہو حضرت علی رض نے ابوجہل بن ہشام
کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا جسکے سبب سے حدیث مشہورہ اغضاب وارد ہوئی جسکو بالفاظہم بعینہ
عنقریب ہم لکھ چکے ہین۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ جو فریقین کی مسلمہ کتاب روضۃ الشہدا مطبوعہ
مطبع حیدری بمبئی کے باب پنجم مین صفحہ ۰ ۴ ا پر مروی ہی کہ روزے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بخانہ فاطمہ آمد علی رض را آنجا ندید از فاطمہ رض پرسید کہ پسر عم تو کجا است گفت یا رسول اللہ میان
من و وی چیزے واقع شد خشم کردہ بیرون رفت و نزد من قیلولہ نفرمود رسول ص کسی را فرمود کہ
ببین کہ وے در کجا است آنکس آمد و گفت یا رسول اللہ وے در مسجد در خواب است رسول ع
آنجا رفت وے را دید خفتہ ردائے او از دوش افتادہ و دوش مبارکش خاک آلودہ شدہ رسول ص

بخاری کی حدیث غضبت کی توجیہ

حضرت علی رض اور فاطمہ رض کی درمیان بھی کئی بار غیظ و غضب کے معاملے درپیش آئے۔

آن خاک را بدست مبارک خود از دوش او دور میکرد و میگفت قم یا اباتراب و قم یا اباتراب
انتھی من عینہ۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ جو کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کی
صفحہ ۵۰۶ پر لکھا ہے کہ ایک کنیز کہ حضرت جعفر طیار نے بھیجی تہی اور جناب سیدہ نے جناب امیرؑ
کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکھکر کسقدر غیظ و غضب فرمایا کہ جناب امیر کی قسمون کو کہ کوئی امر واقع
نہین ہوا سچا نجانا۔ اور حضرتؐ کے پاس جاکر شکایت فرمائی۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ کہ جب
خلفاء ثلثہ نے جور کرنا اہلبیت پر بزعم شیعہ شروع کیا اور جناب امیرؑ نے بحکم خدا تعالی و بوصیت
رسول اللہؐ صبر و سکوت فرمایا تو جناب سیدہ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات مستہجنہ بحق
جناب امیرؑ مثل جنین پردہ نشین و خائنین درخانہ گریختہ فرمائے حالانکہ حکم جناب رسالتمآب
ہوچکا تہا یا فاطمۃ لاتعصی علیًا فان غَضَبَ غضبتُ لغضبہ اور یہ واقعہ جناب سیدہ کی وفات کی
قریب ہوا تھا۔ پس اگر حکم من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہ واقعات بہی داخل عموم حکم ہوکر
وعید مین شمار ہونگے اور اگر کلیہ نہین تو طعن ہی سراسر لوچ ہے پس اس صورت مین جب ابوبکر
صدیق رضؓ نے ایک کام موافق حکم شروع کیا اور جناب سیدہ اوسپر ناخوش ہوئین تو صدیق اکبر
پر کوئی طعن اور وعید عائد نہین ہوسکتا۔ انتہی من عینہ۔ اور ہجران و عدم کلام حضرت فاطمہؑ
کا امیر المومنین جناب ابی بکر رضؓ سے بنا بر روایات سیاق و سباق طلب وراثت مین تھا یعنی
جناب سیدہ نے جب جناب ابوبکر رضؓ سے رسول پاک کی حدیث لانورث ماترکنا آہ سنی تو اوسکے
بعد ابی بکر رضؓ سے وراثت مذکورہ کے طلب کرنے مین کلام نہ کیا۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری
مطبوعہ مطبع انصاری دہلوی کے جلد ۱۲ مین صفحہ ۴۰ پر لکھا ہے۔ کہ ولم تکلمہ یعنی فی ذالک
المال وکذا نقل الترمذی عن بعض مشائخہ ان معنی قول فاطمۃ رضؓ لابی بکر و عمر رضؓ لا اکلمکما ای
فی ہذا المیراث انتھی من عینہ۔ یعنی جب سیدہ نے حدیث مذکور کو سنا تو نہ کلام کیا ابوبکر سے اس مال
مین اور ترمذی نے بہی بعض رسالون مین اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ فاطمہ معصومہ کا یہہ
قول جو انہون نے شیخین کو کہا کہ مین آپکے ہمکلام نہونگی۔ اسکا معنی یہ ہے کہ اس میراث کے طلب
کرنے مین دوبارہ کلام نہ کرونگی۔ اور عینی شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کی
جلد ۷ مین صفحہ ۲۳۴ بعینہ مروی ہے کہ انما کان ہجرہا انقباضًا عن لقائہ رضی اللہ تعالی عنہ و

لیس ہذا من الہجران المحرم وانما المحرم من ذالک ان یلتقیا فلم یسلم احدہما علی صاحبہ ولم یرد احد علی انہما التقیا وامتنعا من التسلیم ولو فعلا ذالک لم یکونا متہاجرین الا ان تکون النفوس مظہرۃ للعداوۃ والہجران وانما لازمت بیتہا فعبر الراوی عن ذالک بالہجران انتہی من عینہ ملخصا

یعنے سوائے اسکے نہین کہ فاطمہ رضی کی ہجرت۔ ابوبکر رضی کے حضور سے منقبض ہونیکی جہت پر بنی تھی اور یہ ہجران محرمات سے نہین تہا بلکہ ہجران محرم وہ ہوتا ہے کہ دونو باہم ملاقات کرنے مین ایک دوسرے کو سلام نہ کہین اور کسی راوی نے روایت نہین کیا کہ صدیق اکبر اور صدیقہ طاہرہ آپس مین ملے ہون اور ایکدوسرے پر سلام کرنے سے بند رہی ہون۔ اگر یون کرتے تو متہاجرین نہ رہتی بلکہ نفوس مظہرہ عداوت کی واسطے ہوتی۔ فافہم واللہ ہو الہادی اور معلومات مین سے ہے کہ رسول پاک کی وفات کی بعد جب ابوبکر خلیفہ بنے تو سیدہ نے ایک عرصہ گذرنے پر اون سے فدک وغیرہ کا ورثہ چاہا۔ حسب الحکم شارع جواب ملا تو حزن مین ایک عرصہ بسر فرمایا۔ پھر مرض الموت مین عرصہ تک مبتلا ہوئی۔ چھہ مہینہ جو چندان بڑی مدت نہین وہ تو اسیطرح اختتام کو پہونچے۔ پس جناب سیدہ اس قلیل مدت مین جو وجہ مذکورہ سے بسر ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر کیخدمت مین قدم رنجہ نفرما سکین تو کیا حرج ہے۔ حضرت ابوبکر رضی نے اپنی صفائی اور صدق سے جب جانا کہ فاطمہ صاحبہ سخت بیماری مین ہین اور زندگانی دنیا کا کچھ بھروسہ نہین تو اونکو راضی کرنیکے واسطے خود معصومہ کی دولتخانہ مین تشریف لائے اور اونکو راضی کیا۔ دیکھو فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع انصاری دہلوی کے جلد ۱۲ مین صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ بیہقی نے بروایت شعبی نقل کیا کہ ان ابابکر عاد فاطمۃ فقال لہا علی ہذا ابوبکر یستاذن علیک فقالت اتحب ان اذن لہ قال نعم فاذنت لہ فدخل علیہا فترضاہا حتی رضیت انتہی واسنادہ صحیح یعنی ابوبکر رضی نے فاطمہ رضی کو بیماری مین پوچھا۔ پس حضرت فاطمہ رضی کو حضرت علی رضی نے ارشاد کیا کہ ابوبکر صاحب باہر کھڑے ہین جو آپکی پاس تشریف لانیکا اذن چاہتے ہین جناب سیدہ نے جناب علی رضی سے دریافت فرمایا کہ ہے کیا آپکی خواہش اور آپکی اجازت ہے کہ مین ابوبکر کو اندر آنیکا اذن دیدون حضرت علی رضی نے فرمایا ہان۔ تسپر حضرت سیدہ نے ابوبکر کو اذن دیا۔ جسپر حضرت ابوبکر آئے۔ اور جناب دختر رسول پاک کو راضی کیا یہانتک کہ راضی ہوگئین۔ اس روایت سے واضح ہوگیا کہ حضرت زہرا نے حضرت ابوبکر صدیق سے قبل از انتقال راضی ہوگئی تہین۔ اور معترض جو کتب اہل سنت کے حوالہ سے حضرت

فریقین کی کتب سے
حضرت فاطمہ رض کی
رضا کا ثبوت

ابوبکر رضی اللہ پر اس قضیہ مین طعن و اعتراض کرتا ہے ۔ سو کتب اہل سنت مین تو اہلبیت پاک حقیقی و خلفاء الرسول کے درمیان بجز اتفاق کے کچھ نہین ثابت ہوتا مگر شیعہ کب مانین گے ہمارے علماء کرام سلمہم اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کا جواب خود شیعہ کی ہی مسلمہ کتب سے دیکر شیعہ کا کحل البصر بنایا ہے چنانچہ قدوۃ المحققین رئیس المحدثین مولانا مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب ہدایۃ الشیعہ مطبوعہ مطبع ہاشمی کے صفحہ ۲۱ پر شیعہ کی اصح الکتاب مجاج السالکین سے نقل کیا ہے ۔ ان ابابکر لمارای فاطمۃ انقبضت عنہ وہجرت ولم تتکلم بعد ذالک فی امر فدک کبر ذالک عندہ فاراد استرضاءھا فقال لہا صدقت یا ابنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما ادعیت ولکنی رایت رسول اللہ صلعم یقسمہا فیعطی الفقراء و المساکین وابن السبیل بعد ان یوتی منہا قوتکم والصانعین بہا فقالت افعل کما کان ابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفعل فیہا فقال ذالک اللہ علی ان افعل فیہا ماکان یفعل ابوک فقالت واللہ لتفعلن فقال واللہ لافعلن ذالک فقالت اللہم اشہد فرضیت بذالک واخذت العہد علیہ فکان ابوبکر یعطیہم قوتہم ویقسم الباقی فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل ۔ یعنے ابوبکر نے جب دیکھا کہ فاطمہ رض منقبض ہو گئین اون سے اور ترک کر دیا اور نہ کلام کیا اس واقعہ کے بعد امر فدک مین تو بھاری گذری ابوبکر رض پر یہ بات پس ارادہ کیا راضی کرنے فاطمہ رض کا پس آئے ابوبکر رض فاطمہ رض کے پاس اور کہا سچ آپنے فرمایا اے دختر رسول پاک اپنے دعوے مین مگر مینے آنحضرت ع کو دیکھا ہے کہ اوسکو تقسیم فرماتے تھے یعنے تمہاری قوت کے بعد فقراء و مساکین اور مسافرون کو دیتے تھے اور قوت کارگذارونکی نکالتے تھے پس حضرت سیدہ نے فرمایا کہ آپ بھی ایسا ہی کیا کرین جیسا میرے باپ ع کرتے تھے حضرت ابوبکر رض نے کہا کہ آپکے لئے اللہ شاہد ہے کیا مین اوسمین وہی عمل کرون جو آپکے باپ رسولخدا کرتے تھے حضرت فاطمہ رض نے فرمایا کہ آپ و اللہ یونہی کیا کرین پھر ابوبکر رض نے کہا واللہ یونہی کرونگا ۔ پھر حضرت فاطمہ رض نے کہا الٰہی تو گواہ رہ اس بات کا پس راضی ہو گئین اسپر فاطمہ ع اور اس بات کا عہد ابوبکر سے لیلیا ۔ اسکے بعد حضرت ابوبکر اونکا قوت دیکر باقیماندہ کو فقراء و مساکین وابن السبیل پر صرف فرماتے تھے انتہی من بعینہ ۔ اب اس شیعہ کی روایت سے ثابت ہو گیا کہ جناب سیدہ نے جو اپنے اجتہاد سے فدک وغیرہ جائداد فی اور غنیمت کو جو مال موروثی تصور فرما کر حضرت ابوبکر رض سے اوسکو مانگا ۔ تو شرعاً عدم دلاشت

معلوم کرنے پر اس اجتہاد کو خطا جانکر بہ تعمیل حکم شارع اس سے رجوع کر گئیں آب معترض اپنے
علماء کی اس روایت پر جو اوسکے مدعا کی صریح مخالف ہی۔ اگر عمل نہ کرے تو ایک اور روایت اوسکی خدمت
مین پیش کیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے۔ جناب امام المفسرین عمدۃ المحدثین مولانا مولوی خلیل احمد
صاحب نے کتاب ہدایات الرشید مطبوعہ مطبع قدوسی دہلوی کے صفحہ ٥٨٠ پر شیعہ کی معتبر کتاب
شرح کبیر نہج البلاغت مسمیٰ بہ مصباح السالکین مطبوعہ ایران مصنفہ فاضل متبحر کمال الدین
بن علی بن میثم بحرانی اثنا عشری سے من عینہ نقل کیا۔ وروی انہ لما سمع کلامہا حمد اللہ
واثنی علیہ وصلی علی رسولہ ثم قال یا خیرۃ النساء وابنۃ خیر الاباء واللہ ما عدوت رای
رسول اللہ ص ولا عملت الا بامرہ وان الرائد لا یکذب اہلہ قد قلت فابلغت واغلظت فاہجرت
فغفر اللہ لنا ولک اما بعد فقد دفعت آلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ودابتہ وحذاہ الی
علیؑ واما ما سوی ذالک فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول انا معاشر الانبیاء
لا نورث ذہبا ولا فضۃ ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمۃ والعلم والسنۃ وقد
عملت بما امرنی ونصحت۔ یعنے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے جب فاطمہ کا کلام سنا تو خدا کی
حمد وثنا کہی اور رسول پر درود پڑہا پھر کہا کہ اے عورتوں مین سب سے بہتر اور باپوں مین سے بہتر باپ
کی بیٹی خدا کی قسم ہے کہ مینے رسول ع کی رائے سے تجاوز نہین کیا اور نہ بجز اونکے حکم کے کوئی کام کیا
اور بالتحقیق رائد اپنے اہل کے ساتہہ جہوٹ نہین بولتا۔ خدا تعالی ہمکو اور آپکو بخشے۔ اما بعد پس
تحقیق رسولخدا ص کے ہتہیار اور سواری اور نعلین مینے حضرت علی کو دیدیئے اور ما سوائے اسکے مینے
رسول اللہ سے سنا کہ فرماتے تہے ہم انبیاء کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد مین کسیکو اپنا
وارث نہین چہوڑتے۔ لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت مین چہوڑتے ہین۔ اور جو
کچھ مجکو آنحضرت ع نے حکم فرمایا تہا مینے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی۔ وکان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یاخذ من فدک قوتکم ویقسم الباقی ویحمل منہ فی سبیل اللہ ولک علی اللہ ان اصنع
بہا کما کان یصنع فرضیت بذالک واخذت العہد علیہ بہ فکان یاخذ غلتہا فیدفع الیہم منہا
ما یکفیہم ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذالک الی ان ولی معاویۃ فاقطع مروان ثلثہا بعد الحسن ع
ثم خلصت لہ فی خلافتہ وتداولہا اولادہ الی ان انتہت الی عمر ابن عبد العزیز فردہا فی خلافتہ

علی اولاد فاطمۃ قالت الشیعۃ فکانت اول ظلامۃ ردّہا و قالت السنۃ بل استخلصہا فی ملکہ

ثم وہبہا لہم ثم اخذت منہم بعدہ الی ان انقضت دولۃ بنی امیّۃ فردہا علیہم ابو العباس

السفاح ثم قبضہا المنصور فردہا ابنہ المہدی ثم قبضہا ولداہ موسی وہارون فلم یزل فی ایدی

بنی العباس الی زمن المامون فردہا الیہم وبقیت الی عہد المتوکل فاقطعہا عبد اللہ بن عمر

البازیار یعنی رسولخدا م فدک مین سے تمہارا قوت لیکر باقیماندہ کو فی سبیل اللہ تقسیم کرتے تھے اور

خدا کی راہ مین اوسمین سے سوار کرتے تھے اور مین تجھسے عہد کرتا ہون کہ مین اوسمین اوسیطرح کرونگا جسطرح

آپکے باپ رسول اللہ م کیا کرتے تھے اسپر فاطمہ راضی ہوگئین اور ابوبکر رض سے اسکا عہد کرالیا تو ابوبکر

رضی اللہ عنہ فدک کی آمدنی سے جسقدر اہلبیت پاک کی حاجت کو کافی ہوتی اونکو دیدیتے تھے اور

باقیماندہ اوسکے مستحقین پر صرف فرماتے تھے پھر اوسکے بعد دوسرے خلفا بھی اوسیطرح کرتے رہے

یہانتک کہ جب امیر معاویہ رض متولی خلافت ہوا تو اونسے حضرت حسن ع کے بعد تہائی اوسکا بطور

جاگیر مروان کو دیدیا پھر اوسکی خلافت مین اوسکا خالصہ ہوگیا پھر اوسکی اولاد یکے بعد دیگرے لیتی

رہی یہانتک کہ جب عمر ابن عبد العزیز کی نوبت پہونچی تو اونسے اپنی خلافت مین اوسکو اولاد فاطمہ

پر لوٹا دیا۔ اسپر شیعہ تو کہتے ہین کہ یہ اول ظلم ہے جسکو عمر بن عبد العزیز نے لوٹایا اور اہلسنت کہتے ہین ایسا

نہین ہے۔ بلکہ خالصہ اپنے ملک مین کرکے اونکو دیدیا پھر اوسکے بعد اون سے لیلیا گیا یہانتک

کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا پھر ابو العباس سفاح نے اونپر لوٹا دیا۔ پھر منصور نے اوسپر

قبضہ کرلیا۔ پھر مہدی اوسکے بیٹے نے لوٹا دیا پھر اوسکے دونون بیٹون موسی اور ہارون نے اوسپہ

قبضہ کرلیا پھر مامون کے زمانہ تک سلاطین عباسیہ کے قبضہ مین رہا۔ اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ

فدک باقی رہا اونسے عبد اللہ بن عمر بازیار کو جاگیر مین دیدیا۔ وروی انہ کان فیہا احدی عشرۃ نخلۃ

غرسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ فکانت بنو فاطمۃ رض یہدون ثمرہا الی الحاج فیصلوہم

عن ذالک بمال جمیل فبعث البازیار رجلا فصرمہا وعاد ہو الی البصرۃ ففلج وفی ہذہ القصۃ خبط

کثیر بین الشیعۃ ومخالفیہم ولکل من الفریقین کلام طویل ولنرجع الی المتن انتہی بلفظہ۔ یعنی اور

روایت کرتے ہین کہ اوسمین کھجور کے گیارہ درخت تھے جو رسول پاک م نے اپنے ہاتھ سے بوئے

تھے اور بنو فاطمہ رض اونکا پھل حاجیون کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ اسکے مقابلہ مین

فاطمہ رض کا ابوبکر رض سے رضامندی مین عہد کرانا کہ فدک مین مثل رسولؐ عمل کرے

اونکے ساتھہ۔ بڑے مال سے سلوک کرتے تھے تو بار بار مذکور نے کسیکو وہان بھیجکر اون گیارہ درخت
مذکور کو کٹوادیا اور خود شہر بصرہ مین واپس آیا تو اوسکو فالج کی بیماری نے نشانہ بنایا۔ اور اس قصہ
مین شیعہ اور اونکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین سے ہر ایک کی طویل کلام ہے
اور ہم متن کیطرف رجوع کرتے ہین تم کلامہ ملخصاً من عینہ۔ سبحان اللہ اب شیعہ کی اس معتبر روایت
نے کیا کیا عمدہ مطالب پایہ ثبوت کو پہونچے۔ دیکھو جناب دختر رسول کا اپنے اجتہادی مدعا سے
رجوع فرماکر حضرت ابوبکر سے راضی ہوجانا اور علی ولی امیر المومنین کا بہی اپنے دور مین اس مال کو
رسول الثقلین اور خلفاء ثلثہ کیطرح محتاجون پر ہی صرف فرمانا۔ حضرت ابوبکر رض کو حضرات شیعہ کے
طعن سے کیسا بری کرتا ہے۔ اب شیعہ بتاوین کہ فدک وغیرہ جائداد سید الکونین کے اقربا کو اگر بطور
ورثہ پہونچتی تہی۔ اور خلفاء ثلثہ رض نے ظلماً لے لی تہی۔ تو مولا علی رض بہی بزعم شیعہ معاذ اللہ
غاصب الحقوق ٹھہرینگے یا نہین جنہون نے یہ مال اپنی خلافت مین بغیر اکراہ غیری ظلماً بیت المال
مین درج کردیا اور حضرت عباس عم النبی وازواج الرسول وحسنین نور الثقلین کو اس ورثہ سے محروم رکھا
پس اگر زوج بتول رسول پاک کی پیروی کرنے مین طعن شیعہ سے بری ہوئے تو بیچارے شیخین اصحاب
رسول پیروی رسول سے کیون نشانہ بنائے گئے۔ شیعہ اپنے تخیل باطلہ سے حضرت صدیق اکبر پر ایک

استدلال شیعہ بآیت میراث یوصیکم اللہ آہ اور اسکا جواب

اور وجہ سے طعن کرتے ہین کہ ابوبکر رض نے فاطمہ معصومہ پر ظلم کیا کہ اونکا حق جو اونکو شرعاً پہونچتا تھا
چھین لیا۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن کی آیت یوصیکم اللہ مین دختر کو وارث کرتا ہے۔ اور ابوبکر نے ایک
حدیث اپنی طرف سے بناکر دختر رسول کو محروم پھیرا۔ حدیث لانورث ماترکنا صدقۃ۔ جو ابوبکر
نے ایجاد کی سمجھنا اگر خبر واحد بہی ہو تو ناسخ قرآن کسطرح ہوسکتی ہے۔ اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ
آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم آلخ۔ جسمین میراث کے احکام مذکور ہین۔ اسمین رسول پاک داخل
نہین ہین۔ اس آیت مین ضمیر جمع مخصوص بامت ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے بزبان رسول اکرم
امت مرحومہ کو خطاب کیا ہے۔ اس تقریر پر حضرات شیعہ کہتے ہین کہ اگر آیت میراث یوصیکم اللہ
آلخ مخصوص بامت ہوتی اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسمین مخاطب نہ ہوتے تو
قل یوصیکم اللہ ہوتا۔ یہ فقیر کہتا ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ نہین بلکہ کئی ایک احکام قرآن مین ایسے
ہین کہ اون مین ضمیر جمع لفظ قل کے سواہی مخصوص بامت ہے اور آنحضرت صلعم اون مین داخل

نہین ہین ۔ منجملہ انکے آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث ورباع کو دیکہو
باوجودیکہ اس ضمیر جمع مین ہرگز قل کا کلمہ نہین اور یہ مخصوص بامت ہے جیساکہ ہم امتیون
کو چار عورتون سے زیادہ عقد کرنا (یعنی جمعاً) حرام ہے ۔ معتبر کتاب شیعہ تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع
بستان مرتضوی کے باب ۸ مین جلد ۱ کے صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ مرد آزاد کو چار عورتون سے
زیادہ کرنا حرام ہے الخ من عینہ اور رسولخدا اس ضمیر جمع مین داخل نہین ہین باوجودیکہ
اسمین لفظ قل بہی نہین لہذا آنحضرت ؐ کو چار سے زیادہ نکاح درست تہی چنانچہ حضرت کی وفات
کے وقت بہی نو ازواج مطہرات آپکی عقد مین موجود تہین ۔ دیکہو معتبر کتاب تفسیر شیعہ عمدۃ البیان
مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ۲ سورۂ احزاب مین صفحہ ۲۸۷ پر ذیل آیت ان اراد النبی
ان یستنکحہا خالصۃ کے لکہا ہے کہ وہ نو عورتین جو حضرت کی وفات کے بعد باقی رہی تہین
وہ یہ ہین ۔ ام سلمہ ۔ عائشہ ۔ حفصہ ۔ زینب بنت جحش ۔ میمونہ بنت حارث ۔ ام حبیبہ بنت
ابوسفیان ۔ صفیہ ۔ جویریہ ۔ سودہ رضی اللہ عنہن یہ سب باقی رہی تہین ۔ انتہی ۔ پس جیسا
آنحضرت ؐ کو لکم من النساء کی خطاب جمع حاضرین سے باوجودیکہ اسمین لفظ قل بہی نہین
مثنیٰ وثلٰث ورباع کی قید سے رخصت تہی اسیطرح آیت یوصیکم اللہ الخ سے بہی اونکو رخصت
تہی ۔ حدیث نحن معاشر الانبیاء لانورث الخ جسکو آپ موضوع قرار دیے ہین ۔ نہ حضرت
ابوبکر خلیفہ رسول نے اپنی طرف سے ایجاد کی ہے اور نہ خبر واحد ہے ۔ بلکہ یہ حدیث مشہورہ
ہے اور بڑی جماعت صحابہ سے منقول ہے ۔ خود حضرت علی رضہ اور حضرت عباس رضہ نے
بہی اسکی تصدیق کی ۔ دیکہو صحیح بخاری کے جلد ۲ مین کتاب الفرائض کے صفحہ ۹۹۶ پر
مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضہ کی وفات کے بعد ایک عرصہ گذرنے پر جب حضرت عمر رضہ نے اراضی
معلومہ حضرت علی اور حضرت عباس رضہ کی حوالہ کی تو عہد کرالیا کہ وہ دونون مثل رسولخدا ؐ و ابوبکر
کے اوسمین تصرف کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دونون نے طریقہ مذکورہ کو اتفاق سے قائم رکہا
یہانتک کہ ایکدن بسبب خاصیت بشری کے دونون کے درمیان کچہہ نزاع ہوگئی جسپر وہ
دونون حضرت عمر رضہ کیخدمت اقدس مین تشریف لائے حالانکہ اوسوقت حضرت عمر مجمع عام
مین مسند قضا پر رونق افروز تہے ۔ فقال العباس یا امیر المؤمنین اقض بینی وبین ہذا یعنی حضرت

حدیث لانورث الخ کو حضرت علی رض اور عباس رض نے بہی تصدیق کیا ہے

عباس نے حضرت عمر کو کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ میرے اور علی کے درمیان قضا کریں جو زمین آپنے ہمارے سپرد کی ہے وہ ہمین تقسیم کردین۔ کیونکہ ہماری آپسمین مصلحت نہین رہی۔ اسپر حضرت عمر رض نے فرمایا۔ انشدکما باللہ ہل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال نحن معاشر الانبیاء لانورث ماترکناہ صدقۃ قالا نعم قد قال ذالک یعنی مین تم دونون کو اللہ تعالی کی قسم دیتا ہون۔ اور حلفاً دریافت کرتا ہون کہ کیا۔ جانتے ہو تم دونون کہ رسول پاک نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء کے کسیکو وارث نہین کرتے جو کچھ چھوڑ جاتے ہین۔ صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت عباس اور حضرت علی نے کہا۔ ہان بیشک آنحضرت ؐ نے یہ فرمایا ہے پھر امیر المؤمنین عمر رض تمام حاضرین مجلس سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ انشدکم باللہ ہل تعلمون ذالک قالو انعم یعنی تم سب کو مین اللہ تعالی کی قسم دیتا ہون۔ کیا تم بہی جانتے ہو یہ حدیث جو آنحضرت ؐ نے فرمائی ہے۔ سب جماعت نے کہا ہان اسیطرح فرمایا ہے آنحضرت ؐ نے۔ پھر حضرت عمر رض نے سورۃ حشر کی آیت جو اسی باب مین گذر گئی ہے۔ یعنی وما افاء اللہ علی رسولہ منہم الخ کو پڑہکر حضرت علی و عباس رض کو ارشاد کیا کہ تم دونون پاک رسول کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رض کیخدمت مین تشریف لائے تو اونہون نے فرمایا کہ انا ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی مین رسول ؐ کا خلیفہ ہون۔ اس معاملہ مین اونہین کی پیروی کرونگا۔ پھر حضرت ابی بکر کی وفات کے بعد تم دونو میرے پاس آئے تو مین نے تم کو کہا تہا کہ انا ولی ولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقبضتہا سنتین اعمل فیہا بما عمل رسول اللہ صلعم وابوبکر رض یعنے مین رسول ؐ کے خلیفہ کا خلیفہ ہون پس مینے فدک وغیرہ پر دو برس سے قبضہ کیا اور جناب رسول اقدس وابوبکر رض کیطرح اوسمین عمل کرتا رہا۔ پھر اس اراضی کو اسی اقرار پر تمہارے حوالہ کیا۔ اب طریقہ مذکورہ کے برخلاف تم مجھسے قضا چاہتے ہو سو خداوند کریم کی قسم ہے کہ رسول خدا ؐ کی پیروی کے برخلاف مین اسمین کبہی قضا نکرونگا۔ فان عجزتما فادفعاہا الی فانی اکفیکماہا یعنی اگر تم آنحضرت ؐ کے طریقہ برتنے سے عاجز ہو تو مجھ کو دیدو کہ مین اوسکو محتاجون پر صرف کرنے مین تمہارے سے کافی ہونگا۔ آہ ملخصاً و مختصر القدر الحاجتہ اور عینی شرح بخاری مطبوعہ مطبع دار الطباعۃ العامرہ کے جلد ۷ مین صفحہ ۱۲۸ پر لکھا ہے کہ جب امیر الفاروق نے وہ مال حضرت علی اور عباس کے حوالہ کیا تو وہ دونون اوسمین اسیطرح

سے تصرف فرماتے رہے۔ حتّیٰ تخاصما بینھما فظہر انہ کان لشیق علیہما الشرکۃ فطلبا ان تقسیم بینھما

لیشتغل کلو احد منہما بالتدبیر لغیر صاحبہ فمنعہما عمر القسمۃ لئلّا یقوم علیہا اسم الملک لان القسمۃ انما تقع فی الاملاک انتہی ملخصًا من عینہ۔ یہان تک کہ حضرت علی اور حضرت عباس رض کی آپسمین خصومت ہوگئی جسکے سبب سے شراکت کو دشوار جانکر دونون نے حضرت فاروق سے طلب فرمایا کہ آپ یہ اراضی ہمین تقسیم فرمادین۔ تاکہ ہر ایک ہم مین سے اپنی اپنی تدبیرمین دوسرے کی بغیر ہی مشغول ہو۔ پس امیر عمر رض نے تقسیم سے منع فرمایا کیونکہ تقسیم اراضی مملوکہ مین ہوتی ہے نہ وقف مین اور اسلئے کہ اسپر بہی اسم ملک نہ ٹھر جاوے۔ اب اس حدیث کو موضوع یا خبر واحد کہنا صرف کمال درجہ کی سفاہت ہی نہین بلکہ ایمان کو کہونا ہے۔ کیونکہ اسکا مشہور ہونا بخوبی ثابت ہوگیا اور مسلّمنا کہ خبر واحد کیا بلکہ حدیث مشہورہ کو بہی ہم ناسخ القرآن نہین کہہ سکتے۔ لیکن چونکہ یہ حدیث حضرت ابابکر صدیق نے جناب رسول پاک سے بلا واسطہ سنی تہی۔ اسلئے جو حدیث آنحضرت کی زبانی بلا واسطہ سُنی جائے وہ سامع کے حق مین قرآن کی آیات کیطرح حجت قوی ہوتی ہے۔ پس ابوبکر رض کے حق مین یہ حدیث گویا آیت مجیدہ تھی۔ اس حدیث سے اونہین آیت شریفہ کو ضرور مخصوص کرنا چاہیے تھا۔ اسمین حضرات شیعہ کو بہی اپنے اصول کے مطابق بجز تسلیم کے چارہ نہین اور ہم جناب شیعہ مہربانونکی خدمتمین نہایت ادب سے ملتمس ہین کہ حضرت عمر رض کے حضور مین تو جناب حیدر کرار کلمہ حق سے سکوت کر گئے تہے اور عمر صاحب کے خوف سے کہدیا تہا کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث حدیث مرفوع ہے۔ الا جناب شیر خدا کو اپنی خلافت مین کسکا خوف تہا۔ اپنے دور مین انہون نے کیون نہ ارشاد کر دیا کہ یہ حدیث نہین بلکہ ایک مصنوعی خطبہ بلیغہ ہے۔ **سوال**۔ شیعہ کہتے ہین کہ مولا مرتضی علی رض جب اس حدیث کو جانتے تہے اور حضرت عباس رض بہی اسکے قائل تہے تو پہر دیدہ و دانستہ فدک وغیرہ کے کیون متقضی ہوئے کیا جناب فاطمہ اور عم النبی و باب العلم کو حدیث مذکورہ کے معانی سمجھ مین نہین آتے تہے۔ آہ **اقول**۔ جناب سیدہ بتول زہرا اور باب العلم مولانا علی المرتضی اور جناب عباس عم المصطفی ع۔ حدیث لا نورث ما ترکنا آہ کو بہت ہی صحیح جانتے تھے۔ صرف اتنی بات ہے کہ یہ حدیث اونکے نزدیک مؤوّل تہی اور آنجناب اسکی یہہ تاویل کرتے تہے کہ انبیاء ع کے مال منقولہ مثل نقود وغیرہ مین تو کسیکو ورثہ نہین پہونچتا کیونکہ

تجدید حدیث لا نورث آہ حضرت علی رض اور سیدہ کا تاویل کرنا مگر اس اجتہاد مین خطا ہو جانا

وہ بیت المال ہے امیر زمانہ جسکو چاہے دیدیوے۔ لیکن غیر منقولہ مثل اراضی وغیرہ مین بقدر ضرورات معاش۔ ورثہ لیا جاتا ہے۔ اسلیئے وہ سب جائداد پسماندہ طلب نہین کرتے تھے بلکہ اشیاء مخصوصہ مثل فدک اور بعض زمین مدینہ وسہم خیبر کما مر من البخاری کی تمنا رکہتے تھے۔ اور حضرت ابوبکر رض اس حدیث سے بعموم تمسک کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ بقدر کفایت بطور نفقہ لینے کے مجاز ہین اور باقیماندہ بیت المال مین داخل ہوکہ محتاجو نپر صرف ہوگا۔ اور دیگر صحابہ مقبولین مثل عمر الفاروق وعثمان وزبیر وعبدالرحمن وسعد وابوالدردا وحذیفہ وابوہریرہ وزہرہ وعروہ ومغیرہ اور مالک وغیرہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہی حضرت ابوبکر رض کی مانند اس حدیث سے تمسک کرتے تہے۔ آخر جناب سیدہ رض اور مولا مرتضیٰ رض وعباس رض پر اس امر کی حقیقت روشن ہوگئی کہ انبیاء کی میراث عموماً مالی نہین ہوتی۔ حضرت فاطمہ کا اس اجتہاد سے رجوع کرکے حضرت ابی بکر رض سے راضی ہونی مین عہد کرانا کما مر اور مولا مرتضیٰ کا اپنی خلافت کے عہد مین اوس جائداد کو بطور ورثہ وارثون پر تقسیم نہ کرنا۔ پھر جگر گوشہ رسول پاک امام حسن رض کا رتبہ خلافت پانیکے وقت وجہ مذکورہ پر ہی اوسمین معاملہ کرنا صریح مثبت ہے کہ حضرت ابوبکر رض اس اجتہاد مین حق پر تہے۔ اور جناب سیدہ وعباس ع کوئی عالم ماکان ومایکون تو نہین تھے جو تمام مسائل اجتہادیہ مین واصل بمراد ہوتے۔ البتہ حضرت علی باب العلم۔ آپکے نزدیک عالم ماکان ومایکون تہے۔ اگر آن سرور کائنات مدینۃ العلم پر توکسیطرح فوقیت نہین رکھتے تھے۔ جنکو کبھی مخطی بالاجتہاد نہ کہا جاوے بلکہ آن افضل مخلوقات ع کا اجتہاد بھی کئی بار صواب کو نہین پہونچا۔ منجملہ اونکے ایک وقت کہ عبداللہ بن ابی منافق مشہور کا بیٹا جسکا نام نیز عبداللہ تہا اور غایت درجہ کا مومن رسول پاک کا مخلص مطیع تہا۔ ایکبار آن سرور کائنات کی خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا باپ سخت بیمار ہے اوسکے لئے آمرزش طلب کرین۔ اسپر آنحضرت ع نے اوسکے باپ کے لئے استغفار کی تب یہ آیت نازل ہوئی جو پارہ واعلموا کی سورۃ التوبہ مین ہے۔ استغفر لہم اولا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم ذالک بانہم کفروا باللہ ورسولہ۔ یعنی بخشش مانگ واسطے اونکے یا نہ بخشش مانگ واسطے اونکے اگر بخشش مانگو واسطے اونکے ستر بار پس ہرگز نہ بخشیگا اللہ اونکو کیونکہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ اور اوسکے رسول کے کما فی الحسینی۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ ہی جماسی

کبھی کبھی سہل ع بھی مخطی بالاجتہاد ہوتے ہیں معلوم کرنے مین رجوع کر گئے۔

آیت مذکورہ کے نازل ہونیکے بعد سید عالم نے اپنے اجتہاد سے فرمایا کہ سبعین مرۃ یعنی ستر بار تک آمرزش طلب کرنے مین تو کامیابی نہین ہوتی - اب مین اونکے لئے بخشش مانگنے مین ستر بار سے زیادتی کرونگا تب یہہ آیت نازل ہوئی جو پارہ قد سمع اللہ مین ہے کہ سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم لن یغفر اللہ لہم[لہ] کما فی الحسینی - اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو حضرت رافع بن خدیج مغتنم حلیہ صحابی انصاری روایت کرتا ہے کہ نبی ؐ مدینہ منورہ مین جب تشریف لائے تو اوسوقت وہان کے لوگ کھجور کے درختون کو بغرض اصلاح تراش رہے تھے - جناب رسولخدا ؐ نے ارشاد کیا کہ تم لوگ کس لئے یہ عمل کرتے ہو اور بعض درختون کو کاٹکر بعض مین لگاتا کیا فائدہ ہے - لوگون نے گذارش کی کہ ہم زمانہ قدیم سے اسیطرح کرتے چلے آئے کیونکہ یہ عمل کثرت پہل کا سبب ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ کام چہوڑ دو اور درختون کو اپنی اصلیت پر رہنے دو کہ اس وجہ سے زود تر پہل ہوگا اور بہت ہوگا - اونہون نے رسول پاک کے فرمانے پر اونکو چہوڑ دیا - جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اخیر مین پہل بہت ہی کم لگا - جس سے لوگون کا ہزارہا روپیہ کا نقصان ہوا - پس وے لوگ جمع ہوکر مخبر صادق کی قدمبوسی مین حاضر ہوئے اور جناب کو واقعہ مذکورہ سے مطلع کیا - حضور ممدوح نے فرمایا کہ مین بھی بشر ہی ہون - اگر تم لوگون کو امور دین سے جو اللہ تعالی کیجانب سے آوین - امر کرون تو اونکو محکم پکڑو - اور جو کچھہ مین اپنی رائے واجتہاد سے فرماؤن تو آخر انسان ہون شاید خطا ہو جاؤن کما فی باب الاعتصام من المشکوۃ - اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے کہ رسولخدا ؐ عبد اللہ بن ابی منافق مشہور کی مرض الموت مین اوسکی عیادت کے لئے تشریف لائے تو اوس نے التماس کی کہ یارسول اللہ اپنا پیراہن مبارک مجھے عطا فرمادین کہ بجائے کفن کے مجکو پہنایا جاوے اوسوقت سید عالم نے جو دو پیراہن پہنے ہوئے تھے اونمین سے ایک پیراہن مبارک بالعینہ ابن ابی کو عنایت کیا - ابن ابی نے ثانیاً عرض کی کہ میرے جنازہ مین بھی آپ قدم رنجہ فرمادین - اور میرے جنازہ پر خود نماز پڑہین - پھر میری قبر پر کھڑے ہوکر میرے لئے آمرزش طلب کرین - پس جب ابن ابی مرا تو آنحضرت ؐ نے اوسپر نماز پڑہنے کا قصد کیا - حضرت عمر الفاروق نے آنحضرت ؐ کی خدمت عالی مین آکر بطور گذارش بہت ہی منع کیا کہ یارسول اللہ عبد اللہ بن ابی سخت منافق تھا اوسپر نماز جنازہ نہ پڑہنا چاہیے - مگر سید عالم ؐ نے کمال مہربانی مین آکر حضرت عمر کی عرض مذکور

لہ یعنی برابر ہے اونپر کہ تو مغفرت چاہے اونکے لئے یا نہ مغفرت چاہے اونکے لئے ہرگز نہ بخشیگا اللہ تعالی اونکو - [illegible]

[illegible] * لہ پیراہن مبارک [illegible] [illegible]

[illegible] * لہ یعنی [illegible] عبد اللہ [illegible] *

[illegible]

کو قابل سماعت نہ جانا۔ اور ابن ابی کے جنازہ پر نماز پڑہی۔ پہر جب اوسکی قبر پر کھڑے ہوکر
اوسکے لئے استغفار کرنے لگے تو حضرت عمر بکر رملتمس ہوئے کہ یا رسول اللہ یہہ شخص اشد منافق
تہا۔ آپ اسکی قبر پر کیون کہڑے ہوتے ہین خیر جو کچہہ جناب والا کرین مختار ہین۔ آنحضرت ؐ
نے حضرت عمر رض کی اس عرض پر بہی غور نہ کی۔ تہوڑی دیر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ
التوبہ مین ہے۔ ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ ط انھم کفروا باللہ ورسولہ الآیۃ یعنی
اور مت نماز پڑہ اوپر کسیکے اونمین سے کہ مرجاوے ہمیشہ اور مت کھڑا ہو اوپر قبر اوسکی کے آہ کما فی الجینی
وغیرہ آہ منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو رسول خدا صلعم نے اپنے لطف اور مہربانی سے اسیران بدر کو فدیہ لیکر
رہا کر دیا تہا۔ جسکی سبب سے سخت زجر ہوکر آیت ماکان للنبی ان یکون لہ اسری آہ نازل ہوئی جو
اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ پر درج ہے۔ پس جبکہ انبیاء ع بہی کبہی نہ کبہی مخطی بالاجتھاد ہوتے
رہے ہین تو حضرت علی ع جناب فاطمہ و حضرت عباس ع جو افراد امت مین داخل ہین۔ ایکدو بار
مصیب نہو وین تو اسمین اونکی شان کسیطرح کچہہ کم نہین ہوسکتی۔ **سوال شیعہ**۔ حدیث نحن
معاشر الانبیاء لانورث آہ عام ہے یا خاص۔ اگر کہو کہ خاص ہے تو قواعد کے برخلاف ہے اور
اگر کہو کہ عام ہے تو بتاؤ کہ حضرت یحیی ع نے اپنے باپ زکریا ع سے کیون ورثہ پایا۔ آیت یرثنی
ویرث من آل یعقوب کو سورۃ مریم مین دیکہو۔ اور دوسرا حضرت سلیمان ع نے اپنے باپ حضرت
داؤد ع کا ورثہ پایا۔ آیت۔ وورث سلیمان داؤد کو سورۃ النمل مین دیکہو آہ۔ **جواب**۔ ذکریا
علیہ السلام نے اپنے پیچہے بباعث الکمال دین اور نبوت کے جاری رہنے کے لئے خداوند کریم سے
استدعا کی تہی کہ انی خفت الموالی من ورائی یعنی تحقیق مین خوف کرتا ہون اقرباء اپنے سے جو میرے
چچون کے بیٹے ہین میرے بعد دین مین بسبب بے علمی کے سست ہو جاوینگے۔ پس مجہے فرزند
جگر پیوند چاہیئے۔ اور میری بی بی بہی نازایندہ ہے۔ فھب لی من لدنک ولیاً یرثنی ویرث من
آل یعقوب واجعلہ رب رضیا۔ پس عطا کر مجہہ اپنے حضور سے فرزند نرینہ کہ متولی ہوگا اور وارث
ہوگا میرا امور دین مین اور وارث ہوگا بنی اسرائیل کا نبوت مین اور کر اوسکو یا اللہ پسندیدہ
اب پوشیدہ نہ رہے کہ حضرت ذکریا ع نے دو وجہ سے خوف کیا تہا۔ ایک وجہ وہ جو بیان کی
گئی۔ اور دوسری وہ جسکا ذکر تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے جلد ۵ مین صفحہ ۷۶۶ پر لکھا ہے کہ محتمل

استدلال شیعہ بآیت یرثنی ویرث من آل یعقوب اور اسکا جواب

ان یکون اللہ تعالی قد اعلمہ انہ لم یبق من انبیاء بنی اسرائیل نبی لہ اب الا واحد فخاف ان
یکون ذالک من بنی عمہ اذلم یکن لہ ولد فسئل اللہ تعالی ان یہب لہ ولدا یکون ہو ذالک النبی اہ
من عینہ - یعنی احتمال ہے کہ ذکریا ع کو اللہ تعالی نے معلوم کرایا ہو کہ اب اسکے بعد انبیاء بنی
اسرائیل سے ایسا کوئی نبی باقی نہیں رہتا کہ جسکے لئے باپ ہو مگر صرف ایک ہی نبی رہتا ہے یعنی
اے ذکریا ع بعد تیرے اب ایک ہی نبی ذو والدین ہے - پھر اوسکے بعد جو نبی آئیگا تو اوسکے واسطے
باپ نہ ہوگا - یعنی عیسی ع آئینگے - پس اس خبر کے سننے سے ذکریا ع نے خوف کیا کہ وہ پیغمبر جو ذو
والدین ہے شاید میرے چچے کے بیٹوں سے نہ ہو جائے - جب اوسکا کوئی فرزند نہیں تہا
لہذا اوسنے خدا سے سوال کیا کہ مجھے ایسا فرزند دیوے کہ ہووے وہ پیغمبر جیسے فہب لی من لدنک
ولیا یرثنی العلم ویرث من آل یعقوب النبوۃ لقولہ تعالی واورثنا بنی اسرائیل الکتاب ولقولہ ع
ان الانبیاء لم یورث دینارا ولا درہما وانما ورثوا العلم یعنی پس مجھے اپنے نزدیک سے فرزند بخش
جو مجھسے علم کا وارث ہووے اور آل اسرائیل[1] سے نبوت کا وارث ہووے جیسا اللہ تعالی پارہ فمن اظلم
کی سورۃ مومن میں فرماتا ہے - واورثنا بنی اسرائیل الکتاب یعنی وارث کیا ہے ہمنے اولاد یعقوب ع
کو کتاب کا آہ - یہان حضرات شیعہ کہتے ہین کہ علم اور نبوت ورثہ نہیں ہوتی کیونکہ الکتاب سے
حاصل ہوتے ہین تو پھر چاہئے کہ اس آیت مین مال اور متاع دنیاوی مراد ہووے - ہم اسکے جواب
مین کہتے ہین کہ اذا کان المعلوم فی الابن ان یصیر نبیا لجدہ ویقوم بامر الدین لجدہ جاز ان یقال
ورثہ - یعنی جب بیٹے کا حال معلوم ہو جائے کہ یہ نبی ہوگا اور اپنے باپ کے بعد امور دین مین کھڑا
ہوگا تو جائز ہے کہ کہا جاوے باپ کا وارث ہوا ہے - اسیواسطے اللہ تعالی نے حضرت یعقوب ع
کی اولاد کے حق مین واورثنا بنی اسرائیل الکتاب فرمایا ہے - **قول شیعہ** - آیت یرثنی ویرث
من آل یعقوب مین اگر وراثت سے ورثہ نبوۃ مراد ہے - تو قولہ تعالی واجعلہ رب رضیا یعنی اور
کر تو اوسکو یا اللہ پسندیدہ - اس فقرہ اخیرہ کی کیا حاجت تہی - دیکھو جب نبوۃ ملگئی تو پسندیدگی
پائی گئی - بجز پسندیدگی کے پیغمبری نہیں ملتی - استدعا نبوت کے بعد رضیا کی کچھہ ضرورت نہیں
تو پس معلوم ہوا کہ وراثت سے مراد متاع دنیاوی ہے - اور واجعلہ رب رضیا سے نبوت مراد
ہے فافہم - **جواب شیعہ** - ہرگز نہ ہوئے مغز سخن سے آگہہ + لاحول ولا قوۃ الا باللہ

[1] اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے - بنی اسرائیل و آل اسرائیل سے حضرت یعقوب کی اولاد ...

حضرت من ۔ آپکے اعتراض اور آیت کی تاویل کو یہ آیت بالکل بیخ و بن سے برکندہ کرتی ہے
جو اُسی سورہ مریم مین ہی ۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً
وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیاً ۔ یعنی یاد کر اے محمدؐ بیچ کتاب اسمٰعیلؑ کے
تحقیق وہ تہا سچا وعدہ کا ۔ اور تھا پیغمبر نبی اور تہا حکم کرنیوالا اہل اپنے کو ساتھ نماز اور زکوٰۃ
کے اور تھا نزدیک پروردگار اپنے کے پسندیدہ ۔ پس اب ہم حضرات شیعہ سے پوچھتے ہین کہ جب
اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین حضرت اسمٰعیلؑ کی نبوت اور رسالت کی خبر بقولہ کان رسولاً نبیاً ۔
کے صریح دیدی تو پھر فقرہ عند ربہ مرضیاً کی کیا ضرورت تھی ۔ دیکھو جب صریح الفاظ مین اونکا
رسول اور نبی ہونا پایا گیا تو پسندیدگی بہی پائی گئی ۔ پس مرضیاً کی کیا حاجت تھی ۔ ایسے اعتراض
کرنا معاذ اللہ گویا خداوند حقیقی پر معترض ہونا ہے ۔ استغفر اللہ ۔ اس قسم کی صفت بعد صفت
خبر بعد خبر فضائل بعد فضائل و عا بعد دعا تو قرآن مین بہت ہی جگہ موجود ہین جو مومنون کی لئے
سراسر نور علیٰ نور ہین ۔ شائد اہل تشیع کو ایسے فقرہ جات سے اختلاج دماغ ہوا ہوگا ۔ علاوہ اسکی
خود شیعہ کی بہت معتبر کتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے کتاب العلم کے باب صفۃ العلم
وفضل العلماء مین صفحہ ۱۷ پر مروی ہے کہ ان العلماء ورثۃ الانبیاء ۔ وذالک ان الانبیاء لم
یورثوا درہماً ولا دیناراً وانما ورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشئی منھا فقد اخذ حظاً وافراً
انتہی باسنادہ عن جعفر الصادق علیہ السلام یعنی حضرت امام جعفر صادقؑ سے بصحیح اسناد
مروی ہے کہ علماء وارث انبیاء کے ہین اور یہہ اسلئے ہے کہ انبیاءؑ نے کسیکو درہم و دینار کا وارث
نہین کیا اور جز این نیست کہ وارث کیا ہے اونہون نے احادیث کا اپنی حدیثون سے پس جسنے لیا
کچھہ اوس سے البتہ لیا اوسنے بہت حصہ کامل ۔ اور کتب اہل سنت مثل مشکوٰۃ وغیرہ مین رسولخداؐ
سے وانما ورثوا العلم پایا گیا پس ورثوا احادیث اور ورثوا العلم دونونکا ایک ہی مآل ہے اور
انما کا کلمہ توریث انبیاء کو فقط علم مین ہی حصر کرتا ہے ۔ پس جب توریث انبیاءؑ علم مین ہی
منحصر ہوگئی تو اراضی معلومہ جو بطریق فئی اور غنیمت حاصل ہوئی تھی کسطرح وراثت مین آگئی
حالانکہ اہل تشیع امام محمد بن یعقوب الکلینی کی کتاب اصول کافی مذکورہ بالا کو قرآن حمید پر بہی مقدم
رکھتے ہین خصوصاً روایت جناب امام جعفر صادقؑ تو شیعون کے نزدیک آیات قرآن مجید

اسی آیت کا جواب الزامی ۔

استدلال شیعہ بآیت وورث سلیمان داود معہ جواب دندان شکن

فوقیت رکھتی ہی۔ پھر معلوم نہین کہ انبیاء ع کے اموال کو جو شرعاً بیت المال ہوتے ہے
کس وجہ سے وراثت کالعوام بنایا گیا۔ واللہ ہو الہادی۔ اور سورۃ النمل کی آیت مستدلہ
شیعہ۔ وورث سلیمان داؤد وقال یاَیُّہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیٔ ان
ہذا لہو الفضل المبین۔ اس آیت کی ماقبل اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ولقد آتینا داؤد وسلیمان علما و
قالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین۔ یعنی اور البتہ تحقیق دیا ہمنے داؤد کو
اور سلیمان کو علم اور کہا دونون نے کہ سب تعریف واسطے اللہ تعالی کے ہے جسنے بزرگی دی ہمکو
اوپر بہت بندون اپنے ایمان والون کے۔ پھر اسکے بعد اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وورث سلیمان
الی قولہ الفضل المبین۔ یعنی اور وارث ہوا سلیمان ع داؤد ع کا اور کہا کہ اے لوگو سکھلائے
گئے ہین ہم بولی جانورون اڑتے کی اور دیئے گئے ہین ہم ہا چیزین سے تحقیق یہہ ہے بزرگی وفضیلت
ظاہر۔ پس اس آیت مین بھی وراثت سے بوجوہ ذیل علم اور نبوۃ ہی مراد ہی (۱) شیعہ کے جید محدث
مولوی محمد بن یعقوب الکلینی الرازی کی کتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۳۷
پر لکھا ہے۔ حدثنی احمد بن ادریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیی عن شعیب الحداد عن
ضریس الکناسی قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام وعندہ ابو بصیر فقال ابو عبد اللہ علیہ السلام
ان داؤد ورث علم الانبیاء وان سلیمان ورث داؤد وان محمدا ورث سلیمان وانا ورثنا محمدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فقال ابو بصیر ان ھذا لہو العلم الخ ملخصاً من عینہ۔ یعنی ضریس الکناسی شیعی نے
باسناد صحیح روایت کیا کہ مین اور ابو بصیر جو علماء شیعہ مین معتمد علیہ آدمی ہے۔ دونون جناب
امام ابو عبد اللہ جعفر صادق ع کی خدمت اقدس مین بیٹھے تھے۔ پس امام ممدوح نے فرمایا کہ تحقیق
داؤد ع علم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوئے اور سلیمان ع داؤد ع کے وارث بنے اور حضرت
محمدؐ۔ سلیمان ع کے وارث ہوئے اور ہم لوگ یعنی علماء اہلبیت یا علماء اس امت کے حضرت
محمد ص کے وارث ہین۔ پس ابو بصیر شیعی مذکور نے کہا کہ یہ توریث جسکو حضرت امام صادق ع نے
ذکر کیا ہے۔ البتہ یہ علم ہے آہ۔ (۲) معتبر تفسیر شیعہ عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے
جلد ۲ سورۃ النمل مین صفحہ ۷۰۸ پر ذیل آیت وورث سلیمان داؤد آہ کے بعبارت طویل لکھا ہے جسکا
خلاصہ یہ ہے کہ حضرت داؤد ع کے اونیس ۱۹ بیٹے تھے اور ہر ایک دعوی ملک کا رکھتا تھا۔ حق تعالی

نے ایک نامہ مہر کرکے داؤد کے پاس بھیجا۔ اور اوسمین چند مسائل مرقوم تھے۔ حضرت داؤد
سے کہلا بھیجا کہ جو کوئی تیری اولاد مین سے ان مسئلونکا جواب دیوے وہ بعد تیرے وارث
ملک کا ہے داؤدؑ نے اپنے بیٹیون کو جمع کیا اور مسائل اون سے پوچھنے کئے بغیر سلیمانؑ کے
کسینے جواب نہ دیا اور یہ جواب جو موافق نامہ کے تھا بنی اسرائیل کے سب بزرگ سلیمانؑ کے
علم اور فضل کے مقر ہوئے الخ ملخصاً من عینہ۔ عمدۃ البیان کے مفسر جو ملک ہند مین اہل
تشیع کے درمیان بڑے بھارے مولوی ہین۔ اونہون نے اپنے مطلب کے واسطے اس آیت
کی تفسیر کرنے مین روایت صحیحہ کے ساتھ عبارت پوچ ملادی۔ اپنے اثبات دعوے مین اقوال
آئمۂ طاہرین عہ سے برخلاف چلے گئے۔ دیکھو حضرت سلیمان کا نامہ مذکورہ مین جواب باصواب
دینا اور باقی ۱۸ برادرونکا لاعلمی کی جہت سے خاموش رہنا سب برادران حقیقی کو وراثت
جدی ملک دنیا سے کسطرح محروم کرتا ہے۔ ایک باپ کے بہت بیٹے ہون تو کوئی تو علم اور فضل
مین فوقیت رکھتا ہے اور کوئی بالکل ناخواندہ ہوتا ہے۔ پدر ورثہ سے تو کسیکو بھی محروم نہین کیا
جاتا۔ آئمہ معصومین عہ تو حضرت سلیمان عہ کو حضرت داؤد عہ کے علم کا وارث بناوین۔ جیسا پہلی
توجیہ مین اصول کافی سے مذکور ہوا ہے اور زمانہ موجودہ کے اہل تشیع اپنا مدعا ثابت کرنیکے لئے
علم کی جگہ ملک لکھا رہین۔ حیف برین دیانت۔ اور تفسیر مدارک و تفسیر ابن عباس رضؓ مین بالفاظ
مختلفہ بیک مضمون آیت مذکورہ کے ذیل مین منقول ہے کہ ان سلیمان جاء بالنبوۃ مثل
ابیہ دون سائر بنیہ وکانوا تسعۃ عشر۔ یعنی حضرت سلیمان عہ اپنے باپ کیطرح مشرف بہ نبوت
ہوئے نہ تمامی بیٹے داؤد عہ کے حال آنکہ داؤد عہ کے اونیس ۱۹ بیٹے تھے۔ اور شیعہ کی روایت سے
بھی لکھا گیا کہ حضرت داؤد عہ کے ۱۹ فرزند تھے۔ پس سلیمان عہ عالم اور قابل نبوت تھے حقتعالیٰ
نے اونکو پیغمبری دیکر نبوت کی جہت سے داؤد عہ کا وارث بنایا۔ اور دوسرے فرزند داؤد کے
نبوت کے لایق نہین تھے۔ اسلئے اونکو ورثہ مذکورہ سے محروم رکھا اور قرآن مین بھی اونکا ذکر
نہ کیا۔ اگر اس آیت سے وراثت دنیا کی مراد ہوتی تو خداوند معبود سبھون کو وارث کرتا اور انکی
وراثت کو بھی قرآن شریف مین یاد فرماتا۔ فافہم واللہ ہو الہادی (۳) تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے
جلد ۶ مین صفحہ ۷۵۵ پر آیت مذکورہ کے ذیل مین مسطور ہے۔ ولو قیل و ورث سلیمان داؤد

فی ماله لم یکن موافق لقوله یا ایها الناس علمنا منطق الطیر معنیً واذا قیل ورث مقامه بالنبوة حسن ووافق ذالک لان تعلیم منطق الطیر یکون داخلاً بالنبوة دون المال وکذالک قوله واوتینا من کل شیئ لان وارث النبوة یجمع ذالک ووارث المال لا یجمعه۔ یعنی اگر کہا جاوے کہ حضرت سلیمان حضرت داؤد کا مال مین وارث ہوا تو بروے معنے اس فقرہ کے موافق نہین کہ علمنا منطق الطیر یعنے سکہلائے گئے ہین ہم بولی جانورونکی۔ اور اگر کہا جاوے کہ قایم مقام داؤد کے نبوت مین وارث ہوا تو بہت بہتر اور اسکے موافق ہے کیونکہ پرندون کی بولی سیکھنا نبوت مین شامل ہوتی ہے نہ مال مین۔ اور اسیطرح قوله واوتینا من کل شیئ یعنے دیئے گئے ہین ہم سب چیز سے۔ کیونکہ نبوت کا وارث سب اشیا جمع کرتا ہے بخلاف وارث المال وقوله تعالیٰ ان هذا لهو الفضل المبین لا یلیق ایضاً الا بما ذکرنا دون المال لان المال قد یحصل للکامل والناقص یعنی اللہ تعالیٰ کا بزبان سلیمانؑ فرمانا کہ تحقیق یہ ہے فضل ظاہر۔ یہ بہی نہین مناسب مگر نبوت کے ساتھ۔ نہ ساتھ مال کے کیونکہ مال کبہی حاصل ہوتا ہے کامل کے لئے اور کبہی ناقص کے لئے۔ پس نقصان اور زوال مین پڑجاوے تو فضل العظیم باقی نہین رہتا اور نبوت مین ہمیشہ فضل العظیم کا رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ فلیتامل فبطل قول من زعم انه یرث المال انتهی۔ یعنی پس باطل ہوا قول اوس شخص کا جسنے گمان کیا کہ سلیمانؑ مال کا وارث ہوا۔ اور شیعہ کی کتاب ابواب الجنان مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ مین صفحہ ۲۰۷ پر مروی ہے کہ در کافی از حضرت اقدس نبویؐ منقول است۔ ان العلماء ورثة الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهماً ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منه اخذ بحظ وافر یعنی بدرستیکہ علما وارثان پیغمبران اند چہ میراث پیغمبران دینار و درہم نیست بلکہ علم است پس ہر کہ فرا گرفت علم فرا گرفت نصیبے وافر و این حدیث شریف در امالی شیخ صدوق رح نیز سمت ذکر یافتہ انتهیٰ ملخصاً من عینه۔ اس روایت کی زیادہ تشریح کی چندان ضرورت نہین۔ اب کتب معتبرہ و مسلمہ فریقین سے حضرات شیعہ کو جواب دندان شکن ملگیا۔ اور توریث انبیاءؑ کا حال بہی جلد شیعون پر کہل گیا۔ اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ کا صحیح ہونا بہی علی العموم ثابت ہوا۔ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کی روایات صحیحہ کا بہی حضرت ابوبکر صاحب کی رائے سے موافق ہونا مثل الشمس فی نصف النہار پایہ ثبوت کو پہونچا۔ پس معترض کی بکواس اوسکی جہالت

اور عادت بگڑی بے شمار کیگئی۔ علاوہ دلائل مسطورہ بالا کے اگر پوچھو تو شیعہ کے فاضل اجل ومحقق بے بدل امام محمد بن یعقوب الکلینی الرازی کی صحیح کتاب فروع کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ جزو اول میں صفحہ ۲۷ پر مروی ہے عن احمد عن ابی الحسن الثانی قال سألته عن الحیطان السبعة التی کانت میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفاطمة علیہا السلام فقال لا انما کان وقفا وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاخذ الیہ منہا ما ینفق علی اضیافه واتباعه آه من عینه۔ یعنی احمد شیعی نے امام ابی الحسن الثانی حضرت علی بن موسی رضا علیہ السلام سے روایت کیا کہ یعنی امام ممدوح سے ان سات باغ کا سوال کیا جو (میری قیاس میں) میراث پس ماندہ رسول اللہ ؐ سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لئے رہے تھے۔ تب پھر امام موصوف نے فرمایا کہ وہ باغات حضرت سیدہ کی میراث نہیں تھی اور جز این نیست کہ وہ وقف تھے اور رسول پاک اونمین سے اتنا قدر اپنے لئے لیتے تھے جو مہمانوں اور اپنے تابعداروں پر خرچ کر دیتے تھے تو اب اس صحیح حدیث کے مطابق بھی بکلمۂ انما رسول اقدس کی پس ماندہ جائداد وقف مین منحصر ہو گئی پھر بتاؤ کہ حضرت ابا بکر صدیق رض کا کیا قصور ہے۔ حضرت ابو بکر خلیفہ رسول م نہ کہ رسول م کی پیروی سے کنارہ کیا اور کب فاطمہ معصومہ پر ظلم کیا۔ افسوس حضرات ائمہ معصومین ع کے اقوال تو ابو بکر رض کے قول کے مؤید و مثبت ہو دین۔ اور شیعیان اپنی بدعادتی سے آنپر طعنہ زنی کرین۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اور یہ نہ جانین کہ بشہادت ائمہ طاہرین ؑ حضرت ابو بکر رض کی زبان مبارک پر کذب کو دخل نہین۔ اور وہ بجز راستی ہرگز نہین کہتے تھے۔ دیکھو امام الہمام امام ابو جعفر محمد باقر ع کی زبانی۔ ابو بکر صاحب کا صادق ہونا بقولہ نعم الصدیق فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق اللہ قوله فی الدنیا والآخرة ۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر مذکور ہو چکا ہے۔ اب شیعہ کو حضرت ابو بکر رض کے صدیق جاننے کے بغیر کب نجات ملیگی۔ واللہ ہو الہادی بفضلہ۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع امپیریل پریس لاہور کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۹۹ پر بروایت کافی مروی ہے۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ان الوصیة نزلت من السماء علی محمد کتابا لم ینزل علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب مختوم الا الوصیة فقال جبرئیل ع یا محمد ہذہ وصیتک فی امتک عند اہل بیتک فقال رسول اللہ صلعم ای اہل بیتی یا جبرئیل قال علی نجیب اللہ منہم وذریته لیرثک علم النبوة کما ورثه ابراہیم علیہ السلام ومیراثه لعلی رض وذریتک من صلبه

سن علیہ۔ خلاصہ آنکہ حضرت امام ابو عبد اللہ جعفر صادق ؑ نے فرمایا ہے کہ رسولخدا ؐ پر آسمان سے ایک وصیت بروئے کتاب نازل ہوئی اور آنحضرت ؐ پر کوئی کتاب مُہر زدہ نہیں نازل ہوئی مگر وصیت مذکورہ۔ پس حضرت جبرئیل ؑ نے عرض کی کہ یا محمد ؐ یہ وصیت آپکو ہے آپکی اُمت مرحومہ مین واسطے آپکے اہلبیت کے رسولخدا ؐ نے فرمایا کہ ای جبرئیل میری اہلبیت کون ہین۔ تسپر حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپکے اہلبیت مین سے حضرت علی۔ خدا تعالی کے شریف مرد ہین اور انکی اولاد ہے۔ البتہ وارث ہوگا تیری علم نبوۃ کا علی رضؓ جیسے آپ ابراہیم ؑ سے اوسکے وارث ہوئے اور علم کی میراث علی کے لئے اور آپکی اولاد ذریہ کیواسطے ہے جو حضرت علی رضؓ کی صلب سے ہوگی۔ شیعہ کی یہہ روایت جسمین رسول پاک کی اولاد اور مولانا علی رضؓ کا علم الانبیاء مین وارث ہونا بصریح موجود ہے اور اسمین اموال دُنیا کا نام کیا بلکہ نشان تک بھی نہین محض شیعہ کے الزام کے واسطے لکھی گئی ہے۔ ورنہ اہلسنت کے نزدیک تو ایسے موضوع کلمات کا کچھ بھی ثبوت نہین۔ دیکھو حضرت علی رضؓ کا شریف مرد اور برگزیدہ اہلبیت مین سے ہونا وغیرہ وغیرہ ایسے اوصاف سے تو کوئی مومن انکار نہین کرتا جو کرے سو وہ مردود ہے لیکن ہم کہتے ہین کہ رسولخدا ؐ پر ایک کتاب مشمول وصیت کا جسپر مُہر ثبت تھی نازل ہونا محض شیعہ کے مصنوعی سرود مین سے ہے۔ یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ کتاب اللہ جو آنحضرت افضل الانبیا صلواۃ اللہ علیہم پر نازل ہوئی ہے اور جسکی وصف مین ذالک الکتاب لاریب فیہ آیا ہے تمام اہل ایمان کی آنکھونکا نور ہے۔ اب ہمین حضرات شیعہ بتائین کہ وہ کتاب اللہ جسمین وصیت لکھی ہوئی تھی اور با مُہر ثبت شدہ حضرت جبرئیل ؑ لاتے تھے۔ رسولخدا ؐ نے اوسکو ظاہر کیون نہ کیا۔ کسواسطے مخفی رکھدی۔ یہہ کتاب اللہ جسکا نام فرقان حمید ہے اور جسمین خلفاء ثلاثہ وغیرہ مہاجرین اور انصار و ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف حمیدہ ہین اسکو تو سید المرسلین جہان مین ظاہر کرین۔ اور وہ کتاب اللہ مروی اہل شیعہ جسمین محض حضرت علی و اہلبیت کی وصیت ہووے اوسکو رسول ؐ چھپا دین نہ جہان مین اوسکو عیان کرین نہ کیسکو پڑھکر سنا دین۔ سبحان اللہ شیعہ کے ہان کیا عمدہ رسالت ہے اس صورت مین تو جناب رسالتمآب ہی شیر خدا کے ذاتی دشمن ہین۔ آپہی تو بیا یہہ کہ

سید الکونین بزعم شیعہ معاذ اللہ ڈر گئے ہون کہ اس کتاب اللہ کو اگر ظاہر کرونگا تو خلفاء ثلثہ یعنی ابوبکر۔ عمر۔ عثمان حضرت علی کی عداوت سے میری نبوت کو ہی نہ چھین لیوین۔ استغفر اللہ اگر شیعہ کی شان ایسی محبت عترت کا نام اسلام ہو تو ایسے اسلام کو ہمارا صدہا کوس سے سلام ہے۔ واللہ الہادی۔

سوال شیعہ کہ ازواج الرسول ع کو فدک وغیرہ سے کیون اخراجات دئیے جاتے تھے اور اسکا جواب

سوال شیعہ۔ جب انبیاء علیہم السلام کی جائداد کسیکی وراثت نہین تو آپکی ام المومنین عائشہ وغیرہ ازواج کو کیا استحقاق حاصل تھا۔ جو فدک وغیرہ جائداد کی آمدنی سے اونکو اخراجات دئیے جاتے تھے۔ ذرہ ہمین مفصل سمجھائین (جواب) معلوم ہوتا ہے کہ آپکو مالیخولیا کی بیماری بدرجہ کمال ہے۔ اگر آپ انصاف کی نشتر سے فصد کرائین تو یقین ہے کہ خون غلیظ متعصبانہ کے نکلنے سے آپکا دماغ مقدس مصفّا ہو جائیگا۔ پھر آپ روایات معتبرہ فریقین کو سمجھ جائینگے۔ آپکی خدمت مین بارہا عرض کردیگئی ہے کہ فدک وغیرہ جائداد نبوی ص کسیکی وراثت نہین تھی بلکہ وہ بیت المال تھا۔ اہل سنت اور اہل شیعہ کا اسمین اتفاق ہے۔ اسناد فریقین عنقریب گذر چکی ہین۔ اور رسول پاک ص جیسا اپنی زندگانی مین اپنے ازواج کو مال مذکور سے نفقہ دیتے تھے۔ آنحضرت ص کے انتقال فرمانے کے بعد بھی اونکی بی بیونکو اوسیطرح اخراجات پہونچتے رہے۔ خلفاء الرسول ص ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حسن رضی اللہ عنہم نے برابر طریقہ مذکورہ کو جاری رکھا کیونکہ رسول پاک کی وفات کے بعد بھی ازواج الرسول ع اونکے حبالۂ نکاح مین مقید ہین اور سید المرسلین کے فوت ہونے سے اونکا نکاح نہین ٹوٹا۔ پس آنحضرت ع کے سوا سب مردون پر حرام ہین۔ جیساکہ اس مختصر رسالہ مین صفحہ ۷۳ کے مقدمہ مین گذر چکا ہے اور علاوہ اسکے دیکھو شیعہ کی معتبر تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع سلطانی امپیریل پریس لاہور کی جلد ۲ مین صفحہ ۵۶۹ پر بتصریح لکھا ہے۔

رسول ع کے فوت ہونے سے اونکی ازواج کا نکاح اون سے نہین ٹوٹتا۔

ان طلحۃ بن عبد اللہ قال لئن قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لانکحن عائشۃ رضی اللہ عنہا فاخبرہ اللہ تعالی وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا۔ الایۃ خلاصہ اش آنکہ طلحہ بن عبد اللہ کہ از اصحاب رسول ع بود گفتہ بود وقتیکہ رسول خدا ص بمیرد من عائشہ رض را در نکاح خود می آرم خدا خبر داد کہ ازواج او بعد ابدالآباد حرام اند بموت او عقد نکاح او فاسد میشود تم کلامہ ملخصاً یعنی طلحہ بن عبد اللہ جو رسول ع کے اصحاب مین سے تھا اوسنے کہا کہ جب آنحضرت ع انتقال فرمائینگے تو مین بشرط زندگی حضرت

عائشہ صدیقہ سے نکاح کرو نگا ۔ پس حق تعالی نے پارہ ومن یقنت کی سورۃ الاحزاب مین خبر دی کہ نبی ع کے ازواج اور اونکی لونڈی پر ہمیشہ حرام ہین اور آنحضرت صلعم کی وفات سے اونکا نکاح فاسد نہین ہوتا ۔ اب کتب اہل سنت کی روایت سنو کہ شیعہ کی روایت کے معارض ہے یا موافق ۔

مشکوۃ کے باب وفات النبی صلعم مین صفحہ ۵۴۷ پر مروی ہے ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا یقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی فھو صدقۃ ۔ یعنی رسول پاک صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے وارث میری مرنیکے بعد ایک دینار کو بھی نہ بانٹینگے جو کچھ مین چھوڑون میری بی بیون کے نفقہ کے بعد صدقہ ہوگا ۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کی کتاب الفرائض مین صفحہ ۹۹۶ پر بھی کسیقدر الفاظ کم و بیش سے مروی ہے ۔ پس فتح الباری شرح صحیح بخاری مین صفحہ مذکور کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یوخذ منہ نفقۃ نسائہ لان ہن محبوسات عندہ محرمات علی غیرہ بنص القرآن یعنی فدک وغیرہ سے ازواج الرسول ع کا نفقہ لیا جائیگا ۔ کیونکہ وہ مطہرات آنحضرت ع کے نزدیک مقید ہین باسوائے آنحضرت ع کے بنص القرآن سب پر حرام ہین ۔ اب ازواج مطہرات کے لئے واجب النفقہ ہونا ثابت ہوا اور شیعہ کی بدگوئی شیعہ کی بددیانتی پر سمجھی گئی ۔ واللہ الہادی

اللھم اھد ھذا القوم فانھم لا یعلمون ۵ سعدی رح

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ❊ عیب نماید ہنرش در نظر

ساتوان باب مرض الموت مین رسول ع کی طلب قرطاس و دوات کے بیان مین

معترض نے منبع الانصاف مین صفحہ ۱۵ سے ۱۸ تک بعبارت طویل تحریر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اول مخالفتیکہ در عالم شد مخالفت شیطان از امر الٰہی بسجود آدم بود و اول فتنہ و خلافیکہ در اسلام شد منع عمر بود از کاغذ و قلم آہ ۔ فتولوا یا ارباب البصائر لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا تی خشیت من زوال الایمان بسماع مقالات کمثل ہذا الفتان ۔ الٰہی اس شیعہ کو اپنے خزانہ غیب سے اتنی رہنمائی تو کر کہ جسنے تیرے پیارے بندگان مقبولین بارگاہ کا قدر پہچانے اور بدگوئی سے شرماوے افسوس جن شریفون کو حق تعالی اور رسول ع نے باوصاف حمیدہ کثیرہ کے سرافراز کیا ہے ۔ اوجن

بزرگون کو جنت کی بشارت دنیا مین ہی دیدی۔ اونکی حق مین ایسی واہیات کلمات کہتی ہے اپنے ایمان
کے برباد ہونیکا ذرا خوف نہین کرتا۔ دیکہو سنن الترمذی مطبوعہ دہلی جلد ۲ کی صفحہ ۲۳۰ پر مروی ہے۔ باسنادہ

سید عالم کا حضرت عمرؓ کو جنت کی بشارت دینا

الصحیح عن عبد اللہ بن بریدۃ قال اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال دخلت الجنۃ فاتیت علی
قصر مربع مشرف من ذہب فقلت لمن ہذا القصر فقالوا لرجل من العرب فقلت انا عربی لمن ہذا القصر قالوا لرجل
من قریش فقلت انا قرشی لمن ہذا القصر قالوا لرجل من امۃ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقلت انا محمد لمن ہذا القصر
قالوا لعمر ابن الخطاب۔ فی الباب عن جابر و معاذ و انس و ابی ھریرۃ الی آخرہ مختصراً و ملخصاً۔

یعنی مخبر صادق صلعم نے بوقت نماز صبح فرمایا کہ مین بہشت مین داخل ہوا۔ پس سیر کرتے کرتے ایک
رنگ محل چار گوشہ بلند پر پہونچا دیکہا تو وہ سونیکا بنا ہوا تہا۔ مینے فرشتے اور حورون کو جو اوسمین
رہتے تہے کہا کہ یہ محل عالیشان کسکے واسطے ہے اونہون نے کہا کہ ایک مرد خجستہ باشندہ عرب کی
واسطے۔ پھر مینے کہا کہ مین عربی ہون مجہے سمجہانا۔ کہ یہ رنگ محل کس کے لئے ہے اونہون نے کہا کہ
یہہ محل ایک مرد بزرگ قریشی کیواسطے ہے پھر مینے کہا مین افضل القریش ہون مجہے مفصل سمجہا ئیو
انہون نے کہا کہ یہ محل ایک مرد برگزیدہ امت محمدیہ صلعم کیواسطے ہے پھر مینے کہا کہ حضرت محمد صلعم
صاحب امت تو مین ہی ہون میری امت مین سے وہ کون خدا کا مرد ہے جسکے واسطے یہہ محل
بنایا گیا ہے۔ تب فرشتون نے کہا کہ یہ اعلیٰ محل حضرت عمر ابن خطاب کی لئے تیار کیا گیا ہے
افسوس اس بدبخت معترض نے ایسے دلائل اور اخبار صادقہ کو چہوڑ کر محض بکواس کرنے پہ
کمر باندہ لیا۔ کاشکے اگر اس ذی فہم کو حدیث طلب قرطاس و دوات کی کو الف سے کما ینبغی علم
نہ تہا تو اس مجروی سے اوسکو کیا حاصل ہوا۔ ہان البتہ اپنا اور اپنے معتقدین کا ایمان ضرور برباد
کیا۔ یہہ نیاز مند جملہ ناظرین ارباب کیاست پسند کیخدمت مین نہایت عجز سے ملتمس ہے کہ حدیث
طلب قرطاس مندرجہ باب ہذا کی تحقیق کو اول سے آخر تک ذرہ ملاحظہ کرکے انصاف فرمائین اور
فریقین مین سے جسکی کلام کو درست اور قابل سماعت دیکہین اوسکو بدعائے خیر یاد فرماوین۔

طلب قرطاس و دوات مین بیچ شیعہ کا حضرت عمرؓ پر طعن کرنا اور اسکا جواب

اس جہگڑے کی تشریح معہ اعتراضات وجوابات مقدمات ذیل مین عرض کیجاتی ہے۔ **مقدمہ الف**
معترض نے لکہا ہے کہ بدانکہ باتفاق جمیع محدثین و مورخین ہر دو فرقہ رسولخدا در مرض موت اصحاب
را گفت بیارید از برائے من اسباب کتابت تا بنویسم از برائے شما نوشتہ کہ بعد از آن ہرگز نخواہید

نیفتید و عبارت آنحضرت موافق روایت صحیح بخاری و صحیح مسلم و مشکوٰۃ اینست کہ ھلموا اکتب لکم
کتابا لن تضلوا بعدی۔ یعنی بیائید تا بنویسیم برائے شما کتابے کہ بعد از ان ہرگز بضلالت نیفتید و در
شرح مواقف ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی۔ یعنی بیارید نزد من کاغذے تا
بنویسیم برائے شما کتابے کہ بعد از من بضلالت نیفتید۔ پس عمر ابن خطاب مانع شدہ گفت
رسول ص ہذیان میگوید حسبکم کتاب اللہ یعنی بس است شما را کتاب خدا۔ و در بعضے از روایات یہجر
واقع شدہ و در بعضے اہجر و در کتب لغت مثل قاموس وغیرہ مذکور است کہ وقتیکہ میخواہند از ہذیان
گفتن بیمار خبر دہند میگویند ہجر و یہجر و در روایت بخاری واقعہ شدہ کہ عمر ابن خطاب گفت قد غلب
علیہ الوجع درد بر رسول مستولی شدہ حرفش اعتبار ندارد و مخفی نیست کہ اینکلام نیز بغیر ازین معنی
ندارد کہ آنچہ رسولخدا میگوید از روئے بیخودی و غلبہ مرض است پس ہذیان گفتہ باشد آنگہ منافقین
باہم اتفاق نمودند۔ نزاع بطول کشید تا آنکہ رسولخدا ام از روئے اعراض ایشانرا دور کرد از پیش خود۔
اکنون اے طالبان دین حق انصاف باید داد کہ در زیر آسمان این چنین فعلے از کدام مسلمان
اخلاص کیش کر آید آہ۔ یہان تک بعینہ معترض کی عبارت ہے۔ **جواب**۔ حدیث طلب
قرطاس مستند سائل جیسی مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی میں صفحہ ۵۴۰ پر بروایت شیخین
لکھی ہے بدین الفاظ ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ہلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ
فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ الخ۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ جب رسولخدا پر موت حاضر کیگئی (مراد مرض الموت ہے یعنے بیماری کے ایام تھے کیونکہ
یہہ واقعہ پنجشنبہ کو ہوا جیسا کہ اسی حدیث میں آجائیگا اور آنحضرت ع کی وفات دوشنبہ میں ہوئی
جیسا کہ باب وفات النبی صلعم میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ) اور اوسوقت گھر میں بہت آدمی موجود
تھے۔ رسول پاک نے ارشاد کیا کہ لاؤ اسباب لکھنے کا تا کہ لکھدوں میں تمہیں ایک نوشتہ جو نہو تم
گمراہ جادہ سلامت دائم تا بعد اوسکے پس حضرت عمر رض نے اس خیال کی بنا پر کہ رسول پاک
کو شدت مرض سے تکلیف ہوگی۔ فرمایا کہ اسوقت آنحضرت ص پر بیماری غالب ہے اور تمہارے پاس
قرآن ہے تمہیں کتاب اللہ کافی ہے آہ اور صحیح بخاری کی ۱۲ جزو میں یہہ حدیث بدین الفاظ ہے

کہ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت کیا اور کہا کہ مینے دیکھا ابن عباس کو جو فرماتے تہے یوم الخمیس و ما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دموعہ الحصا قلت یا ابن عباس و ما یوم الخمیس قال اشتد برسول اللہ وجعہ فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا آلخ یعنے یوم پنجشنبہ اور کیا عجیب ہے یوم پنجشنبہ پھر حضرت ابن عباس روئے یہانتک کہ اونکے آنسوؤں نے سنگریزہا کو جو وہان پڑے تہے تر کر دیا مینے گذارش کی کہ ای ابن عباس کیا ہے یوم الخمیس فرمایا ابن عباس نے کہ اوسدن مین رسول پاک کی بیماری شدت کو پہونچی پھر آپنے اپنے اصحاب کرام کو ارشاد کیا کہ مجھے اسباب لکھنے کا دو تاکہ مین تمکو ایک تحریر لکھ دون آہ - اب سچ پوچھو تو طلب قرطاس کا باعث کوئی نہین جانتا کہ رسول پاک کیا لکھنا چاہتے تہے اور جناب کا مافی الضمیر کیا تہا کیونکہ اسکے بعد چار پانچ یوم تک زندہ بہی ہے اور باوجودیکہ آپکے وجود باجود مین راحت بہی ہوئی جیسا کہ مسجد مبارک مین تشریف لاکر نماز ہمراہ صحابہ کرام ادا فرمائی چنانچہ باب وفات النبی مین آئیگا - انشاء اللہ تعالیٰ تاہم آپنے اس گنبد بے در کا راز نہ کہولا - اور اہل شیعہ و اہل سنت کے بعض لوگون نے اپنی اپنی رائے کے موافق بیان کیا ہے کہ حضور ممدوح اس تحریر سے خلافت کی لکھنے کا ارادہ کرتے تہے چنانچہ شیعہ تو کہتے ہین کہ مولا مرتضی رضہ کی خلافت بلا فصل لکھنے کیواسطے اسباب کتابت چاہا تا کہ میری وفات کے بعد اکثر صحابہ رضہ خلافت اور حکومت کی تمنا نہ کرین - اور اہل سنت کے بعض لوگ کہتے ہین کہ خلفاء الراشدین یعنے حضرت ابا بکر الصدیق حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کی خلافت لکھنے کے لئے لکھنے کا اسباب طلب کیا تہا کیونکہ آنحضرت عم کو بنور نبوت معلوم ہوگیا تہا کہ میری امت مین سے کئی ایک لوگ انکی خلافت کے منکر ہوکر چاہ ضلالت مین جا پڑینگے - لیکن تقدیر آلہی جو رسول پاک کی تدبیر پر غالب تھی نہین چاہتی تہی کہ سید عالم شدت مرض مین تکلیف اوٹہا کر تحریر کرین - لہذا التقدیر ایزدی کی حکم سے حضرت عمر رضہ کی رائے مبارک مین گذرا کہ نبی صلعم کو جو اسوقت مرض کی شدت ہے - آپ اسی عالم ہونیکی حالت مین وصیت کسطرح تحریر فرمائینگے - اس بنا پر اونہون نے فرمایا کہ قد غلب علیہ الوجع آہ اور اکثر محققین نے لکھا ہے کہ جناب والا کو خلافت کی لکھنے کی کچھ بہی ضرورت نہین تہی بدلائل ذیل - (۱) رسول پاک کی وفات کے بعد یہہ خلافت آپکی سنت کی مطابق نیابت

رسول تہی جو غالباً امور دنیتیہ مین شامل ہے اور طلب قرطاس سے پہلے اڑہائی تین ماہ کے
عرصہ سے جب دین کامل ہوچکا تہا۔ بقولہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم الآیۃ۔
پس دین کامل ہوجانیکے بعد رسولخدا کو تجدید فصل کی کچہہ ضرورت نہین تہی (۲) آنحضرت م جانتے
تہے کہ حقتعالی نے مستخلفین کے ساتھ زبان قدرت سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ بقولہ
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم الخ جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۵ پر گذر گیا ہے۔
پس آپکو معلوم تہا کہ جو لوگ اس وعدہ کے موعود لہ ہین اونکو حقتعالی حسب وعدہ خود خلیفہ بنا
دیویگا۔ پہر جناب کو اسکے لکہنے کی کیا ضرورت تہی (۳) جناب رسولخدا م کو خلافت کا امر زبان
مبارک سے کہہ دینا کافی تہا جو امر بالمشافہ کیا جائے اوسکے لکہنے کا کیا ذکر ہے یہ تو سب کوئی جانتے
ہے کہ حاضرین کے لئے حکم بزبان اور غائبین کے لئے جو غیر ملک مین ہون۔ بہ کتابت کفایت کرتا
ہے۔ پہر ان لوگون کے واسطے تحریر کیا معنے رکہتی تہی۔ (۴) آنحضرت علیہ السلام نے تندرستی
کیحالت مین خلافت بلافصل حضرت ابوبکر رض وغیرہ خلفاء الراشدین کے لئے مقرر فرمادی تہی
چنانچہ علماء شیعہ اور اہل سنت کا اسبارہ مین اتفاق ہے اگر شیعہ اعتبار نہ کرین تو اسی کتاب کے
صفحہ ۶ پر ملاحظہ کرلین اور آئندہ باب وقوع خلافت خلفاء مین بہی ہم فریقین کی کتب سے لکہینگے
انشاء اللہ تعالی (**مقدمہ ب**) یہہ تو یقینیات مین سے ہے کہ رسول پاک م جہوٹ بولنے
سے اور احکام شرع کے تغیر کرنیسے معصوم تہے۔ اور جس امر کیلئے مامور من اللہ ہوئے تہے مثلاً
تبلیغ رسالت تو اوسکے ترک کرنیسے بہی معصوم تہے لیکن امراض جسمانی سے معصوم نہین تہے
کیونکہ اس سے اونکے مرتبہ کو نقصان نہین آتا تہا اور نہ ہی اسبات سے شریعت غرا کو کچہہ خلل پڑتا تہا
دیکہو علماء فریقین سے مروی ہے کہ سید عالم کو سحر کیا گیا تہا جسسے آپ اس وقت تک بیمار رہے کہ کبہی
بار آپکے خیال پاکیزہ مین آیا کہ فلان کام ہم کرچکے ہین حالانکہ جناب نے نہین کیا ہوا ہوتا تہا اور
یہ واقعہ بہی مسلمہ فریقین ہے کہ حضور والا کو مرض الموت مین جو بیماری ہوئی وہ بہ نسبت سابقہ
مرضون کے بہت ہی سخت تہی۔ خصوصاً طلب قرطاس کے وقت شدت مرض سے نہایت تکلیف
مین تہے اسیواسطے آن ذات والا صلعم کے شیفتہ حضرت عمر رض نے فرمایا قد غلب علیہ الوجع وعندکم
القرآن آہ یعنی اسوقت آپ پر بیماری اور درد غالب ہے آہ اور ہمیشہ حضرت عمر رض کی عادت تہی کہ

جسوقت رسول مقبول صلعم کے وجود مبارک مین کوئی تکلیف دیکھتے یا آپکے مزاج مقدس کیخلاف کوئی امر اونکو نظر آتا تو اوسکے دفع کرنیکا تدارک کرتے تھے۔ منجملہ اونکے ایک بار کا ذکر علماء شیعہ سے ہم تحریر کرتے ہین۔ دیکھو شیعہ کی کتاب زبدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور کی مجلس ششم مین صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے کہ ایکدن اعرابی نے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سحر وکذب کی نسبت دی تو

فوثب لہ عمر رض ابن الخطاب لیبطش بہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجلس یا ابا الحفص الخ۔ یعنی یکایک عمر ابن خطاب خلیفہ ثانی غصے مین آکر کھڑے ہو گئے۔ اور چاہا کہ اوس اعرابی کو گرفتار کرین۔ حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ ای ابو حفص آہ۔ اس روایت سے اور اس قسم کی روایات سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عمر رض رسول پاک صلعم کی عاشق تھے اونپر اگر کوئی گرانی دیکھتے تو برداشت نہین کر سکتے تھے اور غالباً رسول صلعم بھی اونکی رائے سے رائے ملا دیتے تھے جیسا کہ اس کتابت کو ترک کر دیا تھا۔ (**مقدمۂ ج**) معترض کی تقریر کا خلاصہ یہہ ہے کہ جب رسول پاک صلعم نے لکھنے کا اسباب مانگا تو عمر ابن خطاب نے کہا کہ رسول صلعم ہذیان کہتے ہین جیسا بعض روایات مین یہجر واقع ہے اور بعض مین ھجر اور کتب لغت مثل قاموس وغیرہ مین لکھا ہے کہ جب عرب کے لوگ چاہتے ہین کہ بیمار کے ہذیان سے خبر دیوین تو ہجر وہجر کہتے ہین آہ۔ افسوس یہ ہے کہ اس شیعہ کو کچھ بھی رقت قلبی نہین ایسا دلیر آدمی ہے کہ صحابہ کرام کی عداوت مین رفتہ رفتہ حد سے گذر جاتا ہے ہم شیعہ کی بہتان مذکورہ کا جواب دو وجہ سے دیتے ہین (۱) لفظ ہجر جو بعض روایات مین آیا ہے اسکے کئی ایک احتمال ہین منجملہ اونکے ایک احتمال یہہ بھی ہے کہ لفظ اہجر فعل ماضی ہے۔ ہجر سے جو بفتح اول وسکون ثانی کے ہے اور مفعول محذوف یعنی الحیوۃ اور کتب لغت جنکا شیعہ نے حوالہ دیا ہے۔ مثل کشف وصراح وغیرہ مین پایا گیا کہ ہجر بفتح مصدر ہے بمعنی جدائی کرنیکے وبکسر اسم مصدر ہے بمعنی جدائی کے فقط بس صحابہ کرام کا قول اہجر یعنے ترک اور جدائی کیا ہے حضرت صلعم نے دنیا سے نہ ہذیان کا معنے مراد ہے جو شیعہ نے لکھا ہے فلیتدبر۔ (۲) بعد تسلیم صحت وقوع لفظ ہجر کے جیسا کہ بعض روایات مین وارد ہے۔ ہم اسکے جواب مین یون لکھتے ہین کہ ہجر کا لفظ اصل لغت عرب مین بمعنی بہیدن وگذاشتن کے پایا گیا ہے جیسا قرآن شریف مین پارہ تبارک الذی کی سورۃ المدثر مین والرجز فاہجر موجود ہے اور ایسے ہی اسکی ائمہ لغت تصریح کر چکے ہین تو اب اسکو ہذیان کے معنے پر حمل کرنا خلاف لغت ہے دیکھو منتہی الجمع

قول شیعہ کہ عمر رض نے کہا کہ رسول صلعم ہذیان بولتے ہین اور اسکا جواب ۰۰

جسکا سائل حوالہ دیتا ہے اوسکے ربع ثانی مین صفحہ ۳۷ پر لکھا ہے۔ ہجر ہجرًا بالفتح وہجرانًا صرمہ والشیٔ
ترکہ۔ ہان جب ہجر کے ساتھ لفظ فی مرضہ لگایا جائے تو البتہ ہذیان کا معنے ادا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب ہجر
ترک کے معنے مین ہو تو بسبب قرینہ مرض کے ترک عقل کے معنے مین ہوگا جو ہذیان ہے مگر چونکہ لفظ
مرض سے مصرّح ہے تو ہم اوسکو ترک کے معنے مین جو اوسکا اصلی معنی ہے استعمال کرینگے اوسکا متروک
حیات وماشابہہا قرار دینگے اور رعایتہ حرمت اکرام الصحابہ رضی اللہ عنہم کی اسی توجیہ مین کامل
مؤید ہے منہا ماظہر لی واللہ ہو الہادی (**مقدمہ د**) حضرت عمرؓ کا حاضرین کو خطاب کرکے یہہ
فرمانا کہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ یعنی رسول عم پر بیماری غالب ہے اور تمہارے
نزدیک قرآن ہی کافی ہے تمہین کتاب اللہ کی محض اشتیاق محبت الرسول عم مین تہا اور اونکا یہہ
خیال اس بات پر مبنی تہا کہ قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے اسمین جب ہر قسم کے احکام موجود ہین تو
نبی صلعم کو ہرج رسانی شدت مرض مین کیا فائدہ کریگی دیکہو حق سبحانہ وتعالی پارہ واذا سمعوا مین
فرماتا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ یعنی نہین چہوڑا ہمنے قرآن مین کسی شیٔ کو اور ہر ایک قسم کا ذکر — آیت ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ
عبارۃً واشارۃً ودلالۃً وکنایۃً وصراحۃً واقتضاءً ہمنے قرآن مین کیا ہے۔ یہان بعض شیعہ اپنی ہرزہ
درائی سے کتاب سے لوح محفوظ مراد لیتے ہین اور یہہ نہین جانتے کہ الف ولام اسم مفرد پر معہود والسابق یعنی
معلوم اگلے کیطرف پہرتے ہین اور معہود السابق کتابون مین سے مسلمانون کے نزدیک قرآن ہی ہے تو
واجب ہوا کہ کتاب سے مراد اس آیت مین قرآن مجید ہو۔ اور شیعہ کی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ دہلی کی جلد ۲ مین
صفحہ ۳۵۳ پر اس آیت کے ترجمہ مین لکھا ہے۔ ما فرطنا فی الکتاب آہ یعنی نہین کم کی ہے ہمنے بیچ
قرآن کے کسی شیٔ کی بلکہ وہ قرآن شامل ہے ہر چیز پر آہ من عینہ اور نیز شیعہ کی معتبر تفسیر البہیتہ
مطبوعہ لاہور کی جلد ۲ کے صفحہ ۳۳۳ پر لکھا ہے۔ ما فرطنا ای ما ترکنا۔ یعنی فرو نگذاشتیم در قرآن ہیچ
چیز برا زیرا آنکہ قرآن متضمن جمیع ما یحتاج الیہ است و بعضے از کتاب جامع المحفوظ حمل کردہ اند وحمل
آن بقرآن موافق حدیثے است کہ در عیون اخبار الرضا از حضرت امام رضا عم مروی است کہ آنحضرت
فرمودہ ان اللہ تعالی لم یقبض نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی اکمل لہ فقال عز وجل ما فرطنا فی الکتاب
ای ما ترکنا فی القرآن یعنی حق تعالی قبض روح پیغمبر خود نفرمودہ تا آنکہ کامل گردانید برائے او دین
خود را ونازل گردانید برائے او قرآن را و بیان کرد در آن قرآن حلال و حرام وحدود و احکام و جمیع

مایحتاج الیہ ابیانے کامل آئے ملخصاً و مختصراً من عینہ۔ اور نیز حق تعالی پارہ واذاسمعوا کی سورۃ انعام میں فرماتا ہے۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ؁ پس جب کتاب اللہ مین سب کچھ موجود ہے تو رسول پاک صلعم کی مزاج مقدس کو شدت مرض مین تکلیف دینا کچھ فائدہ نہین رکھتا تہا۔

(**مقدمہ۔ ھ**) عادت مستمرہ تھی کہ جب رسول مقبول ؐ اپنے اصحاب کرام کو کوئی امر فرماتے تہے جو بطریق ایجاب کے نہوتا تو حضرت عمرؓ اوسمین کچھہ گفتگو کرتے تھے اور آنحضرتؐ اونکی گفتگو سنکر اوسمین غور فرماتے تہے پس اگر مناسب سمجھتے تو حضرت عمرؓ کے کہنے سے اوس امر کو ترک کردیتے تھے جیسا اس واقعہ مین لکھنے کو اونکی رائے سے ترک کردیا تہا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ رسول پاکؐ کے مشیر صاحب تدبیر اور دانشمند وزیر تھے اونکی رائے سلیم جملہ امور مین صائب ہوتی تہی۔ بالفرض اگر جناب رسولؐ اونکی عرض پر توجہ موجہ مبذول نفرماتے تو اکثر اوقات اونکی رائے کے موافق قرآن حمید نازل ہو جاتا تھا جو آیات سبانی حضرت جبریلؑ۔ حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق رسول الثقلین پر لاتے تھے اگر سب کے سب اسجگہ لکھی جائین تو اس مختصر رسالہ مین اونکی گنجائش نہین۔ لیکن بطور نمونہ گذارش کیا جاتا ہے کہ منجملہ اونکے ایک وہ ہے کہ جب عبد اللہ بن اُبی منافق مرگیا تو رسول پاک نے اوسکی نماز جنازہ پڑہنے کا ارادہ کیا او حضرت عمرؓ نے حضور ممدوح کیخدمت اقدس مین اوسکی برائیان بیان کین اور آنحضرتؐ کو جنازہ پڑہنے سے منع کیا۔ آخر آنحضرتؐ نے حضرت عمر کی عرض کو نہ سنا اور مسکراکر کہا کہ ہٹجاؤ اے عمرؓ۔ حضرت عمرؓ باز نہ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہہ شخص سخت منافق تھا لیکن آنحضرتؐ اوسپر نماز جنازہ پڑہنے کو تشریف لیہی گئے۔ جب فارغ ہوئے تو سورۃ توبہ کی یہہ آیت ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ ؁ نازل ہوئی پس آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو مبارکباد سے سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے عمرؓ تیری رائے کے موافق قرآن نازل ہوتا ہے جیسا کہ اس کتاب کے چھٹے باب مین بہی گذر گیا ہے اور منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو اسیران بدر کی باب مین حضرت عمرؓ کی رائے جناب رسولؐ کی رائے کے موافق نہ ہوئی تو آیت ما کان للنبی ان یکون لہ اسریٰ آہ جو اس کتاب کے صفحہ ۴۸ پر گذری ہے نازل ہوئی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر آج حقتعالی کیجانب سے عذاب نازل ہوتا تو حضرت عمرؓ کے سوا کوئی عذاب سے نہ بچتا۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو عبد اللہ بن اُبی منافق مشہور کی بیماری مین اوسکے بیٹے نے رسول پاک کیخدمت شریف مین

کئی ایک جگہ حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق قرآن نازل ہوا تہا

عرض کیا کہ میرے باپ کیواسطے استغفار چاہیں رسول پاک تیار ہوئے حضرت عمر رض مانع آئے
آنحضرت صلعم نے اونکے کہنے پر کچھ التفات نہ کی۔ جب استغفار سے فارغ ہوئے تو آیت استغفر لہم
او لا تستغفر لہم آہ نازل ہوئی جو اس کتاب کے باب ششم مین گذر چکی ہے۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ
ہے جو شیعہ کی کتاب تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع گلشن رشیدی لاہور کی جلد ا مین صفحہ ۳۴۶ پر
لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر در مسجد الحرام فرمود ہذا مقام ابراہیم است
مقام ابراہیم علیہ السلام عمر گفت پس چرا آنرا جائے نماز گذاردن خود نمیگردانی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ فرمود الی حین مامور من اللہ نشدم پس ہنوز آفتاب آنروز غروب نکرد کہ آیت
واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل گردید آہ من عینہ۔ یعنی رسول پاک صلعم نے مسجد الحرام کے
دروازہ مبارک پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم ع کا مقام ہے۔ یہان کھڑے ہوکر نماز
ادا کرتے تھے یہ اونکے قدمون کے نشان ہین۔ پس حضرت عمر رض نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم
جناب اسکو جائے نماز نہین بناتے اور اس مقام پاکیزہ مین آپ کیون نہین نماز ادا کرتے
رسول پاک صلعم نے فرمایا کہ اے عمر رض ابتک اللہ تعالی نے مجھے اسکا مامور نہین کیا۔ حضرت عمر رض
نے مقام مبارک مذکور پر نماز پڑھنے کی بہت ہی تمنا کی۔ پس ابھی اوسدن کا آفتاب غروب کے
درجہ کو نہین پہنچا تھا کہ آیت مجید واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل ہوگئی۔ اور منجملہ اونکے
ایک وہ ہے جو ایکدن حضرت عمر رض نے رسول پاک صلعم کیخدمت مین گذارش کی کہ یا رسول اللہ صلعم
آپکی قدمبوسی کو اکثر مختلف لوگ آتے ہین۔ اور اسحالت مین آپکے ازواج جو سامنے بیٹھے ہوتے ہین
تو نہایت قباحت ہے۔ آپ انکو پردہ مین بیٹھنے کا حکم دیجئے اسپر رسولخدا ص نے فرمایا کہ یا عمر ہین ابھی اس
امر سے مامور من اللہ نہین ہوا۔ آخر حضرت عمر رض رہ نہ سکے اور ازواج مطہرات کو فرمایا کہ اے
ازواج الرسول ص تمکو پردہ نشینی سے بہتر کوئی کام نہین۔ اسپر ازواج مین سے حضرت زینب نے
جواب دیا وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا۔ یعنی تو ہمپر حکومت کرتا ہے اے
ابن خطاب رض حالانکہ حضرت جبرئیل ع ہمارے گھر مین نازل ہوتا ہے۔ اگر ستر کا حکم حق تعالے کی
جانب سے ہوتا تو ہمین حضرت جبرئیل ع کہدیتا۔ اسسے حضرت عمر کو بڑی غیرت آئی۔ تھوڑی دیر
کے بعد پارہ ومن یقنت کی سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا سألتموہن متاعا

بروایت شیعہ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنانیکا حکم حضرت عمر رض کی رائے سے نازل ہوا۔

حکم ستر امہات حضرت عمر رض کی رائے پر نازل ہوئے

فسئلوہن من وراء حجاب ۔ آہ ۔ پہر اسکے بعد حضور علیہ السلام نے ازواج مطہرات کو ستر مین بٹھا دیا۔ کما فی التفسیر الکبیر والمشکوٰۃ وغیرہما۔ اور منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو شیعہ کی معتبر کتاب تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع امپیریل پریس لاہور کی جلد ۲ مین صفحہ ۴۴۴ پر حرمت خمر کی بارہ مین کتب معتبرہ سے لکھا ہے۔ ان عمر قال اللّٰہم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزلت آیۃ سورۃ النساء یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہم جو حرمت شراب کے بہت خواہان تہے اونہون نے دعا مانگی کہ بار خدایا شراب کے بارہ مین ہمارے لئے شافی حکم کر۔ پس سورۃ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو خدا و رسول پر ایمان لائے ہو مت نزدیک جاؤ نماز کے جبکہ تم شراب سے مست ہو۔ پس رسول پاک صلعم نے حضرت عمر رض کو طلب کیا۔ اور اونپر اس آیت کو پڑہا۔ پہر حضرت عمر رض نے استدعا کی کہ بار خدایا ہمارے واسطے شراب کا حکم مفصل بیان فرما۔ اسکے بعد پارہ سیقول کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر آہ یعنی اور سوال کرینگے تجہسے شراب اور قمار سے پس کہہ ان دونون مین گناہ سخت ہے آہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو بھی حضرت عمر رض کے روبرو پڑہا تو حضرت عمر رض نے دعا مانگی کہ اے خداتعالی شراب کی بارے مین مفصل حکم کر۔ اوسوقت پارہ واذا سمعوا کی یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس الی قولہ فہل انتم منتہون۔ جب حضرت عمر رض نے اس آیت کو سنا تو کہا کہ خدایا اب ہم مطلب کو پہونچگئے ہین۔ تم کلامہ مختصرا من عینہ اور یہان کاتب کی غلطی کا اشتباہ ہے کیونکہ حضرت عمر رض کی التجا کرنے مین آیت ویسئلونک عن الخمر آہ پہلے نازل ہوئی تھی اور اسکے بعد لا تقربوا الصلوٰۃ آہ کو جبرائیل ع لائے تھے۔ اور اس قسم کی اور بھی آیات بہت ہین جو جناب عمر رض کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہین۔ جنکو عدم گنجایش سے نہین لکھا گیا۔ پس ان آیات کے شان نزول سے واضح ہوگیا کہ حضرت عمر رض صائب رائے اور کامل دماغ رکھتے تہے۔ **سوال شیعہ** شاید حضرت عمر رض کا رائے جناب سید عالم کی رائے مبارک سے زیادہ کامل تہا۔ جیسا اونکی رائے کی موافق آیات بہی نازل ہوئین اور رسول خدا صلعم لکہنے کا اسباب چاہین۔ پہر ارشاد حضور کا کچھ لحاظ نہوا اور حضرت عمر رض کے قول حسبکم کتاب اللہ کا بڑا قدر کیا گیا آہ۔ **جواب**۔ اسکا دو وجہ سے دیا جاتا ہے (۱) ایک صفت کل یعنی کامل ہوتی ہے اور ایک اوسکی جزو ہوتی ہے۔ اور رسول پاک صلعم کی

وصف کُل سے بفضل خداوند جل و علا حضرت عمر رضہ کو وصف جزو کا حصہ حاصل ہوا تھا۔ اور وصف
کُل کی خاصیت ہے کہ وہ اپنے محل مین سے کبھی اسقدر ظہورہ نہین کرتی کہ جسقدر اپنے جزو مین سے
ظہورہ کرتی ہے۔ پس امور مذکورہ بالا مین حضرت رسول عمؐ کی وصف کُل نے اپنی جُزو حضرت عمر رضہ
کی وصف مین جو ظہورہ کیا یعنی جو کچھ حضرت عمر رضہ سے فوائد ظہور مین آئے گویا دراصل رسول پاکؐ
کی وصف کل کا اثر تہا اور اسکے مظہر کے لئے حضرت عمر رضہ کا وجود فیض آمود اور اونکا ضمیر منیر عمدہ سی
بھی عمدہ تہا (۳) حضرت عمر رضہ کو بہ نسبت اور لوگون کے رسول پاک صلعم سے امور مذکورہ مین فیض زیادہ
تہا۔ جب اونکو تدبیر امور خیر مین فیض وافر سے بہی وافر تھا تو وہ ہر ایک ارشاد رسول پاکؐ مین اور
جملہ امور مین رائے دوڑاتے تہے پھر جس کام مین خلل جانتے تو حضورؐ سے عرض کر دیتے تھے اور رسولؐ
اوسمین فکر کرتے تھے۔ اگر مناسب دیکھتے تو اوسکے ترک کرنیکا امر فرماتے تہے۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ
دانشمند وزیر صاحب تدبیر کی وصف مذکورہ دیکھکر اونکے حق مین فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی پیغمبر
ہوتا تو عمر ابن خطاب رضہ کو پیغمبری ملتی دیکھو صحاح ستہ مُستندہ معترض مین سی سنن الترمذی مطبوعہ
مطبع مجتبائی کے جلد ۲ مین صفحہ ۲۳۰ پر باسنادہ مروی ہے۔ عن عقبتہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم
لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ عمر ابن خطاب رضہ پیغمبر
ہوتا۔ کیونکہ اونکے دل اور زبان مبارک مین فرشتہ القا کرتا ہے۔ لہذا اونکی زبان دُر فشان سے حق نکلتا ہے
اور حق کہنے مین نہ کسیکا لحاظ کرتے ہین اور نہ کسیکا خوف اونکے وجود مین آتا ہے۔ یعنی احکام دین کے
جاری کرنے مین کسی شخص کا ڈر نہین رکھتے۔ جیسا کہ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی کے صفحہ ۵۹۰
پر مروی ہے۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من نؤمر بعدک
قال ان تؤمروا ابابکر رضہ تجدوہ امیناً زاہداً فی الدنیا راغباً فی الآخرۃ و ان تؤمروا عمر رضہ تجدوہ قویاً
امیناً لایخاف فی اللہ لومتہ لائم الخ۔ اس حدیث کا ترجمہ اس کتاب کی صفحہ ۱۰ پر مفصل گذر گیا ہے
اسکا اسجگہ مکرر لکھنا محض شیعہ کو یاد دلانیکی غرض سی ہے۔ **مقدمہ۔ ۹** ۔ حضرت عمر رضہ کا یہ قول
کہ ای حاضرین قد غلب علیہ الوجع و عندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ جو جناب حضور علیہ السلام کی
رفع تکلیف کیواسطے تہا۔ یہ وعید مین داخل نہین ہے۔ کیونکہ وعید مین اوسوقت داخل ہوتا ہے کہ
جسوقت رسول پاکؐ کوئی امر کرین جو بطریق وحی ہو۔ پھر سامعین اوس سے صریح انکار کرین

اور طلب قرطاس نہ بطریق وحی تھا اور نہ ضروریات مین سے تھا۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے خیالات بشریہ سے تھا ورنہ معاذ اللہ لازم آئیگا کہ جناب رسول سید المعصومین بھی اس کتابت کی ترک کرنیسے نعوذ باللہ گناہ کی مرتکب بنجائین آلہی توبہ یا وعید مین داخل ہوجائین نعوذ باللہ من ذالک۔ حالانکہ شیعہ کی معتبر کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۳۰۸ پر بجنسہ لکھا ہے کہ

پیغمبر ع کو جائز نہین کہ تبلیغ رسالت کو ترک کرے۔

جناب سید المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر ع کو جائز نہین ہے کہ جسکے ساتھ مرسل ہوا ہے اوسے چھپائے گو خوف قتل کا کیون نہو کیونکہ اوسے یقین حاصل ہے ساتھ اسبات کے کہ حق تعالی نے اوسے پیغمبری پر اپنی مبعوث فرمایا ہے اور وہ اوسکو بچانیوالا ہے قتل سے اوسوقت تک کہ رسالت ادا کیجائے اور دعوت سنائی جائے ورنہ تو غرض بعثت ناقص ہوجائیگی تم عبارۃ من عینہ۔ آب معلوم ہوا کہ مرض الموت مین لکھنے کا اسباب طلب کرنا کوئی پیغام ربانی سے نہین تھا۔ جیسا کہ شیعہ لوگ گمان کیے بیٹھے ہین۔ کیونکہ سید عالم کبھی اوسکو ترک نہ کرتے بلکہ اوسیوقت یا دوسرے دن کیا بلکہ تیسرے اور چوتھے اوسکو تک بھی تحریر فرمادیتے یہانتک کہ بغیر لکھنے کے دنیا سے انتقال نہ فرماتے۔ یہان حضرات شیعہ اتنا تو خیال فرماوین کہ جب سید الکونین کو اپنی موت کا حال معلوم تہا اور یہ بھی جانتے تھے کہ عمر ابن خطاب اب میری موت پر قادر نہین ہے اور تبلیغ رسالت کے ترک کرنیسے بھی آن ذات بابرکات معصوم تھی تو پھر آپکو کس امر کا ڈر تہا جو اس لکھنے سے باز رہگئے۔ اور حضرت معترض نے جو اپنی خوش فہمی سے لکھا ہے کہ عمر ابن خطاب نے یہ نہ سوچا کہ رسول صلعم جو قرطاس مع دوات طلب فرماتے ہین تو یہ حسب آیت اِنْ ھُوَ اِلّا وَحْیٌ یُّوحٰی خدا وندکریم کیجانب سے ہے آہ۔ اسکے جواب مین خاکسار

وما ینطق عن الھوی مخصوص نطق قرآنی ہے

گذارش کرتا ہے کہ آیت کریمہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی جو پارہ ۲۷ کی سورۃ النجم مین ہے۔ مخصوص یہ جملہ نطق قرآنی کے ہے عموماً اور یہ بعض منطوقات رسول پاک صلعم کے ہے خصوصاً کیونکہ اگر سب منطوقات رسول صلعم کے بموجب وحی کی ہوتے تو حق تعالی سے آنحضرت صلعم کو کبھی کسی امر پر اعتراض وارد نہوتا۔ حالانکہ پارۂ قد سمع اللہ کی سورۃ التحریم مین ہے رسول پاک صلعم کے تحریم العسل کا قصہ دیکھو جبکہ سید عالم نے اپنے پر شہد حرام کیا تو آیت لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللہُ لَکَ نازل ہوئی۔ اور ماسوا اسکے کئی جگہ نبی صلعم کو حق تعالی سے اعتراض وارد ہوا ہے چنانچہ بارہا اسی رسالہ کی باب ششم مین مذکور ہو گئے ہین۔ پس جب ایسی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ جملہ منطوقات حضور صلعم کے بموجب وحی کی نہین ہو

تہی - بلکہ کئی ایک جگہ اپنی ارادت بشریہ سے بھی فرماتے تہے - اب باقی رہی یہ بات کہ جو امور جناب
ممدوح نے اپنی خواہش بشریہ سے فرمائے ہون تو اونپر امت مرحومہ کو تعمیل کرنی چاہیئے یا نہین
سو اسکا فیصلہ کتب معتبرہ و مسلمہ فریقین کے دیکھنے سے بدین وجہ ہوسکتا ہے کہ ایسے امور مین اگر
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول پاک سے مشورہ ہوا ہو اور آپنے اوس امر کو اونکی مشورہ سے ترک
کردیا ہو تو اوس حکم کی تعمیل امت پر لازم نہین ہے - جیسا کہ صدہا مسائل مین ہوا ہے اور اگر نبی صلعم نے
صحابہ مقبولین کے مشورہ سے اوس امر کو نہین چھوڑا - بلکہ جو کچھ فرمایا پورا کیا گیا تو اوس امر کی تعمیل
امت پر لازم ہے - کیونکہ حق سبحانہ و تعالی نے اپنے حبیب ع کو اصحاب کرام رضہ کے ساتھ مشورہ کرنیکی
اجازت دیدی ہوئی تھی - دیکھو اللہ تعالی پارہ لن تنالوا مین فرماتا ہے - وشاورہم فی الامر الآیۃ
یعنی مشورہ کر اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے صحابہ سے کام مین - اب اس کتابت کو دیکھو کہ
آیا رسول پاک نے اسکو ترک کردیا تہا یا تحریر کرنیکے بعد بطرف عالم باقی تشریف لیگئے - اگر کہو کہ اپنا
ما فی الضمیر لکھکر دنیا سے انتقال فرمایا ہے تو یہ بالکل لغو ہے - اور سراسر بدنسقی و ہرزہ درآئی ہے
اور اگر کہو کہ صحابہ کرام کے مشورہ سے اس کتابت کو ترک کرگئے ہین تو پھر تمہین کیا عناد ہے جو
نبی صلعم اپنے اصحاب کرام کی صلاح پر توجہ فرماوین اور اونکا لحاظ کرین اور آپ آنحضرت صلعم کی
اطاعت کی برخلاف ایک الٹی چال پر چلین - سبحان اللہ یہ ہرگز نہین مگر عناد اور نفاق اور فتنہ و
فساد ہے - واللہ ہو الہادی - **مقدمہ ز** - معترض کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جب رسول ع
نے لکھنے کا اسباب چاہا اور عمر ابن خطاب نے وعندکم القرآن کا کلمہ پیش کیا تو اوسوقت منافقین
نے عمر سے اتفاق کرلیا - اور لکھنے کا اسباب نہ لانے دیا - جب آپسمین وہ منافقین جھگڑنے لگے تو نزاع
کے بڑہ جانے مین رسول ع نے اونکو اپنی مجلس سے دور کردیا الخ تم کلامہ ملخصاً - دیکھو اس شخص
نے رسول پاک ع کے اصحاب مبشرین بالجنۃ کو معاذ اللہ - منافقین لکھکر صرف اپنے ہی ایمان کو
برباد نہین کیا بلکہ اپنے سب معتقدین کی گمراہ کرنیکا بہی خوب بندوبست کیا ہے - یہہ بات ہماری ہان
مسلمہ ہے کہ طلب قرطاس مین ضرور موجودہ مسلمانون کا باہمی اختلاف ہوا تھا - مگر یہہ اختلاف
وعید مین داخل نہین ہے - جیسا کہ عنقریب بیان کیا جاویگا - اور مشکوۃ مین بحوالہ صحیحین مروی ہے کہ
اوسوقت صحابہ اور اقارب مختلف ہوئے منہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ومنہم ما قال عمر رضی اللہ عنہ۔ یعنی کوئی اونمین سے کہتا تہا کہ لکہنی کا اسباب۔ لاؤ تاکہ تمہارے لئے
جناب رسولخدا صلعم لکہین اور کوئی اونمین سے وہ بات کہتا تہا جو حضرت عمر رضنے کہی تہی یعنی
شدت مرض مین آنحضرت ؑ کو تکلیف دینا مناسب نہین۔ اور اس اثناء مین بہت باتین
ہونے لگین۔ یہہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ جب گہر مین دس پندرہ آدمی ہون خواہ وہ کیسی ہی
نرم گفتگو کرین مگر تاہم اونکی کلام جو چند مردمان کے مونہہ سے نکلیگی ضرور بلندی دکہائیگی۔
پس اختلاف مذکورہ مین جب صحابہ مقبولین کی کلام مین قدرے شورش ہوئی جیسا اکثر باتون سے
ایک دوسرے کی بات کو نہ سمجہ سکے تو آنحضرت ؑ نے فرمایا قوموا عنی یعنی اسوقت میرے پاس سے
اوٹہہ جاؤ یعنی اسواسطے کہ مینے لکہنی کا قصہ چہوڑ دیا ہے۔ سو اب اس اختلاف اور واقعہ مذکورہ
سے صحابہ کرام پر طعن کرنا سراسر جہالت اور اختلال دماغ ہے اور اپنے ایمان کو کہونا ہے۔ کیونکہ یہ
اختلاف صحابہ کا اجتہادی رو سے ہوا تہا چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی
دہلی کی جس ۱۲ مین صفحہ ۳۴۳ کے حاشیہ پر لکہا ہے۔ واما الاختلافات الواقعۃ فی حال
مرضہ وبعد وفاتہ صلعم بین الصحابۃ رضی اللہ عنہم فہی اختلافات اجتہادیۃ کما قیل کان غرضہم
فیہا اقامت مراسم الشرع وادامۃ مناہج الدین انتہی من عینہ۔ یعنی ایسے اختلافات واقعہ حالت
مرض اور بعد از وفات آن سرور کائنات کے صحابہ کے درمیان۔ اختلافات اجتہادیہ تہے
جیسا کہا گیا ہے کہ اونکی غرض اوسمین امور دینیہ کو قائم کرنے اور طرق شرعیہ کی صفائی کرنیکی تہی
دیکہو اس روایت سے اظہر من الشمس ثابت ہو کہ صحابہ مقبولین دین متین کی قائم کرنیکی کوشش کرتے
تہے اور اختلاف اونکا طلب قرطاس مین اجتہادی خیال پر مبنی تہا۔ اور وہ لوگ اپنی تجویز اور
سے مراسم الشرع کی تقویت مین تہے۔ اگرچہ اہل سنت کی کتب مین تو سب کچہہ ہی موجود ہے مگر شیعہ
کے جواب مین الزامی جواب سے اونکی دندان شکنی ہو گئی۔ سو منصف مزاج آدمی کو تو مشتے نمونہ
از خروار۔ ایک ہی روایت کا حوالہ کافی ہے اور متعصب بد دین کو چودان علوم کا سنانا بہی عبث ہے
بہر ماشاء اللہ۔ جناب رسول ؑ کا اس کتابت کو ترک کر دینا اور حضرت عمر رض کے اجتہاد سے اس
لکہنی کو چہوڑ دینا صریح ثبوت اصابت کا ہے کہ حضرت عمر رض اور وہ صحابہ جو انکے ساتہ اس اجتہاد مین
متفق ہو گئے تہے صائب الرائے ہوئے تہے۔ ہان اگر حضور ؑ اس کتابت کو ترک نہ کرتے اور لکہنے کے

بروایت شیعہ مرض الموت مین اور بعد از وفات رسول ؑ کی صحابہ رض کا اختلاف اجتہادیہ تہا

بغیر دُنیا سے انتقال نفرماتے تو البتہ حضرت عمر رض وغیرہ انکی ہم موافقین مخطی بالاجتہاد شمار کیے جاتے اور دوسرے صحابہ جو لکھانا چاہتے تھے۔ اس صورت مین وہ فریق صائب الرائے ہوتے حضرت معترض اگر انصاف کی آڑ پر چلتا اور اعتساف کا راستہ چھوڑ دیتا تو اس جھگڑے کا فیصلہ اوسکی اپنی ہی سمجھ سے طے ہو سکتا تہا۔ اور مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی کے جلد دوم مین صفحہ ۳۴۶ پر مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ مینے اپنے حق تعالی سے اپنے صحابہ رض کے اختلاف کی بارہ مین سوال کیا۔ پس میرے پروردگار نے مجھے فرمایا کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم بعضہا اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشئی من اختلافہم فہو عندی علی ہدی الخ۔ اور ان روایات مین اختلاف سے مراد اختلاف فروع مین ہے نہ اصول مین کیونکہ اختلاف اصول اور عقائد مین موجب کفر ہے۔ جیسا حقتعالی نے پارہ لن تنالوا مین فرمایا ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد جاءہم البینات الآیۃ۔ یعنی اے مومنین مثل ان لوگونکی مت ہو جو متفرق ہوئے ہین مثل یہود و نصاری کی کہ بہت بہت فرقے ہوئے اور مختلف ہوگئے ہین اپنے دین مین بعد اس کے کہ آئین اونکو دلیلین روشن کلام اللہ سے۔ تفسیر بیضاوی مطبوعہ دہلی کے جلد ا مین صفحہ ۲۴۹ پر اس آیت کے ذیل مین لکھا ہے۔ الاظہر ان النہی فیہ مخصوص بالتفرق فی الاصول دون الفروع لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اختلاف امتی رحمتہ ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من اجتہد فاصاب فلہ اجران ومن اخطاء فلہ اجر واحد انتہی۔ یعنی بہت ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ بالا مین نہی مخصوص ہے تفریق اصول اور عقائد مین نہ مسائل فروع مین واسطے فرمانے رسول پاک صلعم کے کہ میری امت کا اختلاف مسائل فروع مین رحمت الٰہی ہے۔ اور نیز واسطے ارشاد آن سرور کائنات کے کہ جسنے اجتہاد کیا پس صائب الرائے ہوا تو اوسکے لئے دو اجر ہین اور جو مجتہد خطا کر گیا ہو تو اوسکے واسطے ایک اجر ہے۔ ان عبارات صادقہ کا حاصل یہ ہے کہ اصول اور عقائد مین مختلف ہونا درجہ کفر تک پہنچتا ہے اور مسائل فروع مین اختلاف درمیان امت مرحومہ کے موجب رحمت ایزدی ہے اور معلومات مین سے ہے کہ اصحاب کرام کا یہ اختلاف اجتہاد و مسائل فروع مین ہوا تہا نہ اصول اور عقائد مین چنانچہ شیعہ کی کتاب اخبار ماتم کے حاشیہ سے عنقریب گذرا ہے کہ صحابہ مقبولین کی غرض اوسمین امور دینیہ کو قائم کرنے اور طرق شرعیہ کے صاف کرنیکی تہی۔ اب معترض کے بکواس محض لغو

اور پوچ ہے۔ واللہ ہو الہادی۔ **مقدمۂ ح**۔ مقدمہ و مین مذکور ہوا ہے کہ سید الانبیاء
کا ارشاد ہلموا اکتب لکم کتابا آہ کوئی بطریق وحی نہین وارد ہوا تھا بلکہ خیالات بشریہ سے تھا جسکو
سید عالم نے خود ہی اپنی منشا سے ترک فرمایا۔ اگر بموجب وحی ہوتا تو ضرور ہی تحریر فرماتے اور حضرت
عمرؓ کا حاضرین کو فرمانا کہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن آہ۔ آن فخر انبیاءؑ کی شدت مرض
مین محض حرج اور تکلیف کو دور کرنیکی جہت سے تھا اور ایسا قول جو ایسے خیالات پر مبنی ہو یا مشورہ
دنیہ کے طور پر واقع ہو اور یا بصورت استفہام کہا جاوے تو وہ وعید مین داخل نہین ہو سکتا
چنانچہ کئی ایک موقعہ پر کئی ایک انبیاءؑ اور ملائکہ مقربین علیہم السلام سے بھی ایسی کلمات
واقع ہوئے ہین منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو سورۂ مریم مین آیا ہی کہ جب حضرت زکریاؑ نے فرمایا
قال رب انی یکون لی غلام وکانت امرأتی عاقراً الآیۃ یعنی کہا زکریاؑ نے کہ اے میری پروردگار
کسطرح پیدا ہوگا میرے واسطی فرزند اور ہی بی بی میری نازاینده آہ۔ اور منجملہ اونکے ایک وہ ہے جو
وہ بھی سورۂ مریم مین ہی کہ حضرت جبریلؑ نے جب حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰؑ کی
بشارت دی تو بی بی مریمؑ نے فرمایا۔ انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر الآیۃ یعنی کسطرح پیدا ہوگا
میرے لئے طفل اور نہین ہاتھ لگایا مجھکو کسی آدمی نے یعنی کسینے مجھسے مباشرت کا ارادہ نہین کیا
آہ۔ اور منجملہ اونکی ایک وہ ہے جو ملائکہ مقربین نے جب حضرت آدم صفی اللہ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ
والسلام خلیفۃ اللہ کی پیدائش کا ذکر سنا تو کہا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء الآیۃ
یعنی کیا آیا پیدا کرتا ہے تو زمین مین اوس شخص کو جو فساد کریگا اوسمین اور خونریزی کریگا آہ۔ اور اور
بھی ایسے بہت واقعات ہین جو عمداً عدم گنجایش کی وجہ سے ترک کیے گئے ہین۔ اب معاذ اللہ حسب
خیالات شیعہ لازم آئیگا کہ انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام بھی وعید مین داخل ہو جاوین استغفر اللہ
مقدمۂ ط۔ اشکال۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اختلاف مذکورہ کو یاد کرکے
روتے تھے۔ پھر فرماتے تہی کہ لوگون نے طلب قرطاس و دوات مین باہمی تنازع کیا ہی۔ ولا ینبغی
عند النبی تنازع۔ اور نہین لائق پیغمبر خداؐ کی پاس تنازع کرنا آہ۔ **جواب**۔ حضرت ابن عباس رضؓ کا
رونا تو جناب رسالتمآبؐ کی مفارقت سے ہوا تھا۔

حسبکم کتاب اللہ کی کہنے سے عمرؓ وعید مین داخل نہین ہین۔

برسرم شد بار ہمچون کوہ قاف از ہجر تو	دور کن بار گران یا رحمۃ للعٰلمین

خفتی و من بر رہت استادہ ام بس منتظر ‏— لطف کن بشنو فغان یا رحمۃ للعلمین
تا ز لعل شکرت شیرین نمی حاصل شود ‏— تلخ کامم خستہ جان یا رحمۃ للعلمین
بشتر کش از لالہ سیراب کن لطفِ رحیم ‏— دہ مرادِ سائلان یا رحمۃ للعلمین
عاجز احمد دین آمد شیفتہ بر روئے تو ‏— شرمسار اندر جہان یا رحمۃ للعلمین

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا دوسرا فقرہ ولا ینبغی عند النبی تنازع کما مر اس سے
صریح ثبوت اسبات کا ہے کہ حضرت ابن عباس رضہ اوس زمرہ مین سے تھے جو لکھانے پر مستعد ہوئے تھے اور
اخیر مین مخطی بالاجتہاد ہوئے تھے۔ اب ہم جملہ دلائل سے درگذر کرکے حضرات شیعہ سے صرف اسقدر ہی
پوچھتے ہین کہ حضرت عمر رضہ جبکہ کتاب اللہ کے کہنے سے اگر وعید مین داخل ہو گئے تھے بلکہ شیعہ کے
ناپاک عقیدہ مین معاذ اللہ اسلام سے بھی خارج ہو گئے تو بتائیے کہ ایسے شخص کو جناب مولا علی نے کس لئے
اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم نکاح مین دیدی تھی۔ آپ حضرت علی جیسے شیر خدا مرد میدان کو کیا کمزور سمجھتے ہین سبحان اللہ
بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسد اللہ الغالب کہلائین اور اپنی دختر آل النبی صلعم ایک غاصب الحقوق کو بیاہ
دیوین جسکی نسبت صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کی جلد اول مین کتاب الجہاد کے صفحہ ۴۰۳ پر
حاشیہ مین بحوالہ کرمانی شرح صحیح بخاری لکھا ہے کہ ام کلثوم بضم الکاف وضم المثلثۃ بنت فاطمۃ
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولدت فی حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وخطبہا
عمر الی علی رضی اللہ عنہما فقال انا ابعثہا الیک فان رضیتہا فقد تزوجتکہا فبعثہا الیہ ببرد و
قال لہا قولی ہذا البرد الذی قلت لک فقالت ذالک لعمر رضی اللہ عنہ فقال لہا قولی لہ قد رضیت
رضی اللہ عنک فبعد ساعۃ وضع یدہ علی ساقہا فکشفہا فقالت اتفعل ہذا لولا انک امیر المؤمنین
لکسرت انفک فلما جاءت اباہا قالت بعثتنی الی شیخ سوءٍ واخبرتہ فقال لہا یا بنیۃ انہ زوجک
انتہی واسنادہ صحیح۔ یعنی حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ علیہما الرضوان بنت رسول صلعم جو رسول
پاک صلعم کے زمانہ مین ہی پیدا ہوئی تہین۔ اور حضرت امیر عمر رضہ کے دوران مین جب سن جوانی
کو پہونچین تو حضرت عمر رضہ نے حضرت علی رضہ سے اونکے نکاح کی درخواست کی اور کہا کہ ام کلثوم مجھے
نکاح مین دیدیوین۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ مین ام کلثوم کو آپکی خدمت مین روانہ کرونگا پھر
اگر آپ ام کلثوم کے نکاح کے خواہشمند ہوئے ہین تو مین آپکو نکاح کردونگی۔ پھر اسکے بعد حضرت علی رضہ

حضرت عمر رضہ حضرت علی رضہ کے داماد تھے۔

گھر مین تشریف لائے اور حسب الحکم شرع ایجاب اور قبول تو ہو گئے تہے حضرت ام کلثوم رضہ کو حضرت عمر رضہ کے گھر مین روانہ فرمانا چاہا۔ پس ایک چادر جو اوسوقت گھر مبارک مین موجود تھی اور عمدہ قیمت دار تھی۔ اپنی دختر پاک پر دیکر نہایت پردہ سے حضرت عمر رضہ کے دولت خانہ مین روانہ کر دیا اور نکاح کا ذکر نہ کیا کہ مینے تمہارا عقد امیر المومنین سے کر دیا ہے۔ روانگی کیوقت اتنا فرما دیا کہ امیر المومنین کیخدمتمین میریطرفسے کہہ دیوین کہ یہہ وہی چادر ہے جو مینے آپکو بخشدی ہے پر ام کلثوم رضہ کی سمجھ مین یہ فقرہ نہ آیا۔ کیونکہ یہہ ایک راز سربستہ تہا۔ حضرت ام کلثوم رضہ نے خدمتمین مشرف ہو کر اپنے باپ صاحب کا پیغام مذکور ادا کر دیا۔ اوسوقت حضرت عمر رضہ نے کمال خوشی سے فرمایا کہ جب آپ اپنے والد ماجد کی عالیخدمتمین جائین تو میری طرفسے عرض کر دیوین کہ مین نہایت رضی ہوا ہون خداوند کریم آپ پر رضی ہووے۔ آمین۔ جب حضرت ام کلثوم کو خدمت اقدس مین حضرت امیر عمر رضہ کے کچھ دیر ہوئی تو اثنائے گفتگو مین حضرت عمر رضہ نے مسکرا کر جیسا شرع شریف کے موافق کبھی ایک وقت مین اکثر شوہر خصوصاً عربستان کے لوگ کرتے ہین۔ حضرت ام کلثوم رضہ کی ساق مبارک کو ہاتھہ لگایا حضرت ام کلثوم رضہ جو نکاح کے مسئلہ سے اوسوقت بیخبر تھین کمال غیرت سے کہنے لگین کہ آپ ایسا تمسخر کرتے ہین افسوس ہے کہ آپ امیر المومنین اور خلیفۃ الرسول صلعم ہین۔ اگر آپ امیر المومنین نہوتے تو ایسی حرکت سے مین آپکا ناک توڑ ڈالتی۔ حضرت امیر عمر رضہ ایسی غیرت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور کمال خوشی سے ہنستے رہے۔ کچھ دیر کے بعد جب حضرت ام کلثوم رضہ اپنے قبلہ گاہ حضرت علی رضہ کیخدمت اقدس مین آکر مشرف ہوئین تو حضرت امیر عمر رضہ کا پیغام مذکورہ ادا کرکے کہا کہ اے باپ مجھے ایسے شیخ یعنی بزرگ لے ادب کیخدمتمین بھیجا ہے پھر تمسخر مذکورہ کی کیفیت بیان کر دی تب پھر حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی مینے حضرت عمر رضہ سے تیرا عقد کر دیا ہے اور وہ تیرا خاوند ہے پھر اسکے بعد حضرت ام کلثوم حضرت عمر رضہ کے دولت خانہ مین ہی آباد رہین۔ اب حضرت معترض وغیرہ شیعیان بتائین کہ داماد حضرت علی رضہ کو جو کوئی برا کہے تو اوسپر خداوند کریم کی لعنت ہے یا نہین۔ یہان بعض مخالفین اپنی جہالت سے کہتے ہین کہ حضرت علی مرتضی نے کوئی اپنی خواہش سے عمر ابن خطاب کے ساتھ ام کلثوم رضہ کا نکاح نہین کیا۔ بلکہ حیدر کرار غیر فرار پر ظلم ہوا تھا معاذ اللہ عمر ابن خطاب نے اونکی دختر مذکور ظلماً اور جبراً اپنے گھر مین داخل کر لی تھی۔ الہی توبہ الہی توبہ استغفر اللہ

الغالب کی محبت مین یھہ قزلباشونکا فرقہ کیسا غرقاب ہوا کہ جناب شیر خدا کو کتنا نامرد بنایا گیا استغفر اللہ ایسے واہیات کلمات کی لکھنے سے اہل ایمان کی تو قلم بھی لرزتی ہی۔ یہ ہرگز نہین مگر شقاوت اور نفاق۔ اب حدیث طلب قرطاس اور دوات سے حضرت امیر المومنین عمر ابن خطاب رض کی حقیت اور اونکی صائب الرائے ہونیکی حقیقت مثل آفتاب روشن ہوگئی۔ پس اگر کوئی کور چشم شیعہ حق نہ دیکھی تو چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ واللہ ہو الہادی۔

آٹھوان باب جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے بیان مین

اس باب مین دو فصل ہین

پہلا فصل حجۃ الوداع کے بیان مین

مشکوۃ شریف کے باب قصۃ حجۃ الوداع کے پہلے فصل مین حضرت جابر رض سے مروی ہی۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکث بالمدینۃ تسع سنین لم یحج ثم اذن فی الناس بالحج فی العاشرۃ ان رسول اللہ صلعم حاج فقدم المدینۃ بشر کثیر فخرجنا معہ الحدیث رواہ مسلم یعنی جناب سید عالم مکہ معظمہ سے جب ہجرت فرماکر مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو وہان یعنے مدینہ طیبہ مین نو سال سکونت پذیر ہوے اور اتنی مدت تک جناب والانے کعبہ شریفہ کا حج نہ کیا۔ پھر جب مدینہ طاہرہ مین ہی حضور ع کو دسوان برس چڑہا تو عام طور پر لوگون مین جتایا گیا کہ اس سال مین حضور ممدوح ع حج کو تشریف لیجانیوالے ہین پس یھہ خبر سنکر لوگ کثیر مدینہ مبارک مین جمع ہوے اور ہم سب لوگ رسول ع کے ساتھ حج کے لئے نکلے آہ۔ اور تمام کتب سیر مین سے علماء اہل سنت اور اہل تشیع کی مسلمہ و معتبر کتاب روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۳ ہ پر بعبارت طویل لکھا ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ در حجۃ الوداع رسول اللہ ص بقبائل عرب خبر فرستاد کہ ہر کس کہ داعیہ حج گذاردن دارد باید کہ بما پیوندد پس خلق بسیار از اطراف دیار عرب روی توجہ بجانب مدینہ نہادند و دران موضع مجتمع گشتند تا ملازم رکاب فلک فرسائی بودہ آداب و مناسک حج بیاموزند سرور کائنات ہمراہ آن جماعت از مدینہ بیرون آمدند و بطرف بیت اللہ شریف روانہ شدند و گویند کہ آنراہ شد چہار دہم اد

ذکر حجۃ الوداع

کس بلازم آنحضرت ع بودند۔ یعنی اوسوقت جناب سرور کائنات نے عرب شریف کے قبیلون کو خبر
ارسال کی کہ جو کوئی حج کرنیکا ارادہ رکھتا ہے اوسکو چاہیئے کہ ہمارے ساتھ چلے پس اقطار عرب سے خلق
کثیر بجانب مدینہ منورہ متوجہ ہوئی۔ لوگ جناب رسول ع کی قدمبوسی کرکے وُہین جمع
ہوتی رہے تاکہ حضور ع کے ساتھ حج پر جاوین۔ اور حج کرنیکے طریقے سیکھہ لیوین۔ اور بروایات صحیحہ ثابت
ہوا ہی کہ چودہ ہزار اور ایکسو حج کرنیوالے رسول پاک صلعم کے ہمراہ اوس راہ مین بلازم تھے۔ فی الجملہ نبی ع
ذوالحلیفہ مین تشریف لائے اور وہان احرام باندھا۔ جب کعبہ شریفہ مین پہونچے تو وہان چند یوم قیام
پذیر ہوئے۔ جیسا روضۃ الصفا کے جلد مذکور مین صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہی۔ ورسولخدا از یکشنبہ تا ہشتم
ذی الحج چہار روز درخانۂ کعبہ توقف فرمودہ روز پنجشنبہ با مسلمانان روئے توجہ بجانب منا نہاد و شب
ہمانجا بسر بردہ بامداد صلوٰۃ بامداد قیام نمود و بعد از طلوع آفتاب بروز جمعہ متوجہ عرفات شد
و در آنجا چندان توقف کرد کہ آفتاب از وسط آسمان زائل گشت انگہ بر ناقہ سوار شدہ خطبہ در غایت
فصاحت و بلاغت بخواند و درین روز آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم | شان نزول آیت الیوم اکملت آہ
الاسلام دینا نازل شدہ آہ۔ یعنی رسولخدا ع چار یوم تک تو کعبہ شریفہ مین ہی رونق افروز ہوئے اور
آٹھوین ذوالحج یوم پنجشنبہ کو بجانب منا مبارک تشریف لائے۔ رات وُہین بسر فرمائی صبح بروز جمعہ جو
خاص یوم حج تہا جبل عرفات پر تشریف لیگئے اور عرفات پر تا زوال آفتاب کھڑے رہے۔ جب عین
زوال ہوا تو اونٹنی پر سوار ہوکر نہایت خوش آوازی سے فصیح زبان مین اور عمدہ الحان مین خطبہ
پڑہا اور اوسیدن آیت الیوم اکملت لکم دینکم آہ نازل ہوئی۔ جسپر شیعہ بڑے جوش سے مولانا علی رض
کی خلافت پر دلیل پکڑتے ہین چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۰ پر مفصل گذر چکا ہی۔ اور تفسیر کبیر مطبوعہ
مصر کے جلد ۳ مین صفحہ ۳۷۵ پر لکھا ہے۔ نزلت ہذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الیوم الخ
یوم الجمعۃ وکان یوم عرفۃ بعد العصر فی حجۃ الوداع سنۃ عشر من الہجرۃ والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
واقف بعرفات یعنی رسول پاک ع پر آیت الیوم آہ۔ بروز جمعہ نازل ہوئی اور وہ روز جمعۃ الوداع
کا تہا۔ نماز عصر کے بعد سنہ ۱۰ ہجری مین جو اوسوقت حضور ع جبل عرفات پر قیام پذیر تھے۔ وان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما قرا ہذہ الآیۃ علی الصحابۃ فرحوا جداً واظہروا السرور العظیم الا ابا بکر رضی اللہ
عنہ فانہ بکی فسئل عنہ فقال ہذہ الآیۃ تدل علی قرب وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانہ لیس

بعد الکمال الا الزوال فکان ذالک دلیل علی کمال علم الصدیق حیث وقف من ستر ہذہ الآیۃ لم یقف

علیہ غیرہ ۔ یعنی جناب رسالت مآب نے جب اس آیت کریمہ کو صحابہ رضہ پر آواز بلند پڑہا تو آپکے

اصحاب کرام رضہ بہت خوش ہوئے اور سب موجودین نے بڑی شادی ظاہر کی ۔ ہر ایک شخص دین

عزا کی کاملیت شکر الٰہی ہے کو مبارکباد کہنے لگے ۔ مگر حضرت ابابکر صدیق رضہ نے خوشی کی بجگہ

اس آیت شریفہ کے سنتے ہی وہ رونے لگے ۔ پس حاضرین نے اون سے سوال کیا کہ آج تو شادی کا یوم ہے

کیونکہ ہم لوگون کو بوجوہ ذیل نعمتین حاصل ہوئی ہین (۱) حج کا دن ہے اور ہمکو حقتعالی نے کعبہ

شریفہ کی زیارت نصیب کی ہے (۲) جمعہ مبارک ہے جو مومنون کیلئے جمعہ ہفتہ وار عید ہے (۳) ہم لوگ

رسول اللہ ؐ کی قدمبوسی مین حاضر ہین جنکی مصاحبت ہمین قرب درگاہ رب العلمین و سبب خوا دینے

ہے (۴) آج ہمکو کاملیت دین عزا کی بشارت ملی ہے ۔ پس دین متین کی کاملیت سے زیادہ کیا نعمت

چاہیئے ۔ (۵) فردا یوم عید مبارک ہے ۔ جب جملہ اسباب خوشی کے ہین تو پھر رونا کاہے کو ہے ۔ حضرت

ابابکر صدیق رضہ نے فرمایا کہ مین بھی یہ سب نعمتین جو آج ہمین حاصل ہوئین ہین جانتا ہون پر اسلئے

روتا ہون کہ یہ آیت رسول پاک صلعم کی وفات پر دلالت کرتی ہے ۔ اور اس آیت شریفہ سے مجھے مبارک

رسول ؐ کی جدائی کی بو آتی ہے کیونکہ کمال کے بعد زوال ہوتا ہے جو شئی اپنی کمالیت کی درجہ کو پہنچ جاے

تو پھر خواہ مخواہ زوال مین آجاتی ہے ۔ پس یہ واقعہ حضرت صدیق اکبر رضہ کی کمالیت علم پر دلالت کرتا

ہے ۔ یہی وجہ کہ جسطرح اس آیت کے راز سے وہ صاحب واقف ہوئے ہین ۔ ایسا اور کوئی صحابہ سے

اسکا واقف نہین ہوا ۔ و عاش النبی صلعم بعد نزولہا احدًا و ثمانین یومًا او اثنین و ثمانین یومًا و لم

یحصل فی الشریعۃ بعدہا زیادۃ و لا نسخ و لا تبدیل البتۃ تم الکلام من تفسیر الکبیر ملخصًا من عینہ

یعنی اس آیت کریمہ کی نزول کے بعد سید عالم صلعم نے ۸۱ یوم یا ۸۲ یوم معاش فرمائی پھر اس جہان

فانی سے انتقال فرمایا اور آیت مذکورہ کے نازل ہونیکے بعد شریعت غرا مین کچھ زیادتی یا نسخ

اور تغیر و تبدیل نہین ہوا ۔ یعنی آنحضرت ؐ پر سب سے آخر یہی آیت نازل ہوئی ہے ۔ علماء شیعہ نے

بھی اسکے قریب ہی لکھا ہے دیکھو منجملہ کتب شیعہ کے کتاب انارۃ الابصار مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲

مین صفحہ ۷۴ پر مروی ہے کہ رسول ؐ روز عرفہ مقام عرفات پر تھے کہ حضرت کو بارشاد الٰہی معلوم ہوا

کہ میرا ارتحال عالم قدس کیطرف اب قریب ہے اور یہ آخری حج ہے کہ اسکے بعد اب مین یہ مناسک

بجا نہ لاؤنگا۔ اوسکے بعد جو خطبہ حضرت ص نے پڑہا تو اوسمین فرمایا کہ مجھسے اپنے مناسک لے لو کہ پھر مین
اس سال کے بعد تمھین نہ دیکھونگا انتھی من عینہ اور کتب تواریخ مین بھی دیکھو مسلّمہ فریقین کتاب
روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۴۴ پر بعبارت بسط البسیط منقول ہے جسکا خلاصہ
یہ ہے کہ رسولخدا در آن روز چندان بر عرفات بایستاد کہ قرص خورشید از نظرہا غائب شد انگاہ
از آنجا بمزدلفہ رسیدہ صلوۃ مغرب و عشا را بگذارد و شب ہمانجا بسر بردہ بعد از نماز صبح بمشعر الحرام
آمدہ روی بقبلہ ایستاد آلخ یعنی جناب رسالت مآب صلعم نے غروب آفتاب تک اوس دن مین عرفات
پر قیام فرمایا۔ پھر ہمراہ قوم حجاج مزدلفہ مین تشریف لائے رات وہان ہی بسر فرمائی صبح بمشعر الحرام
متوجہ ہوئے پیش از طلوع آفتاب مشعر الحرام سے واپس تشریف لائے اور افعال ہر سہ جمرہ بجا لا کر مقام
منا مین قدم رنجہ فرمایا۔ منبر پر رونق افروز ہو کر نہایت خوش آواز سے خطبہ پڑہا۔ پھر منحر مین تشریف
لائے اور جو اونٹ جناب مولانا علی رض اون دنون ملک یمن سے ایکسو کے تقریب لائے تھے۔ اور جناب
سیّد الانبیاء کیخدمت مین سب کے سب بطور ہدیہ اونہون نے پیش کر دیئے تہے۔ اونمین سے ۶۳ اونٹ
جناب رسولخدا ص نے اپنے ہاتھ مبارک سے نحر کئے قربانی وغیرہ سب مناسک بجا لا کر بیت اللہ شریف
مین رونق افروز ہوئے و چند روزے در مکۂ شریفہ اقامت نمودہ عنان عزیمت بجانب مدینہ منورہ ذکر غدیر خم
معطوف گردانیدہ بعد از قطع منازل بغدیر خم کہ از نواحی جحفہ است رسیدہ آنجا نزول فرمود و در آن
موضع نماز ظہر گذاردہ باصحاب کرام فرمود تا زیر درختان را صفا دادند و پالانہای شتران را جمع کردہ
بزیر یکدیگر نہادند آنگہ باشارت آنحضرت ص بلال موذن ندا کرد کہ حی علی خیر العمل خلق مجتمع گشتند
رسول اللہ صلعم بر بالای آن پالانہا برآمد و خلائق را نصیحت فرمود و حضرت علی رضی اللہ عنہ نیز بامر آنحضرت
بر آن موضع برآمدہ در پہلوے راست او بایستاد و رسولخدا ص بزبان خجستہ موعظت فرمود باز گفت
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ الخ از جملۂ اصحاب عمر ابن خطاب رض
گفت خوشا حال تو ای علی کہ صباح کردی و مسا مولای من و مولای جمیع مومنین و جمیع مومنات
یعنی جناب رسول مبارک م چند یوم بعد ادا کرنے مناسک حج کی مکۂ معظمہ مین رہے پھر آپنے مدینہ مبارکہ
کو لوٹنے کا ارادہ فرمایا بصورت قطع منازل موضع غدیر خم مین رونق افروز ہوئے اور وہان نزول فرمایا
نماز ظہر کے بعد اپنے اصحاب کرام کو حکم دیا تاکہ اونہون نے جہان درختون کا خوب ٹھنڈا سایہ اور

زیر سایہ نہایت ٹھنڈی جگہ تھی۔ اوسجگہہ کو صاف کیا اور اونٹون کے پالان جمع کرکے ایکدوسرے پر رکھدیئے گئے۔ اور اونکا منبر بنایا گیا۔ حضرت بلال مؤذن نے رسول عم کے حکم سے عام ندا کیا کہ حی علی خیر العمل یعنے آؤ۔ اوپر اچھے عمل کے جیسا زمانہ موجودہ کے شیعیان اذان خمس الاوقات مین الفاظ مسنون حی علی الفلاح کی جگہ اس کلمہ کو کہتے ہین جو آنحضرت عم نے اذان مین تو درج ہی نہین کرایا تہا۔ پھر آن فخر انبیاء علیہ السلام منبر مذکور پر تشریف لائے حمد و ثناء آلہی کے بعد لوگون کو نصیحت آمیز کلمات سے سرفراز گردانا اور مولا علی عم حسب الحکم سید الثقلین کی آنحضرت عم کے داہین پہلو مین اوسی منبر پر کھڑے ہوگئے۔ رسول پاک صم نے خوش تقریر پُر تاثیر مین وعظ فرمایا۔ اختتام وعظ مین سب کو ارشاد کیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحدیث یعنی جسکا مین دوست اور محبّ ہون اوسکا علی رض بھی دوست اور محب ہے۔ پس سب صحابہ کرام سے پہلے حضرت عمر رض نے فرمایا کہ مبارکباد آپکو اے ابن ابی طالب رض کہ ہوئے آپ صبح اور شام مین یعنی ہر وقت مین میرے اور سب مومنین و مومنات کے دوست صادق۔ اس واقعہ سے حضرات شیعہ حضرت مولانا ع کی خلافت بالفصل پر دلیل لاتے ہین اور اونکے اس خبط کا جواب اس کتاب کے صفحہ ۹ پر مفصل گذر گیا ہے۔ یہان شیعون کو ایک اور تخیل پیدا ہوگیا ہے۔ کہتے ہین کہ اہل سنت جو حدیث مذکور مین مولی کے معنے دوست اور محب لکھتے ہین تو ہم اونسے پوچھتے ہین کہ کیا غدیر خم سے پہلے جناب علی رض جملہ مومنین کے عدو تھے جو اوسدن مین دوست قرار دیئے گئے کیا وہ آگے کسیکے دوست نہین بنتے تھے۔ الخ۔ اس چرپوز قول کے جواب تو بہت ہین۔ مگر عدم گنجایش سے صرف چند فقرات نہایت اختصار سے لکھتا ہون (١) پارہ لایحب اللہ کی سورۃ المائدہ مین آیت ذیل کو دیکھو جو اس رسالہ کی صفحہ ١١ کی حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ اِنّما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الآیۃ یعنی سوا اسکے نہین کہ دوست تمہارا ہے اللہ اور رسول اوسکا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین یعنے حضرت علی رض۔ پھر اب شیعہ بتائین کہ اس آیت کی نازل ہونیسے پہلے بزعم شیعہ معاذ اللہ حقتعالی اور نبی اللہ و حضرت علی مومنین کے دشمن تھے یا کیا (٢) حق سبحانہ و تعالی پارہ ٢١ اتل ما اوحی کی سورۃ الاحزاب مین فرماتا ہے۔ النبی اولی بالمومنین من انفسہم الآیۃ۔ تفسیر یوسفی مطبوعہ بمبئی کے جلد ٢ مین صفحہ ۱۵۴ پر اس آیت کا ترجمہ یون لکھا ہے کہ پیغمبر عم بہت شفقت والا ہے مسلمانون پر جانون اونکی سے سب کا مومنین۔ پس ہم شیعہ سے مستفسر ہین کہ اس آیت سے پہلے جناب

سیدالمرسلین مسلمانو نپر قہر اور سختی کرنیوالے تہے یا کیا استغفر اللہ (۳) ہم جملہ دلائل سے درگذری
اہل شیعہ آیت تطہیر کی حقیقت کو دیکھین جو اس کتاب کے صفحہ ۵۰ پر گذری ہے۔ پھر فرمائین کہ اہلبیت
پاک بزعم شیعہ آیت تطہیر کے نازل ہونیسے پہلے معاذاللہ پلید تھے یا کیا نعوذ باللہ من ذالک۔ یا اللہ
اس فرقہ دوازرہ راست افتادہ کو راہ راست پر لا۔

دوسرا فصل رسول پاک صلعم کی انتقال کی بیان مین

روضۃ الصفا کے جلد دوم مین سید المرسلین ؐ کے انتقال مین لکھا ہے کہ علماء سیر رحمہم اللہ تعالیٰ
گفتہ اند کہ حضرت مقدس نبوی صلعم چون از حجۃ الوداع بمدینہ مراجعت فرمود مریض شدہ باز
صحت یافت و چند روز بخیریت گذاردہ بعد ازآن بتاریخ ثامن عشرین صفر آن سرور را تپ و درد سر
عظیم روے نمودہ ملخصاً و مختصراً یعنی رسول ؐ جب حجۃ الوداع سے بقطع منازل جیسا پہلی فصل مین مذکور ہوا ہے
مدینہ طیبہ مین تشریف لائے تو آپکو علالت جسمانی نے منہ دکھلایا اور کچھ دن مریض ہوکر پھر صحتیاب ہوگئے
چند یوم تندرستی مین ہی بسر فرمائے اوسکے بعد بتاریخ ۲۸ صفر حضور ممدوح کو جو روز دوشنبہ تھا تپ
عظیم اور دردسر شدت سے شروع ہوا۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب زبدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ
۴۸ پر مجلس پنجم مین لکھا ہے۔ لما مرض النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مرضاً شدیداً کان فی بیت ام سلمۃ فقالت
ام سلمۃ رضی اللہ عنہا بابی انت و امی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مالی اراک متغیراً محزوناً قال یا
ام سلمۃ رض نعیت الی نفسی فسلام لک منی فلا تسمعین بعد ذالک صوت محمد ابداً یعنی جب رسولخدا ؐ کو
مرض شدید لاحق ہوا تو اوسوقت وہ حضرت ام سلمہ رض کی گھر مین تشریف رکھتے تھے۔ جب ام سلمہ رض نے حضرت
کا حال نہایت ہی متغیر پایا۔ عرض کی کہ قربان ہون آپکے ماں اور باپ میرے یا رسول اللہ ؐ کیا سبب ہے کہ
اسوقت مین آپکا حال نہایت متغیر پاتی ہون۔ اور حضرت ؐ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ اب وقت میری وفات کا
قریب آیا ہے آہ من یعنیہ۔ نیز شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری کی مجلس اول مین
صفحہ ۹۰ پر مروی ہے کہ رسولخدا ؐ آغاز مرض مین کان فی بیت ام سلمۃ رض فاقام بہ یوماً او یومین فجاءت
عائیشہ رضی اللہ عنہا تسئلہ ان ینقل الی بیتھا لتتولی تعلیلہ فاذن لہا فانتقل الی البیت الذی اسکنت
عائیشہ رضی اللہ عنہا فاستمرض بہ فیہ ایاما و ثقل علیہ و علی آلہ السلام۔ یعنی مرض الموت مین گھر مین اپنی

زوجہ ام سلمہ رض کی تھے۔ ایکدن یا دو دن وہان بسر ہوئے۔ پس بی بی عائشہ صدیقہ وہان عیادت کو آئین اور اپنی مکان مین اوٹھا لیجانیکو چاہا کہ بیماری کا اچھا علاج ہو۔ حضرت ع نے بھی منظور کیا۔ پس عائشہ رض کی گھر مین قدم رنجہ فرمایا۔ دو دن جو وہان رہے تب بیماری نے شدت کی الخ۔ اور نیز شیعہ کی معتبر کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد م مین صفحہ ۲۶۴ پر بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب مرض حضرت کا زیادہ ہوا تو مکرر یہ فرمایا کہ این انا غداً یعنی کل کے روز مین کسکے گھر مین ہونگا۔ پس جناب سیدہ نے سب بی بیون سے کہا کہ حضرت کو مرض کیحالت مین سب کے گھر جانیسے مشقت ہوگی بہتر یہ ہے کہ ایک گھر مین تشریف رکھین چنانچہ سب اسپر راضی ہوئین کہ حضرت ام المومنین عائشہ رض کے گھر مین تشریف رکھین بعد اوسکے عائیشہ رض کی گھر مین تشریف لائے اور بستر مرض پر لیٹے اور مرض حضرت کا زیادہ ہوا۔ یہان تک کہ بہت تیز تپ حضرت کو آئی۔ آہ ملخصاً من عینہ۔ اور کتب صحاح مثل صحیح بخاری وغیرہ مین بھی اسیطرح لکھا ہے۔ پس باتفاق فریقین ثابت ہوا کہ جناب رسول پاک مرض الموت مین حضرت ام المومنین عائیشہ رض کی گھر مین رونق افروز تھے۔ پس اسی حجرہ سے مقتدائے عالم انتقال فرماوینگے۔ اور اسی گھر مبارک مین آپکا روضہ مبارک ہوگا۔ جیسا عنقریب آتا ہے انشا اللہ تعالی۔ اور سنن الترمذی کی کتاب الشمائل مین صفحہ ۳۱ پر حضرت سالم بن عبید رض سے مروی ہے کہ قال اُغمی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ فافاق فقال احضرت الصلوۃ قالو نعم فقال مروا بلالاً فلیوذن و مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ ان ابی رجل اسیف اذا قام ذالک المقام یبکی فلا یستطیع فلو امرت غیرہ فقال مروہ انکن لانتن صواحبات یوسف ع فامر بلالاً فاذن و امر ابوبکر فصلی بالناس ثم ان رسول اللہ ص وجد خفۃ فقال انظروا الی من اتکی علیہ فجاءت بریرۃ و رجل آخر فاتکاء علیھما فجاء الی المسجد فلما راہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ذہب لینکص فاومی الیہ ان یثبت مکانہ حتی قضی ابوبکر رض صلاتہ الحدیث یعنی حضرت سالم کہتا ہے کہ رسول پاک پر بیہوشی لاحق ہوگئی جب مقتدائے عالم ہوش مین آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا نماز کا وقت ہوگئے حاضرین نے عرض کی کہ ہان یا رسول اللہ ص حضور ع نے فرمایا کہ حضرت بلال رض کو کہدو جو میری مسجد مین اذان کہے اور حضرت ابوبکر رض کو کہدو جو میری جا بجا لوگونکو نماز پڑہائے تب حضرت عائشہ رض نے گذارش کی کہ میرا باپ حزین اور نرم مزاج آدمی ہے۔ جب آپکے مصلی پر کھڑا ہوگا تو مصلی کو آپسے خالی دیکھکر روتا رہیگا۔ اور ایسی حالتمین امامت نکرا سکیگا اگر اور کسیکو امر فرماوین تو بہتر ہے۔ سید عالم ص نے حضرت

رسول خدا ص کا مرض الموت مین حضرت ابا بکر رض کو امام بنانا

عائشہ رضہ کی اس عرض پر توجہ نفرمائی اور دغالباً حسب عادت شوہران) چند کلمات غصہ آمیز
کہکر فرمایا کہ ابوبکر رضہ کو میری جگہ نماز پڑہنی کو روانہ کرو پہر حضرت بلال رضہ اذان کہنے واسطے
ارسال کر دیئے گئے اور حضرت ابوبکر رضہ امامت کے واسطے روانہ کئے گئے - اسکے بعد سید عالم صلعم کو وجود
فیض آمود مین مرض سے قدرے خفت آئی اور جناب والا نے مسجد مین تشریف لانیکا ارادہ کیا
اپنی کنیزک مسماۃ بریرہ اور ایک اور مرد کے مونڈہون پر ہاتھہ رکھکر مسجد مبارک مین آئے جب حضرت
ابوبکر رضہ نے آپکی تشریف آوری کو معلوم کر لیا تو پیچھے ہٹ جانا چاہا تاکہ جناب رسول صلعم کو یہہ جگہہ
دیدیوین مگر اونکو آنحضرت صلعم نے اشارہ کیا کہ اسی جگہ ثابت رہو - اور کتاب تواریخ روضۃ الصفا
مسلّمہ فریقین مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے - کہ چون از موقف نبوۃ
فرمان چنین صادر شدہ کہ ابوبکر رضہ بامامت امت پردازد ابوبکر رضہ بہ نیت ادائے صلوۃ بر خاست
وچون نظرش بر محراب افتادہ آن موضع را از وجود سید کائنات صلعم خالی یافت چندان
بگریست کہ از ہوش برفت ونالہ وزاری از ان انجمن بر خاست کہ محراب و منبر را دل بدرد آورد
آہ یعنی جب حضرت ابوبکر رضہ صاحب حسب التعمیل حکم حضور ممدوح علیہ السلام کے نماز پڑہانے کو
مسجد مین آئے اور محراب مبارک آنذات بابرکات سے خالی پایا تو اوسوقت اتنے روئے کہ
بیہوش ہو گئے اور تمام انجمن سے رونیکا آواز برپا ہوا اوسوقت محراب اور منبر جدا افتادگان
بہی درد مین آ گئے - اگر اہل شیعہ اس واقعہ سے جزع وفزع کے جواز کی دلیل پکڑین تو اسکا جواب
باب ماتم داری وتعزیہ سازی مین لکھا جائیگا - انشاء اللہ تعالی - اور شیعہ کی معتبر کتاب اثار ۃ الاحصا
مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۴ کے صفحہ ۲۷۴ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ ابابکر رضہ کو بھیجین
کہ نماز پڑہاوین سب سے پہر جب ابوبکر آئے نماز پڑہانیکو تو آنحضرت کو مرض مین خفت ہوئی - پس
اوٹھ کہڑے ہوئے اور دو آدمیون کے بیچ مین ہوکر مسجد کے اندر تشریف لائے جب ابوبکر رضہ نے
حضرت صلعم کی آواز سنی تو چاہا کہ پیچھے ہٹین مگر پہر سید عالم نے اشارہ فرمایا کہ اپنے مکان پر رہو
بعد اوسکے حضرت تشریف لائے اور بائین طرف ابی بکر رضہ کے کہڑے ہوئے اور ابی بکر پیغمبر خدا
کے ساتھہ اقتدا کرتے تھے اور سب ابی بکر کی نماز کے ساتھ اقتدا کرتے تھے - الخ من عینہ اور
پاس نماز کے ادا کرنیکی حقیقت کئی ایک محدثین نے بھی اسیطرح ہی لکھی ہے - از آنجملہ دیکھو

مشکوۃ شریف کے باب ما علی الماموم مین بحوالہ حدیث متفق علیہ حضرت عائشہ رض سے
مروی ہی کہ اُسوقت حضرت ابوبکر رض نے جب سیّد المرسلین صلعم کا آواز تشریف لانیکا سنا تو
چاہا کہ پیچھی ہٹ جائین اور فخر انبیاء کو یہ جگہہ دیدیوین فاومیٰ الیہ رسول اللہ صلعم ان لا یتاخر
فجاء حتیٰ جلس عن یسار ابی بکر رض وکان ابوبکر رض یصلی قائماً وکان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ یصلی قاعداً یقتدی ابوبکر بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والناس
یقتدون بصلوۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ انتھی من عینہ - یعنی پس حضور ع نے حضرت ابابکر
صاحب کیطرف اشارہ فرمایا کہ اسی مصلّی پر قائم رہو اور جناب رسول ع تشریف لائے تاکہ
حضرت ابوبکر رض کی بائین طرف بیٹھ گئے اور حضرت ابوبکر رض کہڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے
اور رسول علیہ السلام بیٹھ کر نماز پڑہتے تھے - ابوبکر رض نے بامامت رسول پاک ص کے اقتدا کیا تہا
اور اور لوگون نے بامامت ابوبکر صاحب کے اقتدا کیا تہا - یہہ تو فریقین کی کتب معتبرہ کا
خلاصہ ہی لیکن تحقیقات کاملہ سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رض مخبر صادق ص کی مرض الموت
مین دو یوم امام بنائے گئے - پہلا نماز ظہر مین جسکو وجہ مذکورہ سے ادا کیا گیا تہا اور دوسرا یوم وفات
کی نماز صبح مین جسمین حضرت ابوبکر رض امام تھے - اور رسول پاک صلعم معہ اصحاب کرام اونکے
مقتدیان تھے - جیسا معتبر کتاب کشف الغمہ مطبوعہ مصر کے جلد اول مین صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے
کہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان ابابکر رضی اللہ عنہ صلی بامومًا فی صلوۃ الظہر یوم
الاحد قبل وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیوم وصلی اماماً فی صلوۃ الصبح یوم الاثنین
والنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی خلف ابی بکر رضی اللہ عنہ رکعۃ لما وجد خفۃ الحدیث - یعنی
جناب رسول صلعم کے ابن العم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضرت
ابابکر صدیق رض نے نماز پڑہی تھی بحالیکہ وہ رسول پاک ص کے ماموم تھے اور اور مقتدیون کے
امام تھے نماز ظہر مین یکشنبہ کے دن جو جناب رسالت مآب ص کی وفات سے اگلا دن ہی اور حضرت
ابابکر صدیق رض نے نماز پڑہی بحالیکہ وہ امام تھے نماز صبح مین دوشنبہ کے دن جسدن جناب
سیّد الانبیاء ص نے انتقال فرمایا تہا اور رسول علیہ السلام نے حضرت ابابکر رض کے پیچھے ایک رکعت
اخیرہ پڑہی تھی - جب آپکو اپنی وجود مبارک مین مرض سے قدرے خفت ہوئی تھی آہ پہر آنحضرت ص

بستر مرض پر تشریف لائے اور سر مبارک اپنا حضرت ام المومنین عائیشہ صدیقہ رض کی گود مین رکھا اور
اوسوقت حضرت مولانا علی رض آنحضرت ع کے پاس آئے اونکو حضور ممدوح نے ارشاد کیا کہ اے علی آ
میرے پاس بیٹھو مین تمہین ایک وصیت کرتا ہون۔ جیسا کتاب روضۃ الصفا کی جلد ۲ مین لکھا ہی
انکہ رسولخدا با علی رض گفت کہ چون من ازین جہان در گذرم مرا بشوئی و عورتین من بپوش کہ ہیچ کس
عورت من نہ بیند الا کہ نابینا شود و چون مرا شستہ باشی آبی کہ در گو ناف من و گو چشم من باشد
آنرا بیاشام تا میراث یابی علم اولین پیغمبران تا آخرین پیغمبران آہ۔ حضرت علی رض رسول اکرم
کے منہ مبارک سے یہ کلمات سنکر رونے لگے اور اونکی آنکھون سے جب آنسون جاری ہوئین
تو وہان سے اوٹھکر باہر تشریف لائے جیسا شیعہ کی جید محدث مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی
شرح نہج البلاغت مین جسکو اب مینے زانو پر رکھا ہوا ہے اوسکی جزو دوم مین لکھتے ہین۔ عن عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما قال خرج علی علیہ السلام علی الناس من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فی مرضہ فقال لہ الناس کیف اصبح رسول اللہ صلعم یا ابا حسن فاخذ العباس رض بید
علی رض ثم قال یا علی انت عبد العصی بعد ثلث احلف لقد رأیت الموت فی وجہہ وانی لاعرف فی وجوہ
بنی عبد المطلب فانطلق الی رسول اللہ صلعم فاذکر لہ ہذا الامر انکان فینا علمنا وانکان فی غیرنا اوصی
بنا فقال لا افعل واللہ ان منعناہ الیوم لا یوتینا ہا الناس بعدہ انتہی من عینہ۔ یعنی حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ حضرت علی رض رسول پاک کی مرض الموت مین آنحضرت ع کے حضور سے
باہر نکلے پس لوگون نے دریافت کیا کہ یا ابا حسن کسطرح حضرت نے صبح کی یعنی جناب کا کیا حال ہے حضرت
علی نے فرمایا کہ حق تعالی کی حمد کہتے ہین اور شکر بجا لاتے ہین اسکے بعد حضرت عباس رض نے حضرت علی رض
کا ہاتھہ مبارک پکڑا اور فرمایا کہ ای علی رض تو دو تین دن کے بعد محکوم ہو جائیگا مین حلفاً کہتا ہون کہ مینے
رسول صلعم کے مونہ مبارک پر موت کے آثار دیکھے ہین اور تمام بنی عبد المطلب کے مونہہ پر جو موت
کے آثار ہوتے ہین مین اونکو بخوبی جانتا ہون پس اسیوقت پہرین آنحضرت ع کی خدمت مین
اور اون سے امر خلافت کے بارہ مین دریافت کرین اگر خلافت ہمارے درمیان ہے تو ہم اوسکو جان
لیوین اور اگر کسی اور کو ہی تو ہمارے واسطے رسولخدا ع اوسکو وصیت فرما دیوینگے۔ حضرت علی ع نے اسکے
جواب مین کہا کہ مین اس امر کا سوال نہین کرتا اللہ تعالی کی قسم ہی کہ اگر آنحضرت علیہ السلام امر مذکور سے

ہمکو منع کردیوین تو اونکے بعد ہمکو لوگ رتبہ خلافت کا نہ دیوینگے۔ اور صحیح بخاری مین بھی کسیقدر بالفاظ
کم و بیش اسیطرح ہی لکھا ہے اور اس حدیث نے شیعہ صاحبان کی خوب گوشمالی کی ہے کیونکہ حدیث
من کنت مولاہ آہ واردہ خم غدیر جو پہلے باب مین گذر چکی ہی اگر مولانا علی ع کی خلافت بلافصل پر
شاہد ہی تو اب مرض الموت آنحضرت ص مین حضرت عباس اور حضرت امیر علیہما السلام کا یہ خطبہ بلیغہ
کون سی خیالات پر مبنی تہا۔ آہی تو بہ اور صحیح بخاری مطبوعہ مطبع احمدی کے جلد ۲ مین صفحہ ۶۳۹
پر باسنادہ الصحیح مروی ہی۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان فی بیتی
وکان راسہ بین سحری ونحری دخل علی عبد الرحمن بن ابی بکر ومعہ سواک یستن بہ فنظر الیہ رسول اللہ ص
فظننت ان لہ بہا حاجۃ فقلت آخذہ لک فاشار براسہ ان نعم فتناولتہ فاشتد علیہ فقلت الینہ
لک فاشار براسہ ان نعم فلینتہ بامرہ وبین یدیہ رکوۃ فیہا ماء فجعل یدخل یدیہ فی الماء فیمسح بہا وجہہ
ویقول لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات یعنی حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہین کہ جناب فخر انبیاء ع وفات
کے روز میرے گہر مین تشریف رکہتے تہے اور آپکا سر مبارک میری گود مین تہا میری سینہ سے تکیہ لگایا ہوا
تہا کہ اتنے مین حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر میرے حقیقی بہائی آئے اور اونکے ہاتھ مین مسواک تہا جب
رسول مبارک نے اونکو دیکھا تو مینے گمان کیا کہ آپ مسواک کو چاہتے ہین اس خیال سے مینے عرض کی کہ آپکو
مسواک دون آپنے فرمایا ہان مینے آپکو دیا تو آپنے اوسکو خشک پایا پہر مینے عرض کیا کہ نرم کردون اپنے دانتون
سے آنحضرت ع نے فرمایا ہان پہر مینے اپنے موںہہ سے خوب نرم کیا اور دیا آنحضرت ع کو اور آپنے مسواک کیا
آپکے روبرو ایک باسن تہا اور اوسمین پانی تہا آنحضرت ع پانی مین ہاتھ تر کرکے موںہہ پر پہیرتے
تہے اور سخت حرارت سے موںہہ مبارک کو تر کرتے تھے اور فرماتے تہے کہ لا الہ الا اللہ موت کے واسطے بہت ہی
سختیان ہین۔ حتی قبض بین سحری ونحری وفی بیتی وفی یومی فجمع اللہ بین ریقی وریقہ بسبب السواک
فی آخر یوم من الدنیا واول یوم من الآخرۃ۔ یعنی تا کہ میرے سینہ سے تکیہ لگائے ہوئے میری گود ہی درمیان
ہی قبض کئے گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) پہر صحابہ واہل بیت حاضرین سے آواز فریاد اور غلغلہ بے اختیار
برپا ہوا جو اصحاب کرام اوسوقت مسجد مبارک مین تشریف رکہتے تہے دردناک نعرہ ونوحہ جو آن
فخر انبیاء کی وفات مین بلند ہوا تہا سنکر اکثر اونمین سے فوراً بیمار ہوگئے۔ جیسا روضۃ الصفا کے جلد ۲
مین صفحہ ۲۲۴ پر منقول ہے کہ درحین وفات سرور کائنات آن صحابہ رض کہ در مسجد بودند چون ندبہ و نوحہ

۱؎ ایک جنس کا نام ہے ×
۲؎ اگر حضرات شیعہ صحیح
سمجھیں اہل بیت کے اس
کلام اور اہل بیت کی دلیل
اور اسکو حجت بنا کر
پیش کرین تو اسکا جواب اب
تم دیدہ وری و نظر بیداری
سے دیکھینگے ارشاد اللہ تعالیٰ
۱۲ منہ ×

رسول ص عائشہ رض کے گہر
مین فوت ہوئے اور
وہین دفن کئے گئے

شنیدند کہ بر فوت حضرت ختمی پناہ از ایشان صادر شدہ سراسیمہ و متحیر گشتند چنانچہ زبان بعضی از تکلم باز
ایستاد و بعضے از امراض مالیخولیا وغیرہ گرفتار شدند و بر طائفہ مرض استیلا یافت انگاہ طائفہ از منافقان
مدینہ بزبان آوردند کہ اگر محمد صلعم پیغمبر بودی بایستے کہ فوت نہ شدے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ این سخن بشنید
شمشیر از نیام کشید و بر در ایستادہ گفت کہ ہر کس کہ بگوید کہ رسولخدا فوت شد میان او را بدو نیم کنم آہ
ملخصاً من عینہ - اور شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ مطبع حسینی رامپوری کی مجلس ۲۲ مین صفحہ ۱۳۰
کے حاشیہ پر لکھا ہی کہ قال عمر رضی اللہ عنہ فی موتہ علیہ الصلوۃ والسلام من قال ان محمد اقد مات قتلتہ
بسیفی ہذا و انما رفع الی السماء کما رفع عیسی ابن مریم علیہ السلام یعنی حضرت عمر رضہ نے جناب رسالت
مآب کی وفات مین جب جانا کہ کئی ایک منافقین ناشایستہ کلمات کہکر لوگون کو ورغلانے کی سعی مین
ہین تو تلوار پکڑ کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ جو کوئی کہیگا کہ محمد صاحب مر گئے ہین تو مین اس
تلوار سے اوسکو قتل کر دونگا اور سوا اسکے نہین کہ رسولخدا صلعم آسمان کیطرف اوٹھائے گئے ہین جیسا کہ
حضرت عیسیٰ عم اوٹہائے گئے تھے - امیر عمر رضی اللہ عنہ ایسے کلمات مؤدبانہ یاد کر کر ہر خاص و عام کو دین
متین کیطرف ترغیب دیتے تھے اور آن ذات والا صفات کی مفارقت پر روتے تھے - اور اوس وقت حضرت
ابوبکر رضہ حسب الحکم حضور عم آپکی مسجد مبارک مین نئے مسلمانون کو احکام شرع فرما رہے تھے - سب
حاضرین نے اونکو بلانا چاہا اور حضرت سالم رضہ کو اونکی خدمت مین روانہ کیا - جیسا سنن الترمذی کی
کتاب الشمائل کے صفحہ ۱۳۲ پر مروی ہی کہ حضرت سالم بن عبیدہ نے فرمایا کہ اوس وقت سب حاضرین نے
مجہکو حضرت ابوبکر کو خبر دینے اور اونکو بلانیکے واسطے روانہ کیا جب مین اونکی خدمت شریف مین مسجد
مبارک مین پہونچا تو قال لی اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت ان عمر یقول ہکذا فقال
لی انطلق فانطلقت معہ فجاء ہو والناس قد حفوا علی رسول اللہ صلعم فقال یا ایہا الناس افرجوا لی
فافرجوا فاکب علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و وضع فمہ بین عینیہ و وضع یدیہ علی ساعدیہ وقبل ثم قال انک میت
فقال انک میت وانہم میتون - یعنی مجہے روتے دیکھکر حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ؟
کیا جناب رسولخدا صلعم قبض کئے گئے ہین مینے کہا کہ حضرت عمر فرماتے ہین کہ جو کوئی سید عالم کو
مرا ہوا کہیگا تو مین اوسکو اپنی تلوار سے قتل کر دونگا - پہر صدیق اکبر نے مجہے فرمایا کہ اپنی ایڑیون پر چل
مین اونکے ساتھ ہی واپس چلا آیا - پس حضرت ابوبکر رسول صلعم پاک کے پاس پہونچے جب اونکو لوگون نے دیکھا

تو آنحضرت ع پر انبوہ کر لیا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اے لوگو مجھے کشادگی دو پہر اونکے فرمانیسے لوگون نے کشادگی دی۔ پس حضرت ابوبکر رض جناب سید کائنات پر جھکے بل امونڈ ہا ہوئے اور اپنا مونھ مبارک رسول پاک کے مونھ مبارک پر رکھدیا اور دونون ہاتھ اپنے آنحضرت ع کے دونو بازو پر رکھدیے اور آنحضرت کے ناصیہ یعنی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پہر روئے اور اس آیت شریفہ کو پڑہا۔ انک میت وانہم میتون یعنی بیشک تو انتقال فرمانیوالا ہے اور وہ بھی مرنیوالے ہین۔ فقالوا یا صاحب رسول اللہ صلعم اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال نعم فعلموا ان قد صدق یعنی پس سب لوگون نے جو حاضر تھے اونسے دریافت کیا کہ اے جناب رسولخدا صلعم کے یار غار ہ کیا آنحضرت انتقال فرما گئے ہین حضرت ابابکر صدیق نے فرمایا ہان پس سب نے جان لیا کہ سچ فرماتے ہین اوسوقت جناب رسولخدا کے دولت خانہ مین سے آواز فریاد برپا ہوا آپکے اہلبیت و اقارب یعنی سب ازواج مطہرات اور اولاد شریف اور اصحاب کرام آپکی جدائی سے نالان اور حیران پہرتے تھے نہایت گریہ وزاری سے آپکے اخلاق حمیدہ یاد کرتے تھے۔ ۵

اے خواجہ زین شکستہ دلان تا چہ دیدہ — کز ما رمیدہ جائے دگر آرمیدہ

نشنا ختیم قدر تو اے سایۂ خدائے — زان روئے سایہ از سر ما در کشیدہ

این تنگنائے فرش چہ درخورد تو نبود — مسکن فراز عرش معلی گزیدہ +

بے بدرقہ بکوئے وصالش گذشتہ — بے واسطہ بحضرت خاصش رسیدہ

تو مرغ آشیانہ قدسی غریب نیست — گر باز ازین قفس سوئے گلشن پریدہ

در کام جان تشنہ دلان جرعہ بریز + — زان خم بے خمار کہ از حق چشیدہ

ذکر تجہیز و تکفین و جنازہ آنحضرت صلعم

اور سنن الترمذی کی کتاب الشمائل کے صفحہ ۱۳۱ پر حضرت سالم بن عبید سے مروی ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز اور تکفین کیوقت سب لوگون نے حضرت ابابکر رض سے عرض کیا کہ یا صاحب رسول اللہ صلعم الغسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال نعم قالوا کیف فامران یغسلہ بنوا ابیہ فادخل علی وعباس وفضل وقثم ابنا عباس واسامتہ بن زید وصالح الحبشی رضی اللہ عنہم اجمعین یعنی اے رسولخدا ص کے یار غار ہ کیا ہم جناب رسالتمآب کو غسل دیوین حضرت ابوبکر رض نے فرمایا ہان لوگون نے کہا کسطرح غسل دیا جائیگا۔ یعنی کون غسل دیویگا جناب کو۔ اور کس جگہہ حضرت ابابکر صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کو آپکے بنو عمان غسل دیوینگے۔ اور اسی بیت شرف مین جہان جناب کا ارتحال ہوا ہے

غُسل دیا جائیگا۔ پہر حضرت ابابکر صدیق رضہ نے رسول پاک کے غسل دینے کے لئے حضرت علی وعباس اور انکے دونو فرزند حضرت فضل و قثم اور اُسامہ بن زید جنکا ذکر باب وقوع خلافت مین بھی آئیگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ اور صالح الحبشی رضہ کو اندر داخل کیا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو لوگون نے دریافت کیا کہ یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصلی علی رسول اللہ صلعم قال نعم قالوا این قال فی المکان الذی قبض اللہ فیہ روحہ فقالوا وکیف فقال ابوبکر یدخل قوم فیکبرون ویصلون ویدعون ثم یخرجون ثم یدخل قوم فیصلون ویخرجون حتی یدخل الناس کہذا ویصلون کہذا یعنی اے رسول اکرم کے یار غار ہ کیا ہم آنحضرت ع پر نماز جنازہ پڑہین گے۔ حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا ہان پڑہین گے تب پوچہا کہ کس جگہ نماز آپ پر پڑہی جائیگی۔ صدیق اکبر نے فرمایا کہ اوس جگہہ آپ پر نماز جنازہ پڑہا جائیگا جہان جناب نے انتقال فرمایا ہی۔ یعنی جناب کے مکان ہی مین ہی پڑہینگے۔ پھر لوگون نے عرض کیا کہ کسطرح پڑہینگے۔ پس حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ جسقدر قوم گنجایش رکہتی ہی اندر داخل ہوی اور علیحدہ علیحدہ کہڑے ہوکر ایک تکبیر کہین۔ دعا اور درود پڑہین سلام سے فارغ ہوکر نکلین پہر اور قوم داخل ہوئے جب نماز جنازہ سے فراغت پائین پہر اور لوگ اندر کو جائین تاکہ اسیطرح پڑہین اور اسیطرح فراغت پائین پس حضرت ابوبکر رضہ کی اجازت سے جب سب لوگ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر رضہ سے گذارش کیگئی کہ یا صاحب رسول اللہ صلعم اید فن رسول اللہ صلعم قال نعم قالوا این قال فی المکان الذی قبض اللہ فیہ روحہ فان اللہ لم یقبض روحہ الا فی المکان الطیب وانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیئاً ما نسیتہ قال ما قبض اللہ نبیاً الا فی موضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ فعلم کلو احد منہم ان قد صدق۔ یعنی اے رسول پاک کے یار غار ہ کیا جناب نبی صلعم دفن کئے جائینگے حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا ہان کہا لوگون نے کہان دفن کئے جائینگے اور کس جگہہ حضور ممدوح کی تربت مبارک تیار کیجائیگی حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ اوس بستر مین جناب کی قبر مبارک بناؤ جسمین فوت ہوئے ہین کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے پیارے حبیب کو بہت پاک جگہہ مین فوت کیا ہی اور مینے جناب حضور ع سے سُنا ہے جسکو اب تک نہین فراموش کیا کہ آنحضرت ع نے فرمایا ہے کہ حقتعالی اپنے پیارے نبی کو نہین فوت کرتا مگر اوس جگہہ جہان نبی چاہے کہ وہان دفن کیا جائے جناب کو فرش کی جگہہ دفن کرو۔ تب سب نے جانا کہ آنحضرت ع کے یار غار نے سچ فرمایا ہے۔ پس اصح الکتب اہل سنت سے تو جناب رسول ع کے جنازہ کی حقیقت

اور آپکی تجہیز و تکفین کے کوائف اور صحابہ مقبولین کا اتفاق وغیرہ سب ذکر کر دیے گئے۔ اب چند روایات علمار شیعہ سے نقل کرتا ہون کہ اہل تشیع کو بھی رسول پاک ؐ کے جنازہ کی کیفیت معلوم ہو جاسے سو شیعہ کی اصح الکتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور مصنف اہل التشیع کے کامل محدث امام ابی جعفر محمد بن یعقوب الکلینی کے صفحہ ۲۸۵ پر مروی ہے۔ باسنادہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اتی العباس امیر المومنین ؑ فقال یا علی علیہ السلام ان الناس اجتمعوا ان یدفنوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی بقیع المصلی وان یومہم رجل منہم فخرج امیر المومنین ؑ الی الناس فقال یا ایہا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حیاً ومیتاً وقال انی ادفن فی البقعۃ التی قبض فیہا ثم قام علی الباب فصلی علیہ ثم امر الناس عشرۃ عشرۃ یصلون علیہ ثم یخرجون انتہی من عینہ۔ یعنی حضرت امام ابی عبد اللہ جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت رسالت پناہ کی وفات مین حضرت عباس رض حضرت علی رض کی خدمت اقدس مین تشریف لائے اور کہا کہ اے علی رض لوگون نے اسبات پر اجماع کیا ہے کہ رسول پاک کو جنت البقیع مین دفن کرین اور آنحضرت ؐ پر نماز پڑہنے مین کوئی شخص امامت کراوے پس حضرت علی رض گہر مبارک سے نکلے اور ارشاد کیا کہ اے لوگو جناب رسول مقبول صلعم ہمارے امام ہین اپنی حیات اور ممات مین اور فرمایا کہ مین جناب رسالت مآب ؐ کو اوسی جگہہ دفن کرونگا کہ جس جگہ جناب نے انتقال فرمایا ہے یعنے حضرت عایشہ رض کے دولت خانہ مین ہی آپکی تربت مبارک بناؤنگا یہہ فرماکر رسول پاک صلعم کے دروازہ پر کہڑے ہو گئے اور آنحضرت ؐ پر نماز جنازہ پڑہکر سب کو نماز پڑہنے کا حکم کیا اور ارشاد کیا کہ دس دس آدمی طریقہ نماز کو بجا لائین۔ اب شیعہ کی یہ روایت من جمیع الوجوہ سنن الترمذی کی روایت مذکورہ کے موافق ہے نہ مخالف کیونکہ جن لوگون نے رسول پاک کی تجہیز و تکفین کے بارہ مین کچھ قیل و قال کی تہی بعد حضرت ابو بکر رض سے اس مسئلہ کو دریافت کیا تہا اور جبکو حضرت ابو بکر رض نے حضرت علی رض کی مثل فتوی دیا تہا کما مر اونھین لوگونکی خبر حضرت عباس رض نے حضرت علی رض کو دی تھی۔ اوسی شیعہ کی صحیح کتاب اصول کافی مطبع مذکورہ کے صفحہ ۲۸۶ پر لعینہ باسنادہ الصحیح لکھا ہے۔ عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما قبض النبی علیہ السلام صلت علیہ الملائکۃ والمہاجرون والانصار فوجاً فوجاً الخ۔ یعنی حضرت امام ابی جعفر محمد باقر ؑ نے فرمایا ہے کہ جب جناب فخر انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے انتقال فرمایا تو حضور ممدوح پر جملہ ملائکہ اور سب مہاجرین اور تمام انصار نے نماز جنازہ پڑہا فوج فوج یعنی جسقدر بیت الشرف

ہین گنجایش رکھتے تھے اوسقدر داخل ہوکر پڑہتے تھے - اور محققین شیعہ کے نزدیک یہ امر مسلمہ ہے کہ الف و
لام جب جمع کے صیغہ پر واقع ہو تو وہ مفید معنی استغراق اور عموم کے ہوتا ہے سو واضح ہوگیا کہ حضرت امام
موصوف جملہ مہاجرین اور انصار کے جنازہ پڑہنے کی خبر دیتے ہین - نیز شیعہ کی معتبر کتاب اخبار ماتم مطبوعہ
مطبع حسینی رامپوری کی مجلس اول کے صفحہ ۶۵ پر لکھا ہے - قال ابان بن تغلب وحدثنی ابو مریم عن
ابی جعفر علیہ السلام قال قال الناس کیف الصلوۃ علیہ فقال علی علیہ السلام ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم امامنا حیا و میتا فدخلوا علیہ عشرۃ عشرۃ فصلوا علیہ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثاء حتی الصبح ویوم
الثلثاء حتی صلی علیہ صغیرہم وکبیرہم وذکرہم وانثاہم ونواحی المدینۃ بغیر امام - یعنی ابان ابن تغلب
یہ روایت ابو مریم سے لایا اور اوسنے کہا کہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر نے فرمایا ہے کہ پیغمبر صلعم کی وفات
پر لوگون نے آپس مین کہا کہ جنازہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام پر کیونکر نماز پڑہینگے - پس امام متقی علی ولی ع
نے فرمایا کہ خیر الوری حیاتی اور مماتی مین ہمارے پیشوا اور امام ہین لاش مبارک مصطفی کے برابر دس دس
کہڑے ہوکر نماز کرو پس خلائق نے روز دوشنبہ سے صلوۃ پڑہنی شروع کی شب سہ شنبہ اور منگل کے دن بھی
بارہ پہر تک یہی صورت جاری رہی تا کہ نماز پڑہی آنحضرت پر سارے چہوٹون اور بڑون اور عورتون
اور مردون اور گرد نواح مدینہ منورہ نے سب لوگ باری باری طریقہ نماز کو بجالائے بغیر امام کے
وخاض المسلمون فی موضع دفنہ فقال علی علیہ السلام ان اللہ سبحانہ لم یقبض نبیا فی مکان الا ارتضاہ
دانی وانہ فی حجرتہ التی قبض فیہا فرضی المسلمون بذالک یعنی اور گروہ مسلمین نے باہم گفتگو کی کہ وہ فخر
آسمان و زمین کہان دفن کیا جائیگا - ابو تراب نے فرمایا کہ تحقیق خدا قبض روح نہین کرتا نبی کی کسی جگہ
مگر یہ ہے کہ اوسکا مدفن وہی قرار دیا جاتا ہے - سرور عالم کو اونکے گھر مبارک مین جہان دنیا سے گذرے ہین
یعنی حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مبارک مین دفن کرونگا اس تجویز امام کو بھی سب اہل
اسلام نے اتفاق سے قبول کیا تم الکلام من اخبار ماتم من عینہ اور سنن الترمذی کی کتاب الشمائل مین صفحہ
اسم کے حاشیہ پر لکھا ہے وقال ابو بکر رض یدخل قوم فوجا فوجا ولکن احد منہم یصلی علیہ علیحدۃ وقال علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا قوم احد علیہ لانہ امامنا حال حیاتہ و امامنا حال مماتہ وقال ابو بکر رض
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اوصی بذالک الوجہ ولذالک وقع التاخیر فی دفنہ یعنے حضرت
ابو بکر صدیق رض نے فرمایا کہ آن فخر عالم صلعم کے جنازہ پڑہنے کے لئے لوگ فوج فوج داخل ہودین - اور

ہر ایک نے ان مین سے رسول پاک صلعم پر علیحدہ علیحدہ نماز پڑہی ہین اور جناب مولانا علی رضنے فرمایا کہ نبی ع پر کوئی شخص جماعت نکرا وے کیونکہ سید المرسلین حال حیات اور ممات مین ہمارے پیشوائے ہین اب انہی جنازہ مین بھی آپ ہی امام ہین (اسیواسطے کہا گیا کہ آپ حیات النبی ص ہین) اور حضرت ابوبکر رض نے فرمایا کہ جسطرح حضرت علی رضہ فتوی دیتے ہین اسیوجہ سے سید الانبیاء نے وصیت فرمائی تھی لہذا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کرنے مین دیر ہوئی چنانچہ تین یوم تک آپکے جنازہ پر نماز پڑہتے رہے جیسا سنن الترمذی کی کتاب الشمائل مین لکھا ہے۔ اب بروایات صحیحہ فریقین رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین مین اصحاب کرام کا باہمی اتفاق کرنا اور حضور ص کے جنازہ پر سب مہاجرین اور انصار کا جمع ہونا اور جملہ مستورات اور اطفال تک کا اس نماز مین شامل ہونا ثابت ہوگیا پس زمانہ موجودہ کے شیعون کا یہ کہنا کہ اصحاب کبار جناب رسالتمآب کے جنازہ مین شامل نہین ہوئے محض اہل التشیع کی بدعادتی اور اونکی افتراء پردازی پر مبنی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک واللہ ہو الہادی ؎

شب پرہ گر وصل آفتاب نخواہد ✤ رونق بازار آفتاب نکاہد

نوان باب وقوع خلافت خلفاء الراشدین کے بیان مین

اس باب مین پانچ فصل ہین

پہلا فصل حضرت ابابکر صدیق رض کی بعض حالات خلافت تا وفات کی بیان مین

اگرچہ کئی ایک اصحاب کبار رضی اللہ عنہم رتبہ خلافت نیابت رسول ع مین داخل ہونا چاہتے تھے۔ پر حق سبحانہ وتعالی نے خلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم کے ساتھ خلافت عطا کرنیکا جو وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ بقولہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم الخ۔ جسکی تفصیل اس کتاب کے صفحہ ۵ پر گذر گئی ہے بحسب وعدہ مذکورہ اوسکا وقوع حضرت ابوبکر رض وغیرہ اوسکے مستحقین موعودلہم پر ہی بمقتضائے الٰہی ہوا تھا اور اوس واقعہ کی تفصیل شیعہ کا امام المحدثین مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی اپنی معتبر کتاب شرح نہج البلاغت کی جلد اول کی جزو دوم مین اسطرح پر لکھتے ہین۔ لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتمعت الانصار فی سقیفۃ بنی ساعدۃ واخرجوا سعد بن عبادۃ لیولوہ الخلافۃ وکان مریضا

ذکر دار بنی ساعدہ وبیعت ابوبکر رض

سمع عمر الخبر فاتی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وفیہ ابوبکر رضہ فارسل الیہ ان اخرج الی فقد حدث امر لابد ان تحضرہ فخرج فعلمہ الخبر فمضیا نحوہم ومعہما ابو عبیدۃ فتکلم ابوبکر فذکر قرب المہاجرین من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وانہم اولیآءہ ثم قال نحن الامرآء وانتم الوزراء فابی ہؤلاء (ای الانصار) فقالوا ومنا امیر ومنکم امیر یعنی جناب رسول ع کے انتقال کے بعد انصار مدینہ بنی ساعدہ کی حویلی مین جو مدینہ مبارکہ مین ایک قوم مشہور ہے جمع ہوئے اور سب نے حضرت سعد بن عبادہ رضہ کو منتخب کیا تاکہ اوسکو والی خلافت کا بنادین اور اون دنون مین حضرت سعد رضہ بیمار تھے اور حضرت عمر رضہ کو یہ خبر پہونچ گئی جسسے دین متین مین فساد پڑ جانیکا اونکو سخت خوف ہوا پس جھٹ جناب رسالتمآب کی دولتخانہ مین تشریف لائے اور وہان حضرت ابوبکر رضہ بھی موجود تھے۔ پس حضرت عمر رضہ نے دروازہ پر کھڑے ہوکر اونکو بلوایا جب آئے تو سب حقیقت سے واقف کیا کہ انصار مدینہ منورہ کے خیالات ایسے اور ایسے ہین اس امر کا تدارک کرنا چاہیئے تاکہ باہمی نزاع نہ پڑ جائے۔ پس دونون دار بنی سقیفہ کو روانہ ہوئے اور اونکے ہمراہ حضرت ابا عبیدہ رضہ بھی روانہ ہوئے۔ جب انصار کے پاس جا بیٹھے تو حضرت ابوبکر رضہ نے چند بار کلام کرنیکے بعد مہاجرین کی قرابت اور جناب رسولخدا ص سے اونکی مودت و ملازمت کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ ہم لوگ اُمراء ہین اور تم لوگ وزراء ہو۔ کیونکہ ہمارے درمیان سے نبی ص ہین اور ہم مہاجرین ہی انصار پر نماز مین بھی مقدم کئے گئے ہین۔ انصار رضی اللہ عنہم نے اونکی اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ ہم مین سے اپنا امیر ہوگا اور تم مین سے اپنا امیر ہوگا۔ فقال عمر رضی اللہ عنہ ھیہات لا یجتمع سیفان فی غمد واللہ لا ترضی العرب ان تؤمرکم ونبیہا من غیرکم ولا تمنع العرب ان تولی امرہا من کانت النبوۃ منہم من ینازعنا ان محمد صلعم سلطاننا ونحن اولیآءہ وعشیرتہ فقال ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہ یا معشر الانصار الا ان محمدا من قریش وقومہ اولی بہ وایم اللہ لا یلائی اللہ انازعہم ہذا الامر یعنی پس انصار رضی اللہ عنہم کے قول مذکور کے بعد حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اے قوم انصار افسوس ہے دو تلوارین ایک نیام مین نہین جمع ہو سکتی ہین اور حق تعالیٰ کی قسم ہے کہ کوئی اہل عرب نہین راضی تمہاری امارت سے اور اہل عرب اس بات سے نہین منع کرتے کہ امر خلافت اون لوگون کو سپرد کر دیا جائے کہ جنمین سے نبوت ظاہر ہوئی ہے۔ یعنی مہاجرین کو اور حضرت محمد ص ہمارے بادشاہ ہین اور ہم گروہ مہاجرین اونکے دوست اور قرابت والے ہین۔ اسکے بعد حضرت ابا عبیدہ رضہ نے فرمایا کہ

اے گروہ انصار رضہ خبردار تحقیق حضرت محمد صلعم افضل القریش ہین اور جناب کی قوم قریش جناب کے اولیٰ واقرب ہے، ڈرو اللہ تعالیٰ سے خداوند کریم خلافت کے بارہ مین ہمکو ان سے جھگڑتے نہ دیکھے۔ فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ہذا عمر رضہ وابوعبیدة رضہ بایعوا ایہما شئتم فقالا واللہ لانتولی ہذا الامر الا علیک و انت افضل المہاجرین وخلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فی الصلوٰة وہی افضل الدین ابسط یدک فلما بسط یدہ یبایعاہ سبقہما الیہ بشیر رضہ بن سعد رضہ فبایعہ فقال اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ رئیس الاوس لاصحابہ واللہ لئن لم تبایعوا لیکونن للخزرج علیکم الفضیلة ابداً فقاموا فبایعوا ابا بکر واقبل الناس یبایعونہ من کل جانب الخ من عینہ ملخصاً ومختصراً یعنے پس حضرت ابوبکر رضہ نے فرمایا کہ یہہ حضرت عمر رضہ اور حضرت ابوعبیدہ رضہ ہین دونوں مین سے جسکے ساتھ چاہو بیعت کرو۔ پس اون دونون نے گذارش کی کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ امر خلافت کو آپ پر سپرد کرینگے۔ آپ افضل المہاجرین ہین اور جناب رسول عم کے نماز مین خلیفہ ہین یعنے آپکو حضور عم نے نماز مین مقدم کیا ہے (جیسا آٹھوین باب کے فصل دوم مین مذکور ہوا ہے) اور نماز افضل الدین ہے جب امر دین مین آپکو رسول پاک صلعم نے مقدم کیا ہے تو امور دنیا مین کون موخر کر سکتا ہے آپ ہاتھ اپنا کشادہ کرین۔ آپ حضرت ابوبکر رضہ نے ہاتھ کشادہ کیا تو دونون یعنی حضرت عمر رضہ وابوعبیدہ رضہ نے اونکی بیعت کی اور حضرت بشیر بن سعد رضہ نے اون دونون پر سبقت کی بیعت کرنے مین۔ پہر اسید بن حضیر رئیس اوس نے اپنے سب دوستان حاضرین کو کہا کہ واللہ اگر تمنے اب حضرت ابوبکر رضہ کی بیعت نہ کی تو البتہ تم سے ہمیشہ کی فضیلت خارج ہوگی۔ پس رئیس مذکور اور اوسکے سب محبان کھڑے ہوگئے اور سب نے حضرت صدیق اکبر رضہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہر طرف سے آپکی خلافت کو لوگون نے منظور اور قبول کیا اور محبت قلبی سے آپکی بیعت کرنے لگے۔ اب شیعہ کی اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ حضرت ابوبکر رضہ نے خلافت کو کوئی دلی خوشی سے منظور نہین کیا تہا۔ اگر آنجناب دلی خواہشمند خلافت کے ہوتے تو انصار کو یہہ نہ کہتے کہ حضرت عمر اور حضرت ابا عبیدہ رضہ موجود ہین۔ انہین سے کسیکی بیعت کرلو اور علاوہ اسکے شیخین رضہ کا دارنبی ساعدہ مین تشریف لیجانا محض دفع فساد کی بنا پر تہا۔ کیونکہ مہاجرین فضیلت مین انصار پر فوقیت رکھتے تہے اور یہی لوگ احق خلافت تہے۔ خلع خلافت ایک ایسا نازک اور خطرناک معاملہ تہا کہ جسکا بوجہ انصار سے ہرگز نہین اوٹہایا جا سکتا تہا اگر ایسا خوف نہوتا تو اوسوقت شیخین رضہ

کا سقیفہ بنی ساعدہ مین جانا نہوتا کیونکہ اوسوقت تو یہہ لوگ خون کے آنسون جاری کر رہے تھے
آٹھوین باب کے فصل دوم مین حضرت ابوبکر رض کا رونا دیکھو کہ رسول پاک ص کی وفات مین وہ کسطرح
روئے تھے اسوقت خلافت کا منظور کرنا کوئی پہولونکی سیج نہین تہا۔ بلکہ کانٹونکی باڑ پر چلنا تہا
حضرت ابوبکر رض کا حضرت عمر رض اور ابوعبیدہ رض کی بیعت کیطرف انصار رض کو اشارہ کرنا پھر اُن
دونون کا خلیفہ بننے سے انکار کرنا اور حضرت ابوبکر رض کو ہی منتخب کرنا صریح ثبوت ہے کہ کوئی شخص
اونمین سے خلافت کی تمنا نہین رکہتا تہا۔ اگر اسوقت حضرت علی رض اور حضرت عثمان رض موجود ہوتے
تو وہ بھی حضرت عمر رض اور ابا عبیدہ رض کی مثل حضرت ابوبکر رض کو ہی منظور کرتے کیونکہ اونکو بھی کوئی
خلافت اور حکومت کی دلی خواہش نہین تھی جیسا کہ فصل چہارم مین خاص متن نہج البلاغت سے آئیگا
انشاء اللہ تعالی۔ اور دیگر یہہ ہے کہ آیت خلافت مذکورہ باب اول وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت
لیستخلفنہم الخ کے موعود لہم مستخلفین کو جب حق تعالی نے خلافت کا رتبہ دینا تہا اور اس وعدہ کو انہین
پر وفا کرنا تھا تو انصار رض کسطرح اس عہدہ کو پاسکتے تھے اور حضرت علی رض وغیرہ خلفاء۔ حضرت صدیق اکبر رض
کی خلافت سے کیونکر اعتراض کر سکتے تھے۔ البتہ علماء شیعہ کے نزدیک اتنی بات ضرور ہے کہ جب حضرت علی رض
نے حضرت ابوبکر رض کی خلافت کا ذکر سُنا تو آپکا خاطر مبارک رنجیدہ ہوا مگر نہ اسواسطے کہ بہ تمنائے
خلافت بلکہ اسواسطے کہ مجھے مشورہ مین انصار کی اجتماع دار بنی سقیفہ مین کیون نہین بلایا گیا۔ دیکھو
شیعہ کے فاضل مذکور مولوی سلطان محمود صاحب اپنی معتبر کتاب شرح نہج البلاغت کے جلد اول
کی جزو دوم مین لکھتے ہین۔ وغضب علی علیہ السلام فی بیعت ابی بکر رض وقال ع ما غضبت الا فی المشورۃ
وانا لنری ابا بکر احق الناس بہا انہ لصاحب الغار وانا لنعرف لہ سنہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بالصلوۃ فی الناس وھو حی انتھی من عینہ۔ یعنے اور حضرت علی ع نے حضرت ابوبکر رض کی بیعت
کے منعقد ہونے مین رنجیدگی فرمائی اور فرمایا کہ مین صرف مشورہ مین نہ بلانیکے واسطے ناراض ہوتا ہون
اور البتہ ہم حضرت ابوبکر رض کو تمام لوگون سے خلافت کے لائق دیکھتے ہین یا واسطے صاحب ہونے غار کے
زیادہ تر حقدار سمجھتے ہین اور اونکو بڑی عمر کا جانتے ہین۔ اور البتہ جناب رسول علیہ الصلوۃ نے ابوبکر رض
کو تمام لوگون مین بامامت نماز امر فرمایا تہا۔ حال آنکہ جناب رسول ص نے ہنوز انتقال نہین فرمایا
تہا انتھی بترجمۃ۔ اب حضرت علی ع کی اس روایت کی زیادہ تر تشریح کرینگے تو چند ان ضرورت نہین

کیونکہ جناب امیرع کے الفاظ مذکورہ صدیق اکبر رض کی صدق خلافت پر بلا تشریح ہی مصرح ہیں۔
اور حضرت شیر خداء کا حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ پر بیعت کرنا جیسا کہ علماء اہل سنت مثلاً جناب
غوث الثقلین حضرت محی الدین محبوب سبحانی قدس اللہ سرہٗ وغیرہ نے لکھا ہے وہ اس طرح سے
ہے کہ جب علی المرتضیٰ نے حضرت ابوبکر رض کی خلافت منعقد ہونیکا احوال سنا تو دلی خواہش سے بیعت
کرنیکو قدم رنجہ فرمایا اور اونکی خدمت میں تشریف لائے اور دلی محبت سے حضرت ابوبکر رض کے ہاتھ پر
بیعت کی۔ اس واقعہ کو اسناد اسلئے عمداً نہیں لکھی گئے کہ شیعہ کے ہاں قابل تسلیم نہیں۔ پس اس نازک
واقعہ کو خود شیعہ کی ہی کتب سے لکھکر شیعہ کی تشفی کرنی چاہیئے۔ سو اس واقعہ کی بارہ میں علماء شیعہ کے
دو قول ہیں (۱) زمانہ موجودہ کے شیعہ جو نہایت متعصب ہیں وہ تو یوں لکھتے ہیں کہ اسد اللہ الغالب
کو ابوبکر نے بیعت کرنیکے لئے طلب کیا اور آنحضرت نے آنیسے عذر کیا تب عمر ایک جماعت صحابہ کو
ہمراہ لیکر گیا اور جناب حیدر کرار غیر فرار کے گلے میں چادر کا پھندا ڈالکر لائے اور ابوبکر کے ہاتھ پر جبراً
بیعت کرائی جیسا کہ اس رسالہ کے صفحہ ۶۳ پر بھی مفصل گذر چکا ہے۔ فاقول ان ہذا الکلام کذب
صریح ومن تیقن علی ہذا القول فہو مردود (۲) سابقہ زمانہ کے علماء شیعہ نے لکھا ہے کہ مولی علی ع
نے اپنی خواہش سے فاطمۃ الزہرا ع کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رض کی بیعت کی تھی۔ چنانچہ شرح
نہج البلاغت مصنفہ فاضل متبحر مولوی سلطان محمود الطبسی کے جلد اول کی جز ۲ میں لکھا ہے۔
وروی انہ کانت وجوہ الناس الی علی علیہ السلام فلما ماتت فاطمۃ علیہا السلام انصرفت وجوہ
الناس عنہ وخرج من بیتہ فبایع ابابکر رضی اللہ عنہ وکانت مدت بقاءہا بعد ابیہا
علیہ السلام ستۃ اشہر تم کلامہ من عینہ۔ یعنی مروی ہے کہ لوگوں کے خیالات حضرت علی
علیہ السلام کی طرف بیعت کے بارہ میں تھے پس جب حضرت فاطمہ علیہا السلام
نے انتقال فرمایا تو لوگوں کے خیالات حضرت علی علیہ السلام سے رفع ہو گئے۔ اور جناب
علی علیہ السلام اپنے دولتخانہ سے نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے
پھر ابوبکر رض کے ہاتھ پر بیعت کی اور رسول پاک صلعم کے بعد جناب سیدہ چھ مہینہ تک زندہ
رہیں۔ اب حسب تصریحات علماء شیعہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ جناب علی ع نے چھ مہینہ گذرنے پر
حضرت ابوبکر کی بیعت کو منظور فرمایا تھا تو پھر بھی ہمارے لئے یہ واقع کتنی بڑی حجت شیعہ کو شرمسار

حضرت علی رض کا حضرت ابوبکر رض سے بیعت کرنا

کرنیوالی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت بزعم شیعہ اگر حق پر نہین تھی تو حضرت امیر عم نے اونکے ہاتھ پر بیعت کرنے مین اونکی خلافت کو خود ہی حق پر ٹھہرادیا تھا اور اپنے چھ ماہ کے انکار کو جناب نے آپ ہی منسوخ کیا تھا اب شیعہ بتائین کہ حضرت علی رض نے چھ مہینہ تک جو بیعت نہین کی تھی تو کس امر سے۔ پھر مدت مذکور کے بعد آنجناب کو اس خلافت کی حقیت کس وجہ سے معلوم ہوگئی تھی اگر شیعہ کہین کہ چھ ماہ کے بعد جناب امیر عم نے تقیہ کیا تھا تو محض بیجا بات ہے۔ کیونکہ اگر ایسی ہی حالت تھی تو پہلے سے ہی کیون نہ تقیہ کرلیا تھا۔ بزعم شیعہ معاذاللہ جناب فاطمہ رض کے دروازہ کو آگ سے جلوانا اور حضرت امام محسن عم کا بطن فاطمہ عم سے گروانا وغیرہ وغیرہ خرابیون کو برداشت کرتے رہے آخر کو تو بہ اور تقیہ بغیہ کو جو شیعہ کی ناپاک عقیدہ مین فرض ہے کام مین نہ لائے۔ استغفراللہ۔ **اب** حضرت اسامہ رض کے لشکر کا ذکر کیا جاتا ہی شیعہ کے مجتہد مولوی ابوالقاسم صاحب لاہوری تفسیر لوامع التنزیل مطبوعہ مطبع امپیریل پریس کی جلد ۲ مین صفحہ ۸۰ پر بعبارت طویل لکھتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جناب رسولخدا عم نے اپنی مرض الموت مین اسامہ رض کو امیر بناکر بطرف مخالفین جہاد کیواسطے روانہ کیا اور قوم مہاجرین و انصار کو جنمین ابوبکر رض و عمر رض بھی شامل تھے اسامہ رض مذکور کا محکوم کیا اور فرمایا کہ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامتہ یعنی جو کوئی لشکر اسامہ رض سے روگردانی کریگا اوسپر خدا تعالی کی لعنت ہوگی۔ پھر اوس لشکر سے پھر کر سب سے پہلے ابوبکر و عمر مدینہ مین آئے انتہی ملخصاً۔ **جواب**۔ آنکہ چون پستہ دیدش ہمہ مغز ✤ پوست بر پوست بود ہمچو پیاز ✤ کتاب سیرۃ الفاروق اور شیعہ کی مسلمہ کتاب روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین صفحہ ۱۵۱ پر بعبارت طویل منقول ہے جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ رسول پاک عم کی مرض الموت مین جب آپکی شدت بیماری کی خبر اطراف و اکناف مین پہونچی تو بہت لوگ عرب و اطراف کی بگڑ گئے ایک طائفہ نے نبوت کا دعوی کردیا جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی و طلیحہ اسدی و مسماۃ سجاح و شجاع تمیمی جنمین سے مسیلمہ و اسود علیہما اللعنت تو حضرت ابوبکر رض کی سعی سے قتل کئے گئے اور باقیون کا ذکر بھی آئیگا اور مدینہ وا وسکے قرب جوار کی کئی ایک لوگ بھی رسول پاک کی مرض الموت مین باغی ہوگئے تھے کئی ایک تو زکوۃ کے ادا کرنیسے منکر ہو بیٹھے تھے جنکی بغاوت کو حضرت ابوبکر رض اور عمر رض نے ایسی عمدہ تدارک سے روکا تھا کہ جنکی سعی اور انسداد کو دیکھکر حضرت علی رض وغیرہ اصحاب کبار بھی حیران ہوگئے تھے اور آپکی مرض الموت مین ہی حدود شام و روم کے بھی اکثر لوگ

باغی بن بیٹھے تھے سید عالم ص نے جب بعض ملازمون کی زبانی اونکی بغاوت کا حال سُنا تو اونکے مقابلہ
کا ارادہ کیا اور ۲۶ صفر کو حضرت اسامہ بن زید رض کو امیر بنا کر ایک فوج کثیر مہاجر و انصار کی اونکی
تحت مین کردی۔ حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت علی حضرت عباس وغیرہ اصحاب کبار رض بھی آپ
لشکر کے ساتھ ہی حسب ارشاد حضور ع دلی خواہش سے تیار ہوئے بعض لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
حضرت اسامہ غلام زادہ کو ہم پر امیر بنایا گیا ہے مگر آنحضرت ؐ نے نہ مانا اور فرمایا کہ اس راز کو مین
خود اچھی وجہ سے جانتا ہون۔ الغرض لشکر تیار ہوگیا اور یکم ربیع الاول تک سامان باربرداری وغیرہ
روانہ کیا گیا۔ اور بروز یکشنبہ رسول پاک ص کی وفات سے پہلے ایک دن حضرت اسامہ سید الانبیاء ؐ
سے وداع ہو کر لشکر مین جا ملے جب کوچ کرنے لگے تو مادرش اُم ایمن باو پیغام فرستاد کہ رسول اللہ صلعم
درحالت نزع است لاجرم اسامہ رضی اللہ عنہ بازگشت و اصحاب رض نیز مراجعت کردند یعنی حضرت
بی بی اُم ایمن مادر اسامہ رض نے اسامہ رض کو پیغام بھیجا کہ اسوقت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ حالت نزع
مین ہین اس خبر کے سنتے ہی اُسامہ رض واپس آئے اور تمام اصحاب بھی حضرت اُسامہ رض کے پیچھے
واپس چلے آئے۔ پھر بعد وفات جناب رسالت مآب ؐ کے حضرت ابوبکر رض کے دور مین حضرت اُسامہ رض
کو جسطرح حدود شام مین روانہ کیا گیا تھا اوسکا ذکر سیرۃ الفاروق اور روضۃ الصفا کی جلد دوم
کے صفحہ ۲۳۴ پر اسطرح لکھا ہے کہ چون امر خلافت بر صدیق اکبر رض قرار گرفت فرمود تا در مدینہ
ندا کردند کہ ہیچ کس از لشکریان اُسامہ رض تخلف نہ نماید و ہر کرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نامزد فرمود کہ با اسامہ برود بباید کہ دران امر تاخیر ننمایند و بعضے از اصحاب رض ارباب کیاست عرض کردند
کہ قبائل عرب و فرق یہود کہ در حوالی مدینہ اند در مقام ارتداد و مخالفت اند مبادا کہ در رفتن عظماء
اصحاب با اُسامہ خللی در اسلام راہ یابد اگر روزے چند این مہم در تاخیر ماند بصواب نزدیک تر باشد
صدیق رض در جواب گفت کہ اگر اہل نفاق در غیبت اسامہ رض مرا پارہ پارہ سازند من او را خواہم فرستاد
یعنی جب حضرت ابوبکر دوشنبہ کے روز خلیفہ مقرر ہوئے تو اوسکے بعد چارشنبہ کے یوم آپنے فرمایا کہ
جن لوگون کو جناب رسول ع نے حضرت اُسامہ رض کی ملازمت کا حکم دیا تھا وہ اسوقت اسامہ رض کے
ساتھ لڑائی کو جا دین اور دیر نہ کرین۔ بعض داناؤن نے عرض کیا کہ چند قبائل اہل عرب اور چند
فرقجات یہود گرد نواح مدینہ کے مقام ارتداد مین آکر اسلام سے مخالف ہوگئی ہین مبادا اُسامہ کے

ساتھ اصحاب کبار کا لشکر بجد و شام روانہ کردینے مین مدینہ مین خلل نہ پیدا ہوجائے چند یوم تک
اس فوجکشی کو باز رکھا جائے تو اچھا کام ہے حضرت ابوبکر رضہ نے جواب دیا کہ اگر منافقین مدینہ و گرد نواح
کے مفسدین مجھے پارہ پارہ بھی کردیوین تب بھی مین اس لشکر کو روانہ کرونگا اور حسب الطاعت آن فخر انبیاء
صلعم کے اسامہ کو بھی اس مہم مین پیرو کار بناؤنگا۔ القصہ صدیق اکبر رضہ فرمان داد تا اسامہ تیار شدہ و
افواج ہمراہ او عزم سفر بستند اسامہ بموجب فرمودہ صدیق اکبر رضہ براحلہ نشست و متوجہ بدیار شام شد
وصدیق رضہ خلیفہ زمان با اسامہ رضہ پیادہ قدم در راہ روانہ شد ہر چند اسامہ التماس نمود کہ صدیق
سوار گردد یا رخصت دہد کہ اسامہ پیادہ شود در محل قبول نیفتاد الخ یعنی حضرت ابوبکر رضہ کے حکم دینے
پر اسامہ رضہ تیار ہوگیا اور فوجون نے بھی اسامہ کے ساتھ سفر کا ارادہ کردیا اسامہ رضہ بموجب فرمانے
حضرت ابوبکر رضہ کے اونٹ پر کجاوہ مین بیٹھ گئے اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضہ اسامہ کے ساتھ
راستہ مین پیادہ پا روانہ ہوئے اسامہ بار بار التماس کرتا تھا کہ صدیق اکبر صاحب سوار ہوجاوین اور یا مجھ
حکم دیوین تا کہ مین بھی پیادہ پا چلون لیکن اوسکی اس عرض کو حضرت ابوبکر رضہ قبول نہین کرتے تھے
بلکہ فرماتے تھے کہ اس مہم مین مین تیرا سپاہی ہون کیونکہ یہہ لشکر جناب رسول ص کا تیار کردہ ہے اور
تجھے حضور ممدوح نے اسکا پیرو کار بنایا تھا واز مفسدین و منافقان قرب و جوار مدینہ خیال برخاطر ہم
استیلاء یافت پس وقت وداع صدیق اکبر رضہ با اسامہ رضہ گفت کہ در سوانح مہمات بحضور عمر رضہ احتیاج
است اگر رائے تو اقتضا فرماید او را رخصت دہ تا باز گردد اسامہ رضہ ملتمس ابوبکر رضہ مبذول داشتہ
حضرت عمر رضہ را رخصت داد تا عمر رضہ مراجعت بمدینہ نمود و افواج اسامہ رضہ حسب فرمودہ او نخست بقبائل
قضاعہ رسیدہ دست بغارت و تاراج بر آوردند باز اسامہ رضہ در آن موضع رفت کہ پدرش زید رضہ را کشتہ
بودند و از قاتلان پدر انتقام کشیدہ آہ یعنی گرد نواح مدینہ کے بدو کے فساد سے اصحاب کرام کے دلون مین
خیال طاری تھا۔ اسلئے حضرت ابوبکر رضہ نے اسامہ رضہ سے التماس کیا کہ عمر رضہ رسول پاک کے خاصے
وزیر صاحب مشیر تھے اور باب مدینہ کے حال سے تو آپ اچھے واقف ہین اسلئے ایسے دانشمند ذی تدبیر کا میرے
ساتھ رہنا ضروری امر ہے۔ اگر آپ اجازت دیوین تو عمر رضہ میرے ساتھ مدینہ مین مراجعت کرے بغیر
اجازت آپکی ایسے نازک وقت مین نہین واپس ہوسکتا اسامہ رضہ نے اذن دیا پھر ابوبکر و عمر باجازت
اسامہ مدینہ مین واپس ہوئے اور اسامہ رضہ کا لشکر قوم قضاعہ کی خبر لیکر اوسجگہ پہونچا جہان حضرت زید

اُسامہ کے باپ کو اوسکے دشمنون نے قتل کیا تھا۔ اُسامہ رضؓ نے اونکی خوب گوشمالی کی عُمدہ قتال ہوا
اُسامہ رضؓ حدود شام کو مفتوح کرکے مدینہ مین آئے انتہی ملخصاً و مختصراً من عنہما۔ اب حضرت ابوبکر و حضرت
عمر رضؓ کا اعتراض مذکور سے بری ہونا ہر خاص و عام پر بخوبی روشن ہوگیا اُمید ہے کہ حضرات شیعہ اپنی بہتان مذکور سے ضرور
ندامت اوٹھا وینگے۔ اور روضۃ الصفا کے جلد ۲ مین صفحہ ۳۴۳ پر لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ منبر پر تشریف
لائے اور حمد و ثنا الٰہی کے بعد تمام لوگون کو فرمایا کہ ایہا النّاس تم لوگون کا عہدہ ولایت میری گردن پر
ہے جیسا تم لوگ اللہ تعالیٰ کے دین متین کو آنحضرت صلعم کے عہد مین نصرت دیتے تھے اب بھی اسلام عزّا کو
اوسیطرح یاری دو اگر بسبب خاصیت بشری مجھکو کسی امر مین سہو اور نسیان ہو جاوے تو مجھکو تنبیہ کرو۔ اور
راست گوئی پر چلو جھوٹ مت کہو۔ اور میرے روبرو عاجز آدمی کا قدر قوی سے زیادہ ہوگا۔ اور جو کوئی
دین کی پیروی سے نکلجائیگا میرے ہاتھ سے ماراجائیگا اور اقوام عرب کے منافقین سے اُلفت کرنیوالے
کو سخت سزا دونگا۔ ایسے کلمات نصیحت آمیز فرماکر منبر سے نازل ہوئے۔ انہین ایام مین اقطار عرب سے

ذکر دعویٰ نبوت بعض اشقیاء و آغاز فتوحات ابوبکر رضؓ

خبر پہونچی کہ ایک طائفہ اعرابیون کا مرتد ہوگیا ہے۔ اور طلحہ بن خویلد اسدی نے پیغمبری کا دعویٰ کردیا ہے
جسنے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ کی معافی کا حکم دیدیا ہے۔ اور زنا کو مباح ٹھہرادیا ہے جسپر بطمع آسانی بنی اسد و
بنی قرارہ جنکا رئیس عنیتہ بن حصن ہے اوسکے مطیع ہوگئے ہین اور مسماۃ سلمیٰ دختر مالک جو نہایت خوبصورت
اور حسین عورت ہے مرتدہ ہوگئی ہے جسکی مفتون چند طائفہ اوسکے تابعدار ہوگئی ہین اس خبر کے سننے سے
امیر المومنین حضرت ابوبکر نے اپنے وزیرون کو جمع کیا۔ روضۃ الصفا کے جلد مذکور کے صفحہ ۳۴۵ پر لکھا ہے
کہ اسی اثنا مین حضرت اُسامہ رضؓ حدود شام سے نصرت پاکر نہایت خوشی سے بالکر و فر مدینہ مین آگئے
پس طلحہ اور سلمیٰ کے محاربہ کو تیاری کیگئی حضرت مولانا علی رضؓ وغیرہ اصحاب کرام مشورہ مین جمع کئے
گئے منجملہ سپہ سالاران کے حضرت خالد بن ولید رضؓ امیر بنائے گئے اور تین ہزار مبارزان صف شکن و
جوانان مرد جنگی کی فوج حضرت خالد رضؓ کے تحت مین کیگئی حضرت امیر المومنین ابوبکر رضؓ اونٹ پر سوار ہوئے
جب تمام لشکر مقام ذوالحلیفہ مین جو مدینہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے پہونچا تو حضرت علی رضؓ نے اپنے
اونٹ سے اوترکر حضرت ابوبکر رضؓ کے اونٹ کی باگ پکڑی اور فرمایا کہ یا امیر المومنین آپکو حربگاہ تک
قدم رنجہ فرمانا ضرور نہین۔ حضرت خالد رضؓ جو امیر افواج آپنے مقرر کیا ہے وہی کافی ہے اور دیگر ارباب
کیاست کی رائے بھی حضرت علی رضؓ کی رائے کے موافق ہوئی سب کی صلاح سے حضرت ابوبکر معہ چند

معززین مدینہ مین واپس آئے اور حضرت خالدرضؓ نے میدان مین پہونچکر طلحہ کے پاس نصیحت کرنیکو
چند کس قاصدین ارسال کئے طلحہ نے نہ مانا اور کہا کہ محاربہ کرونگا لشکر جانبین کہڑے ہو گئے طلحہ نے عنیتہ
بن حصن کو اپنی لشکر کا سپہ سالار بنایا اور آپ میدان کے کنارہ پر مراقبہ مین بیٹھکر اپنی قومکو کہنی لگا کہ
مین نزول وحی کا منتظر ہوتا ہون اثناء قتال مین عنیتہ اوسکے پاس آیا اور کہا کہ وحی نازل ہوا ہے
یا نہین طلحہ نے کہا کہ ابہی نہین پہر عنیتہ لشکر مین گیا اور اسلام کا غلبہ اوسکو نظر آیا تہوڑی دیر کے
بعد دوبارہ جاکر طلحہ سے نزول وحی کیبات دریافت کی طلحہ نے کہا ابہی نازل ہوگا۔ بار سوم عنیتہ نے
جانچا کہ مسلمانون کو بہت شجاعت ہے اور ہمارے لشکریان مغلوب نظر آتے ہین طلحہ کے نزدیک آکر
کہا کہ وحی جب تک تمہارے پر نازل ہوتا ہے تب تک لشکر خالد فتح مندی حاصل کرلیگا۔ طلحہ نے کہا کہ
وحی آیا تہا اور کہتا تہا کہ ابہی صبر کرو دوبارہ نازل ہونگا۔ اور تمکو فتح وہزیمت کی خبر دونگا۔ عنیتہ
یہہ سنکر میدان مین پہونچا اور لشکر کو کہنے لگا کہ طلحہ مردود توجہوٹا ہے جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے گریز
کرے اسپر تمام مخالفین بہاگ پڑے اہل اسلام نے یکدم اونپر حملہ کیا۔ بہت آدمی قتل ہوئے طلحہ تیز
رفتار اونٹنی پر سوار ہوکر شام کو بہاگ گیا اور وہان باسلام مشرف ہوکر زمرۂ اہل ایمان مین داخل
ہوا اور عنیتہ وغیرہ چند کس کو حضرت خالد نے گرفتار کرکے مسمات سلمی کی خبر گیری کو قدم رنجہ فرمایا
سلمی نے سنکر اپنی فوج تیار کی حضرت خالد کا لشکر جوش سے میدان مین آیا سلمی کی فوج نے بہی صف کہڑی
کردی لڑائی شروع ہوئی خالدرضؓ نے حکم دیا کہ موقعہ خوب ہے حملہ کرو اہل اسلام نے حملہ کیا۔ سلمی کا اونٹ
پکڑا گیا اوسکو خالدرضؓ کے پاس لائے خالدرضؓ نے فوراً سلمی کا سر کاٹ ڈالا اوس محاربہ مین بہی حضرت خالد کو فتحمندی
حاصل ہوئی غنیمت کو لشکر مشغول ہوا حضرت خالدرضؓ ہر دو میدان کو مفتوح کرکے بڑی مسرت سے مدینہ مین آئے۔ اور
امیر المومنین حضرت ابوبکرؓ کی قدمبوسی کرکے خلعت سے سرافرازی حاصل کی عنیتہ وغیرہ اسیران نے حضرت امیر المومنین
کیخدمت مین توبہ کی اور حضرت ابوبکر رضؓ نے اونکی توبہ کو قبول فرماکر اونکو رہا کردیا۔ اس اثناء مین قلعہ یمامہ کی مالک مسیلمہ کذاب نے ابہی
بہی نبوت کا دعوی کیا تہا اور مسمات سجاح دختر منذر جو ہر علم مین واقفیت رکہتی تہی اور سحر مین
بے مثل تہی دوسری طرف وہ پیغمبر بن بیٹہی ان دونون کے ساتہہ بہی منافقین عرب کی عمدہ افواج
لاحق ہوگئین حضرت ابوبکررضؓ نے انکی خبر گیری کا ارادہ کیا ان دونون کو اس فوج کشی کی خبر پہونچگئی
اسکا حال روضۃ الصفا کی جلد ۲ مین صفحہ ۲۳۶ سے ۲۳۸ تک بعبارۃ طویل لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے

کہ جب مسیلمہ کذاب اور مسماۃ سجاح نے سنا کہ ہماری مقابلہ مین خالد ابن ولید کو حضرت ابوبکر رض نے فوج
کثیر دیکر روانہ کردیا ہے تو دونون متفق ہوگئے اور خوب قتال ہوا جسمین مسیلمہ کذاب تو واصل جہنم
ہوا اور سجاح کو حضرت خالد گرفتار کرکے مدینہ مین لے آئے حضرت ابوبکر رض کے حضور مین سجاح نے توبہ
کی اور زمرہ اہل اسلام مین داخل ہوئی۔ اسیطرح ضلع بطاح مین مالک بن نویرہ مرتد ہوگیا۔ اور
اوسکی گرد نواح کے مفسدین کی چند اقوام اوس سے مل گئین حضرت ابوبکر رض نے اوسکے مقابلہ مین بھی
خالد رض مذکور کو بھی عمدہ فوج دیکر روانہ کیا اور حضرت خالد رض نے مالک کا کام تمام کرکے اوسکی بیوہ سے
نکاح کرلیا اور ضلع بطاح کو مفتوح کرکے مدینہ طیبہ مین آکر شرف ملاقات حاصل کیا۔ چونکہ حضرت خالد رض
کو پے در پے فتوحات حاصل ہوئی تھین۔ اسواسطے حضرت ابوبکر رض نے اونکو اونچی کئی ایک امرا پر
افسر کردیا تھا حضرت ابوبکر رض کے قاضی حضرت عمر رض ابن خطاب تھے اور کاتب حضرت عثمان
ذوالنورین رض اور زید بن حارث رض تھے۔ اور مکہ معظمہ کے عامل حضرت عتاب بن اسید رض صدیق
اکبر رض نے مقرر کئے یہ وہی عتاب ہین جنکو فتح مکہ مین رسول پاک صلعم نے عامل بنایا تھا پھر حضرت
ابوبکر رض نے بھی انہین کو منظور کیا اور موضع طائف مین آپکا عامل عثمان ابی العاص مقرر ہوا اور
ضلع صنعا کا والی مہاجر بن امیہ بنایا گیا اور ضلع حضرموت کا امیر آپنے زیاد بن لبید رض کو قائم کیا اور
ملک بحرین مین حضرت علاء حضرمی رض عامل بنائے گئے اور نجران کے ضلع پر جریر بن عبداللہ رض خلیفہ
کئے گئے اور حدود عراق کا حاکم مثنی بن حارث کردیا۔ اور بعض اضلاع شام مین ابوعبیدہ رض و شرحبیل
بن حسنہ رض و یزید بن ابی سفیان رض امیر بنائے گئے اور یہہ تینون باوجود ملنے امارۃ کے حضرت خالد رض
کے تحت مین کام دیتے تھے اسیطرح روضۃ الصفا مین مروی ہے اور ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا کے
حصہ دوم وغیرہ کتب سیر کی تشریحات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت کا سال اول تو عربستان
اور اوسکی گرد نواح کی بغاوتون کے دور کرنے اور اونکی ارتداد و فتنہ و فساد کے زائل کرنے مین ہی ختم
کو پہونچا۔ جب اُن منافقین کی آگ نفاق کو بجھا چکے تو اطراف اور جوانب کی کفار ضلالت کی بیخ
خراب کرنیکو تیاریان کی گئین۔ پس منجملہ اون فتوحات کے جو قوم کفار پر حاصل ہوئی تھین ایک یہہ ہے
کہ ۱۳ھ مین جو حضرت ابوبکر رض کی خلافت کا دوسرا سال تھا حضرت خالد کو ایک بھاری فوج دیکر
روانہ کیا گیا کہ قلعہ ابلہ کا تدارک کرین کیونکہ اوسکے ملازمون نے سواد کے مسلمانون سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی

ہوئی تھی۔ حضرت خالد رض نے ابلہ کے نواح مین خیمہ لگا دییے اور ابلہ کے سردار ہرمز کو جو شاہ ایران کا نائب تھا لڑائی کا پیغام بھیجا ہرمز نے عربونکی فوجکشی کی عرضی شاہ ایران کو روانہ کردی اور آپ غرور کے جوش سے اپنی فوج جمع کر کے میدان محاربہ مین پہونچا لڑائی شروع ہوئی۔ اسلام کے لشکر نے اس لڑائی مین گو تکلیف تو بہت ہی دیکھی تھی مگر آخر ہرمز کے لشکر کو مغلوب کیا اتنے مین ہرمز کی عرضی پر شاہ ایران کیطرف سے ایک بڑی فوج امداد کے لئے ہرمز کو پہونچی آخر وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئی۔ حضرت خالد رض خاص الخاص قلعہ ابلہ مین داخل ہوگئے اور اس لڑائی کی خبر سنکر شاہ ایران گھبرائے کتاب سیرۃ الفاروق مین لکھا ہے کہ اوسوقت شاہ ایران نے اپنی سلطنت سے عربون بنی بکر وغیرہ کی ایک فوج کی بھرتی کر کے ایک مشہور جرنیل بہمن کے زیر حکم مسلمانون کے مقابلہ کو بھیجی مگر بفضل خدا تعالی پہونچتے ہی خالد رض کے لشکر نے اونکا بھی خاتمہ کردیا اور قلعہ ابلہ کی مفتوح ہونیکی تہنیت امیر المومنین حضرت ابوبکر رض کیخدمت مین پہونچی اسیطرح اور بہت سے قلاع کو مفتوح کیا گیا تھا جنکی حالات عدم گنجایش سے ترک کر دیئے گئے ہین۔ جامع الاصول وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رض کی خلافت دو برس اور چار مہینہ رہی جسوقت جناب کو بیماری شروع ہوئی تو مسند خلافت کے لئے حضرت عمر رض کو انتخاب کیا۔ جسکا ذکر انشاء اللہ فصل دوم مین لکھا جائیگا۔ شیعہ کی معتبر و مسلمہ کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نخاس جدید لکھنو کے صفحہ ۲۷۵ پر مرقومی ہیکہ جب بیماری حضرت ابوبکر رض کی سخت تر ہوئی تو حضرت عایشہ رض کو کہا کہ جب مین مر جاؤن تو میری نعش کو روضہ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لیجانا اور کہنا کہ یارسول اللہ صلعم اگر اجازت ہو تو آپکے غلام کو روضہ کے اندر دفن کرین۔ پس اگر دروازہ اوس روضہ مبارک کا خود بخود کھل گیا تو میری لاش کو اوس روضہ کے اندر دفن کرنا چنانچہ ویسا ہی ہوا کہ دروازہ روضہ مبارک کا خود بخود کھل گیا اور لاش حضرت ابوبکر رض کی ہم پہلو حضرت رسول ع کے دفن ہوئی تم کلامہ ملخصاً من عینہ۔ اور حضرت ابوبکر رض کی وفات نماز شام کے بعد یوم دوشنبہ ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳ مین ہوئی۔ کذا فی الاکمال فی اسماء الرجال۔

باجازت رسول ع ابوبکر رض کا روضہ نبوی ص مین دفن ہونا۔

دوسرا فصل حضرت عمر رض کی بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

شیعہ کی معتبر کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نخاس جدید لکھنو کے صفحہ ۲۷۴ پر بعبارت بسط البسیط لکھا ہی

جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حضرت ابوبکر رض نے اپنی وفات کے وقت حضرت عثمان رض سے ایک وصیت نامہ
دربارہ خلافت حضرت عمر رض کے لکھاکر مسلمانونکی طرف بہجوادیا۔ جب وہ نوشتہ حضرت علی رض تک
پہونچا تو آپنے فرمایا بایعت ممن فیہا ولو کان عمر رض یعنے بیعت کی مینے اوس شخص سے کہ جو اس وصیت مین
لکھا ہوا ہی اگرچہ حضرت عمر رض ہو (پہر حضرت علی رض حضرت ابوبکر کی خدمت مین تشریف لائے)
اور حضرت علی رض نے کہا کہ ہم سوائے عمر رض کے کسی دوسرے کی خلافت پر راضی نہین ہین تب
حضرت ابوبکر رض نے حضرت علی رض کو دعائے خیر دیکر اونکے محامد واوصاف کو بیان کیا تم عبارتہ من عینہ

اور روضۃ الصفا وغیرہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ جسطرح فخر انبیاء صلعم نے اپنی مرض الموت مین حضرت ابوبکر رض کو لوگونکا امام مقرر کیا تہا اوسیطرح حضرت ابوبکر رض نے اپنی مرض الموت مین حضرت عمر رض کو لوگونکا امام بنایا اور صدیق اکبر رض کی وفات پر تمام لوگ نہایت محبت سے حضرت عمر رض کی بیعت کرنے لگے سب سے پہلے حضرت عثمان اور حضرت علی رض نے اونکی بیعت کی پہر تمام مخلوقات بیعت کرنے مین مشغول ہوئی تین دن تک بہت ہجوم رہا۔ روضۃ الصفا کی جلد دوم مین لکھا ہی اور صاحب سیرۃ وغیرہ نے علماء مورخین سے نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رض لڑائی شام کے سرانجام مین مشغول ہوئے اور اس واقعہ کی کیفیت یہہ ہی کہ شروع ۱۳ھ مین جو صدیق اکبر رض کی خلافت کے اختتام کا سال تہا۔ ملک شام کے بعض اضلاع مثل یرموک وغیرہ سے متواتر خبرین آئین کہ یونانیون کا ارادہ شام کے مفتوح شدہ اضلاع پر دست اندازی کرنیکا معلوم ہوتا ہے اس خبر کے پہونچنے پر حضرت ابوبکر رض نے خالد ابن سعید رض کو ایک کثیر فوج پر سردار بناکر ملک شام کو بہیجنے کا قصد کیا حضرت علی رض اور حضرت عمر رض مانع آئے اور کہا کہ ابن سعید رض کو روانہ کرنا اچہا نہین بلکہ خالد ابن ولید رض کو جو آجکل عراق مین روانہ کیا گیا ہے واپس کرکے مہم شام مین ارسال کیا جائے مگر حضرت ابوبکر رض نے نہ مانا اور خالد ابن سعید رض کو ہی بہیجا جب ابن سعید رض خاص ملک مین پہونچا تو اون احتیاط کو جو اوسکو ہدایت ہوئی تہین بہول گیا۔ اور رفتہ رفتہ زیادہ بڑہ جانے مین شکست کہا کر بہاگ نکلا حضرت ابوبکر رض اس بات کو سنکر حضرت عمر رض اور حضرت علی رض کی رائے کے برخلاف انچہ اس انتخاب پر پچہتائے اور نئی بہرتی کردہ فوج اور روانہ کی اور شام کے بعض اضلاع مفتوح شدہ کے افسران کو لکہا کہ جبتک خالد ابن ولید رض نہ پہونچے حد سے تجاوز نہ کرین اور خالد ابن ولید کو تاکید شدید کرکے لکہا کہ عراق کی نصف فوجین مثنیٰ کے تحت مین چہوڑین اور نصف

آغاز بیعت عمر رض

آغاز فتوحات حضرت عمر رض

خلافت حضرت عمر رض مین

ہمراہ لیکر شام کی لڑائی کی خبر لیوین مگر جلدی کرین۔ خالد ابن ولید رضہ نے حسب تعمیل نصف فوجین اپنے ہمراہ کرلین اور عراق سے یرموک کو براستہ سخت ریگستان کے روانہ ہوا اور سیدھا راستہ اسلئے چہوڑ دیا کہ شام کے مخالفین کا اندیشہ تہا۔ خشک راستہ اور بے آب ہونیکی وجہ سے ۹ ہزار فوج انتخاب کرلی اور باقی کو کہا کہ پیچہے آہستہ آہستہ چلے آوین۔ چند ماہ کی منزل کو چند ہفتہ مین قطع کیا۔ اوسطرف شامی لوگ بہی خالد ابن ولید کے منتظر تھے اور آغاز لام سے قریب چار ماہ کے ہوگئے تہے۔ باوجود اسکے ابہی تک فتح و ہزیمت کا کوئی فیصلہ نہین ہوا تہا کہ حضرت خالد ابن ولید پہونچگئے۔ اور مدینہ منورہ سے نئی بہرتی کردہ افواج بہی کثرت سے پہونچگئین۔ اب اہل اسلام کے سینون مین آرام کے آثار ظہور مین آئے۔ کیونکہ اب مسلمانون کے لشکر کی تعداد چہتیس ہزار تک پہونچگئی۔ مگر یونانیون کی فوج بڑہتی بڑہتی دو لاکہہ تک شمار مین آتی تہی۔ خالد ابن ولید رضہ نے پہونچتے ہی یہ دستور جاری کیا کہ فوجونکو چالیس دستون مین منقسم کردیا اور منقسم شدہ فوجونپر دلیر افسرونکو تعینات کیا۔ یہہ انتظام نہایت وقت سے ہوا تہا۔ کیونکہ یونانی بھی آخری فیصلہ کے خیال سے سخت سخت حملہ کرنیکا قصد کر رہے تہے۔ **الغرض** لڑائی شروع ہوئی۔ اسی اثنا مین خالد ابن ولید رضہ کے پاس مدینہ منورہ سے ایک قاصد پہونچا اور ایک نامہ اپنے پاس سے نکالکر خالد رضہ کے ہاتھ مین دیدیا۔ خالد رضہ نے سرسری طور پر پڑہکر اپنے ترکش مین ڈالدیا اور اوسکا رازکسیکو ہرگز نہ بتایا کیونکہ اوسمین حضرت ابوبکر رضہ کی وفات کا حال لکھا ہوا تہا مگر خالد رضہ نے نہایت دانائی سے ایسے نازک وقت مین لشکر تک اس خبر کو نہ پہونچایا اور قاصد کے ہاتھ لشکر کی خیریت کا حال لکھکر مدینہ مین حضرت عمر رضہ کیطرف اوسکو روانہ کردیا۔ اس لڑائی مین اہل اسلام کے تین ہزار آدمی شہید ہوئے۔ اور مخالفین کا تو کچہہ حساب نہ تھا۔ آخر اسلامیونکو فتحمندی حاصل ہوئی۔ اس فتح کی تاریخ ماہ رجب ۱۳ھ مطابق ستمبر ۶۳۴ء تہی۔ **فتح دمشق**۔ حضرت عمر رضہ نے جب ابا عبیدہ رضہ کو نائب مقرر کیا تو خالد ابن ولید رضہ وغیرہ امرا نے ابا عبیدہ رضہ کے مشورہ سے دمشق کے محاصرہ کی سعی کی۔ والی دمشق نے فوجکشی کا عمدہ سامان کرکے اہل اسلام کے برابر صف کھڑی کردی۔ جدید بھرتی کرنیکے پروانے حضرت عمر رضہ کی جانب سے ابا عبیدہ رضہ وغیرہ امرا کو کثرت سے آئے۔ اثنا محاربہ مین لشکر اسلام نے میدان محاربہ کو نہایت تنگ جانکر اپنی اڑیون پہ بہاگنا شروع کردیا۔ لشکر دمشق نے اس خیال پر کہ عرب کا لشکر بہاگ پڑا ہے۔ اسلامیون کا تعاقب کیا۔ افواج اسلام وسیع میدان مین پہونچکر کھڑی ہوگئین اور ایسی

لڑائی کی کہ دمشقی مغلوب ہو گئے۔ لشکر اسلام خاص قلعہ دمشق مین جا کر داخل ہوا والی دمشق لے قلعہ
انطاکیہ مین ہرقل بادشاہ کے پاس عرضی بھیجی اور لکھا کہ اب امداد درکار ہے۔ مگر ہرقل سے جواب باصواب
ملنے پر اسلامیون سے مصالحت کا قاصد بھیجا۔ ابا عبیدہ رض نے اپنے ماتحتون سے مشورہ لیکر جواب دیا کہ
ایک لاکھ دینار زر سرخ والی دمشق سال تمام مین دیوے۔ اور رعایا دمشق فی مرد چار دینار اور فی عورت
دو دینار ادا کرین۔ اگر اس جزیہ کو منظور کرین تو صلح ورنہ بجز جنگ کے لشکر اسلام واپس نہ ہوگا دمشقیون
نے اس صلح کو شکریہ سے قبول کیا۔ کذا فی روضة الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۴۴۔ **ملک فلسطین** جب دمشق
مفتوح ہوا تو حضرت امیر المومنین عمر رض نے ابا عبیدہ رض وغیرہ امراء کو لکھا کہ دیا فلسطین پر چڑھائی کرین
ابا عبیدہ رض نے عمرو بن عاص رض کو سپاہ کثیر دیکر روانہ کیا کہ اگر مخالفین جزیہ قبول کرین تو صلح کرنا ورنہ
ہاتھ بہ غارت دراز کر دینا سرداران فلسطین نے دمشق کی فتح اور عمرو بن عاص کی کمک کو سنکر رومیون
اور ہرقل مذکور سے امداد مانگی۔ ہرقل نے بیس ہزار سوار جنگی بھیجے اور رومیونکی فوجین بھی بعلبک مین
جمع ہو گئین۔ عمرو بن عاص رض نے ابا عبیدہ رض کو اس امر کی خبر دی ابا عبیدہ رض نے خالد ابن ولید رض کو اور
بہت سی فوج دیکر روانہ کیا۔ اور دیگر امراء مثل شرجیل بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کو جو قوم نصاری
و مرتدان عرب کے سر پر فوجین لیکر حمص پر بیٹھے ہوئے تھے لکھا کہ ہر ایک شخص آدھی آدھی فوج ہمراہ لیکر
فلسطین کی مہم کو فوراً روانہ ہو جاوے۔ افواج ہر دو جانب جمع ہوئین۔ اور محاربہ صرف ایک
ہی یوم ہوا کہ مخالفین بھاگ نکلے اور انطاکیہ وغیرہ سے اور امداد طلب کی۔ خالد رض نے ابا عبیدہ کو بذریعہ
قاصد خبر دی ابا عبیدہ رض نے اپنی جگہ ایک نائب دمشق مین مقرر کیا اور آپ محاربہ کے میدان کیطرف روانہ
ہوئے۔ حضرت عمر رض نے مدینہ سے ایک اور زبردست فوج ارسال کی۔ ابا عبیدہ کے پہونچنے پر رومیون نے
صلح کی بھی تمنا کی۔ چونکہ یہ صلح شرع شریف کے مطابق نہ تھی اسلئے امراء اسلام نے منظور نہ کی اور
سخت لڑائی ہوئی۔ مخالفین کے لشکر سے گیارہ ہزار آدمی قتل ہوئے۔ آخر الامر الاسلام یعلو ولا یعلی کے
حکم سے بہت عمدہ فتحمندی اسلامیونکو ملی۔ اور غنیمت کا خمس جو مال کثیر تھا۔ ابا عبیدہ نے حضرت عمر رض کی
خدمت مین بھیجدیا۔ اور باقی ماندہ مال حسب الحکم شرع لشکر پر تقسیم کر دیا۔ کذا فی روضة الصفا جلد دوم۔
فی الجملہ حضرت عمر رض کی خلافت مین جو ملک فتح ہوئے ہین۔ اونکی تشریح اس مختصر رسالہ مین گنجایش
نہین رکھتی۔ اور شیعہ کی معتبر کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نحاس جدید لکھنو کے صفحہ ۵۷۸ پر لکھا ہے کہ

کہ حضرت امیر عمرؓ کے وقت مین تمام فارس و شام اور مصر اسکندریہ تک فتح ہوگیا کہ جسکی پیشین گوئی

کتب عہد عتیق مین ہے اور اس لیاقت کے بملاحظہ سے ہمارے نزدیک وہ اہل شکر گذاری کو بہی دخل ہے تم کلامہ بالخصاً من عینہ اور کتاب مسکّمہ فریقین روضۃ الصفا کی جلد دوم مین لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کے بڑے بڑے فتوحات یہ ہین۔ اردن[1]۔ فلسطین[2]۔ انطاکیہ[3]۔ حماپان[4]۔ دمشق[5]۔ فحل[6]۔ بعلبک[7]۔ قلعہ حمص[8]۔ حلب[9]۔ قزوین[10]۔ واقعہ یرموک[11]۔ ایلیا جو فی الحال بہ بیت المقدس مشہور ہے[12]۔ قیاصرہ[13]۔ مصر[14]۔ اسکندریہ[15]۔ خیرہ[16]۔ مداین[17] جو شاہ نامدار کسریٰ اور نوشیروان کا دار السلطنت تہا اور جسکی لڑائی مین حضرت عمرؓ کے مبارزان نے کفار کے مشہور امیر الامرا رستم بن فرخ زاد پہلوان اور جالینوس کو قتل کیا تہا۔ نہاوند[18]۔ دینور[19]۔ اصفہان[20]۔ رَی[21]۔ قومس[22]۔ طبرستان[23]۔ اہواز[24]۔ خوزستان[25] جسکا والی ہرمز حضرت عمرؓ نے قید کرالیا تہا۔ کرمان[26]۔ خند و مکران[27]۔ اصطخر فارس[28]۔ جلولا[29]۔ بلدان[30]۔ اور اس رسالہ کے صفحہ … پر گذر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت ساڑہے دس برس کے قریب ہی تہی۔ پس معلوم ہوا کہ اس قلیل مدت مین آپنے بڑی بڑی لڑائیون مین تیس ۳۰ بار فوج کشی کی۔ اور بفضل خدا تعالیٰ اور بفیض جناب رسالتمآب صلعم سب مہمات مین اپکو فتحمندی حاصل ہوئی اور آپکی شہادت اسطرح ہوئی کہ ایکدن جناب کی عالیخدمت مین مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک غلام جسکا نام فیروز معروف بہ ابو لؤلؤ تہا حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا مالک مغیرہ مجہسے بہت مبلغات حاصل کرتا ہے جسنے مجہے سخت تکلیف ہوتی ہے اگر جناب کے حکم سے کچہہ تخفیف کردیوے تو آسانی سے مزدوری کرون امیر المؤمنین عمرؓ نے پوچہا کہ تو کیا کام کرتا ہے فیروز نے کہا کہ نقاش اور آہنگر ہون۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ باوجود ایسے ہنر اور اتنی آمدنی کے اگر مغیرہ اپنے مالک کو تو اسقدر مال ادا کرتا ہے تو کیا ہرج ہے فیروز نمک حرام خاموش تو ہوگیا مگر اوسنے حضرت عمرؓ کے شہید کرنیکا ارادہ کرلیا۔ کچہہ تہوڑی دیر کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے فیروز ہمنے سنا ہے کہ تو بہت ہی عمدہ چکی بناتا ہے اگر بیت المال کے غلہ کیواسطے مجہو ایک چکی بنا دیوے تو بہت مزدوری دونگا۔ فیروز نے کہا کہ اچہا صاحب آپکو مین نہایت قیمت دار چکی بنا دونگا۔ جسکا نام مشرق سے مغرب تک لوگ تا قیامت لیتے رہینگے حضرت عمرؓ نے تمام حاضرین کو فرمادیا کہ اس شخص نے میرے قتل کا ضرور ارادہ کرلیا ہے۔ جب دوسرے دن صبح ہوئی اور حضرت عمرؓ امامت نماز مین مشغول ہوئے تو فیروز پلید خنجر لیکر محراب کی طرف دوڑا اور حضرت عمرؓ

حضرت عمرؓ کی مشہور فتوحات تیس ۳۰ ہین

ذکر شہادت عمرؓ اور روضۂ رسول ؐ مین انکا دفن ہونا۔

کے بدن مبارک پر چھہ زخم چلائے۔ جنمین سے تین ضرب تک تو امیر المومنین نماز ادا کرتے رہے پھر بیہوش
ہوکر زمین پر گر پڑے۔ پس لوگون نے فیروز کو گرفتار کر لیا اور حضرت عمر رضؓ کو اوٹھا کر گھر مین لائے دو تین
ساعت کے بعد جب آپکو ہوش آیا تو آپ وصیتین فرمانے لگے جنمین سے ایک یہہ تھی کہ دو آدمی حضرت
اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ کی خدمت مین بھیجے کہ اگر آپکی اجازت ہو تو میری لاش کو روضہ مبارک نبوی صلعم
مین دونو صاحبون کے پاس دفن کیا جائے۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ میرا پہلے سے ہی یہہ ارادہ ہے
پھر حضرت عمر رضؓ نے فرمایا اے حاضرین جب میرے نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو دوبارہ حضرت عائشہ رضؓ
سے اذن حاصل کرنا اگر وہ اجازت دیوین تو روضہ مین دفن کرنا ورنہ زمین بقیعہ مین میری قبر بنانا۔ خلافت
کی وصیت کو فصل سوم مین انشاء اللہ تعالیٰ لکھا جائیگا۔ آپکی وفات ماہ ذی الحج ۲۳ھ مین ہوئی
اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ راجعون۔ جب حضرت عمر رضؓ کو تختہ پر غسل دینے کے لئے رکھا گیا تو حضرت علی رضؓ نے بہت
سے اوصاف حمیدہ آپکے بیان کئے جنمین سے چند اس رسالہ کے صفحہ ۱۳۱ پر مذکور ہو چکے ہین اور غسل دینے
کے بعد حضرت عائشہ رضؓ کی اجازت سے آپکی لاش مبارک کو روضہ مبارک نبوی صلعم کے روبرو لائے
سب مرد وہان دروازہ مبارک سے یکطرفہ ہو گئے۔ پس حضرت عائشہ رضؓ نے بآواز بلند عرض کیا کہ وا محمداہ
وا ابوبکراہ یہہ حضرت عمر رضؓ حامیٔ دین متین آپکا محب بھی آپکے سایہ مبارک مین پناہ گزین کیا جاتا ہے
یہہ فرما کر حضرت صدیقہ رضؓ نے اپنے گھر مبارک کا دروازہ اپنے ہاتھ سے کھولا۔ اور دفن کرنیکی اجازت
فرما کر آپ پس پردہ چلی گئین۔ پھر صحابہ رضؓ نے حضرت عمر رضؓ پر نماز جنازہ پڑھکر آپکو روضہ مقدس مین
ہم پہلوی حضرت ابوبکر رضؓ کے دفن کیا۔ سبحان اللہ حقتعالیٰ نے جناب شیخین رضؓ کو کیا عمدہ صحبت رسولؐ
سے مشرف کیا ہے قبل از بعثت بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضؓ رسول پاک صلعم کے ہمرفیق رہے۔ اور بعد
نزول نبوّت بھی آنحضرت صلعم کے دار و اسفار اور غار وغیرہ سب مقامات مین مصاحبت مین مشرف
ہوئے۔ پھر بعد از وفات قیامت تک دونون کو جناب صلعم کی مصاحبت نصیب ہوئی اور قیامت مین بھی
حضور صلعم کے ہمراہ جنّت مین عیش کرینگے۔ خدائے کریم انکے طاعنین کی مٹی خراب کرے۔ آمین +

تیسرا فصل حضرت عثمان رضؓ کے بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

حضرت عثمان رضؓ کو ذی النورین اسلئے کہا گیا ہے کہ جناب رسالت آب صلعم کے دو نور یعنی دو دختر نیک اختر

له جب حضرت عمر رضؓ کے تجہیز و تکفین سے فارغ ہو چکے [illegible] حضرت عبید اللہ بن عمر رضؓ [illegible] طبری جلد ۳ [illegible]

اونکے نکاح مین آئین اور یہ دونو بیٹیان رسول ع کی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض کے بطن مبارک سے تہین- دیکہو شیعہ کی معتمد علیہ امام محمد بن یعقوب الکلینی اپنی صحیح کتاب اصول کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے باب مولد النبی ووفاتہ مین صفحہ ۲۷۸ پر لکہتے ہین ہ وتزوج خدیجۃ رض وہو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منہا قبل مبعثہ القسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاہر والفاطمۃ علیہا السلام انتہی من عینہ- نیز شیعہ کی معتبر کتاب نخبۃ الاخبار مطبوعہ مطبع عین الفیوض کے صفحہ ۳۳ پر لکہا ہے کہ حضرت ص کی بیٹیان ۱ زینب انکا نکاح ابو العاص بن ربیع سے ہوا یہ برادر خالہ زاد زینب کا تہا- ان سے ایک لڑکی تہی- آمامہ نام اوسکے ساتہ حضرت امیر ع نے حسب وصیت سیدہ کے عقد کیا اور صاحب اولاد بہی ہوئین اور زینب نے مدینہ مین انتقال کیا- ۲ دوم رقیہ رض انکا عقد عتبہ بن ابی لہب سے ہوا تہا- اوسنے بعناد رسول ع طلاق دیدیا- پہر مدینہ مین عثمان رض کے عقد مین آئین اور وہین ایام غزوہ بدر مین انتقال فرمایا- ۳ سوم ام کلثوم رض انکا عقد عتیق بن ابی لہب سے ہوا تہا اوسنے بہی طلاق دیدیا- بعد رقیہ رض کے حضرت عثمان کے ساتہہ عقد ہوا اور مدینہ مین ہی انتقال کیا- ۴ چہارم فاطمہ رض ہین تم کلامہ من عینہ نیز شیعہ کی معتبر کتاب حد تحقیق مطبوعہ مطبع نحاس جدید لکہنؤ کے صفحہ ۸ مین لکہا ہے کہ شرف دامادی مین حضرت عثمان رض- حضرت علی رض کے شریک ہین کیونکہ اونکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیان دین کہ وہ دونون حضرت خدیجۃ الکبری رض کے پیٹ سے تہین- انتہی من عینہ- اور حضرت عثمان رض کی آغاز خلافت کی کیفیت یہہ ہے کہ جب حضرت عمر رض کو ضرب مذکورہ کے پہونچنے کے بعد نقاہت اور ہلاکت جسمانی نے مونہ دکہایا تو حضرت عمر رض نے خلافت کے بارہ مین آپکے حق مین وصیت فرمائی- دیکہو صحیح بخاری کے جلد ا مین اور مسلمہ فریقین یعنی کتاب روضۃ الصفا کے جلد ۲ مین اور تاریخ طبری کے جلد ۴ مین بالفاظ مختلفہ بیک مضمون لکہا ہے کہ حضرت عمر رض نے انتقال کے قریب تمام مؤمنین کو طلب کرکے فرمایا کہ مین خلافت کا عہدہ چہہ اشخاص کی گردن پر چہوڑ جاتا ہون میری وفات کے بعد آپس مین اتفاق کرکے انہین سے ایک شخص کو خلیفہ مقرر کر لینا اور وہ اشخاص یہ ہین- ۱ حضرت عثمان ۲ حضرت علی ۳ حضرت عبد الرحمن ۴ حضرت سعد ۵ حضرت زبیر ۶ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم اجمعین- اوسوقت ایک مرد محلہ سے کہڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین رض آپ اپنے فرزند حضرت عبد اللہ رض کو کیون خلیفہ نہین بنا دیتے- اسپر حضرت عمر رض جو ش

برروایات شیعہ حضرت عثمان رض داماد رسول ص ہین

ط یعنی رسول خدا ص نے حضرت خدیجہ رض سے نکاح کیا حالانکہ جناب کی عمر اوسوقت قریب ۲۵ برس کی تہی پس آنحضرت ص کی اولاد حضرت خدیجہ رض سے قبل از بعثت قسم رض و رقیہ رض و زینب رض و ام کلثوم رض ہوئی اور بعد از بعثت حضرت طیب و طاہر و فاطمہ رض ہوئی ہین

آغاز خلافت عثمان رض

ہین آئے اور فرمایا کہ تیرا یہہ قول لِلّٰہ فی اللہ نہین ہے۔ میرا بیٹا مذکور جسنے اپنی عورت کو طلاق بطریق مسنون نہین دیا۔ مین ایسے شخص کو کیون عہدہ خلافت سپرد کرون۔ حضرت عمر رضہ اس وصیت کے بعد جب انتقال فرما گئے تو آپکی تدفین سے فراغت پاکر اصحاب کرام مسجد مبارک نبوی صلعم مین جمع ہوئے۔ اور پہر چہہ کبار موصوفین نے تشریف آوری سے مجلس مذکور کو رونق بخشی۔ حضرت عبدالرحمن حضرت سعد حضرت طلحہ حضرت زبیر نے تو بار خلافت کے اوٹھانیسے بالکل انکار کر دیا۔ اور حضرت عثمان رضہ و حضرت علی رضہ خاموش رہے۔ جب دونون سے علیحدہ علیحدہ دریافت کیا گیا تو حضرت عثمان رضہ نے فرمایا کہ مین حضرت علی رضہ کی خلافت پر راضی ہون کیونکہ وہ داماد رسول پاک صلعم کے ہین اور جناب لخت رسول صلعم حضرت فاطمہ رضہ کے زوج ہین۔ پہر چند مناقب و محامد حضرت علی رضہ کے حضرت عثمان رضہ نے بیان کئے۔ اور جب حضرت علی رضہ سے پوچھا گیا تو اونہون نے بہی یہی فرمایا کہ مین حضرت عثمان رضہ کی خلافت پر راضی ہون کیونکہ آپ داماد رسول صلعم ہین اور اونکی دو بیٹیون حضرت رقیہ رضہ و حضرت ام کلثوم رضہ کے زوج ہین۔ پہر حضرت علی رضہ نے چند مناقب و اوصاف حمیدہ حضرت عثمان رضہ کے یاد فرمائے۔ بعد ازان یہ امر حضرت عبدالرحمن رضہ کو سپرد کیا گیا اور سب نے اقرار کیا کہ ان دونون مین سے جسکے ہاتہہ پر یہ بیعت کرین تمام لوگ اوسکو منتخب کرلیوین۔ اسپر حضرت عبدالرحمن رضہ نے دعا مانگی کہ بار خدایا جو شخص تیرے وعدہ کا موعود لہ ہے اور جسکو تو اپنی درگاہ مین منظور کرتا ہے اوسکی طرف ہمارے قلوب کو پہیر دے۔ اسکے بعد عبدالرحمن نے فرمایا کہ جب جملہ مومنین نے سب سے پہلے خلیفہ برحق کی بیعت کرنیکا امر میرے ذمہ کیا ہے تو مین علی الصباح ان دونون مین سے ایک کی بیعت کرونگا۔ اسپر مجلس برخاست ہوئی اور حضرت عبدالرحمن تمام رات تامل کرتے رہے۔ جمہور صحابہ جب نماز فجر سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمن رضہ بجنب منبر مقدس نبوی صلعم کھڑے ہو گئے اور حمد و ثنا الٰہی کے بعد درود مبارک سے زبان کو معطر کیا پہر فرمایا کہ اے لوگو تم سب نے مجھے خلیفہ برحق کی بیعت کرنیکا امر سپرد کیا ہے سو حضرت عثمان و حضرت علی رضہ کے محامد جو قرآن اور احادیث مین ہین اونکا خیال کر کے تم ہی کچہہ فرماؤ کہ کس کو مقدم کیا جائے۔ اوسوقت دو تین بزرگواروں نے فرمایا کہ حضرت علی احق ہین اور باقی تمام مہاجرین و انصار نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضہ خلافت کے احق ہین۔ فقال عبدالرحمن ارفع یدک یا عثمان فبایعہ فبایع لہ علی فبایع جمیع المہاجرین والانصار۔ الخ۔ یعنی پس حضرت عبدالرحمن رضہ نے فرمایا کہ یا عثمان رضہ اپنا ہاتہہ مبارک

حضرت علی رضہ کا حضرت عثمان رضہ سے بیعت کرنا

ف حضرت عبداللہ رضہ بن عمر رضہ نے اپنی منکوحہ کو بحالت حیض طلاق دیدیا تہا۔ جناب رسالتمآب صلعم نے ... فرمایا کہ رجوع کرے ... پہر طہر مین طلاق دے ... یہی طلاق بطریق مسنون ہے ... خلاف سنت نبوی ...

اُٹھاؤ۔ پھر عبدالرحمن رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسکے بعد حضرت علی رضؓ نے حضرت عثمان کی بیعت کی۔ پھر جملہ مہاجرین و انصار بیعت مین مشغول ہوئے۔ اب دیکھو کہ اگرچہ اس اُمت مرحومہ کے مؤمنین نے باہمی اختلاف بھی کیا ہے پر آخر حقتعالی نے سب کے سینون مین حق کو جاری کیا اور حسب وعدہ صادقہ لیستخلفنہم فی الارض آہ جو اس کتاب کے صفحہ پر گذرا ہے۔ اسکے موعود لہم مستخلفین کو رتبہ خلافت سے محروم نہ رکھا۔ اب شیعہ بتائین کہ صحابہ رضؓ کا کیا قصور ہے اصحاب ثلثہ رضؓ نے کب خلافت کے بارہ مین تعدی کی ہے۔ افسوس حضرات شیعہ قرآن حمید کو تو چھوڑ دین اور اپنی افتراؤنکو عملمین لاوین حیف ہے اس مسلمانی پر معترض نے

منبع الانصاف کے صفحہ ۸۰ پر لکھا ہے کہ عثمان نے ولید بن عتبہ کو جو نہایت فاسق تھا کوفہ کا والی بنایا تاکہ اوسنے بحالت مخموری پیش نمازی کی اور لوگونکو نماز فجر چار رکعت پڑہائی الخ۔ **جواب** اگرچہ حضرت عثمان رضؓ نے ولید کو کوفہ کا والی بنایا تھا۔ مگر اس وجہ سے حضرت عثمان پر کوئی طعن عاید نہین ہوسکتا۔ کیونکہ کتاب مسلمہ فریقین روضۃ الصفا مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ مین بصفحہ ۱۴۳ مروی ہے کہ جب حضرت عثمان رضؓ نے ولید مذکور کو ملک کوفہ کا امیر بنایا تو پانچ سال تک تو وہ بہت اچھا رہا اور اسکے بعد اوسنے شراب نوشی شروع کردی۔ اس بات کی خبر جب مدینہ منورہ مین حضرت عثمان رضؓ تک پہونچی تو اونہون نے ولید کو طلب کیا۔ جب وہ مدینہ پہونچا۔ تو امیرالمؤمنین حضرت عثمان رضؓ نے حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضؓ کو حکم دیا کہ ولید کو خمر نوشی کی حد مارین۔ اور حد مارنیکے بعد اوسکو معزول کردیا اور اوسکی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا والی بنایا۔ اب بتاؤ کہ حضرت عثمان رضؓ کا کیا قصور ہے۔ تاریخ طبری کے جلد چہارم مین لکھا ہے کہ ۲۵ھ مین حضرت عثمان رضؓ کو خبر پہونچی کہ ساکنان علاقہ اسکندریہ نے وعدہ خلافی کی ہے اور خاص اسکندریہ کے نامی گرامی آدمی مرتد ہوگئے ہین۔ اسپر حضرت عثمان رضؓ نے عمرو بن العاص کو عمدہ فوج دیکر روانہ کیا جب عمرو بن العاص باکر و فر وہان پہونچے تو ساکنان اسکندریہ مطیع اسلام ہوگئے۔ اسی سال مین قلعہ آذربایگان سے خبر آئی کہ وہان کے باشندے باغی ہوگئے ہین۔ جنہون نے عہد اور پیمان توڑ دیا ہے۔ اور حضرت عمر رضؓ نے جو پانچ ہزار فوج وہان تعینات کی تھی وہ انکے مقابلہ سے عاجز ہے۔ اسپر حضرت عثمان غنی رضؓ نے ولید بن عتبہ کو جو ان دنون مین کوفہ کا والی تھا لکھا کہ معہ افواج کوفہ آذربایگان پر فوراً چڑہائی کرو

آغاز فتوحات عثمان رضؓ

اس حکم کی پہونچنے پر جب لیدؓ کوچ کرکے آذربائگان کے حدود مین خیمے لگائے تو مسلمانونکی اگلی فوج بھی ولید سے مل گئی آذربائگانی بھی لڑائی کو نکلے خوب قتال ہوا اور بہت آدمی مارے گئے۔ آخر اسلامی لشکر غالب آیا اور لوٹ کا بہت مال ہاتھہ لگا اور آذربائگان کی فتح کی خبر معہ خمس غنیمت کے مدینہ کو بھیجی گئی اسی سال مین بعض اضلاع مفتوحہ حدود پارس سے خبر متوحش پہونچی کہ پارسیون نے دست درازی کا سامان جمع کرنا شروع کردیا ہے۔ اسپر حضرت عثمان رضہ نے سلیمان بن ربیعہ کو بڑی فوج پر سردار بناکر ملک فارس مین بھیجا جہان لشکر اسلام نے عمدہ قتال کیا۔ مخالفین کثرت سے مارے گئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے۔ اس فتح مین اسقدر غنیمت حاصل ہوئی جو تمام عرب سنکر حیران ہوگئے۔ اسی سال ۲۵ ہجری مین امیر معاویہ رضہ بن ابی سفیان نے جو حضرت عمر رضہ کے دوران مین امیر دمشق بنایا گیا تھا۔ اور پہر حضرت عثمان رضہ کی خلافت مین بھی اہل دمشق کی درخواست پر عثمان رضہ نے انکی ولایت کو منظور رکھا تھا حضرت عثمان رضہ کیخدمت مین نیاز نامہ لکھا کہ شاہ روم نے حضرت عمر رضہ کی وفات کی خبر سنکر مرزبان نامی کو ساٹھہ ہزار مرد جنگی کی فوج دیکر اسلام کے مقابلہ مین روانہ کیا ہے۔ حضرت عثمان رضہ نے امیر معاویہ رضہ کی عرضی پڑہتے ہی بہرتی کردہ فوج عمدہ روانہ کی اور والی کوفہ کو بھی لکھا کہ جلد تر افواج روانہ کرین۔ اور معاویہ رضہ صاحب بھی چھاونی دمشق سے بڑی فوج لیکر روانہ ہوئے۔ القصہ مابین روم اور شام کے مقابلہ ہوکر بڑی لڑائی ہوئی اور رومی شکست کھاکر میدان محاربہ سے بھاگ پڑے لشکر اسلام اونکے تعاقب مین خاص روم مین داخل ہوا اور روم کے بڑے بڑے شہرون پر فتوحات حاصل کین غنائم کے حاصل ہونیکا تو کچھہ اندازہ نہین کیا گیا تھا۔ اس فتح کی خبر سنکر حضرت عثمان رضہ نے بڑا شکریہ کیا اور بعد از شکریہ بیت اللہ شریف کیطرف روانہ ہوئے اور حج مبارک سے فراغت پاکر مسجد الحرام کے فراخ کرنیکا ارادہ کیا۔ حضرت عمر رضہ نے مسجد الحرام کو تنگ دیکھکر جوادسکے گرداگرد سے زمین خریدی تھی اور قبل از تعمیر انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت عثمان رضہ نے اوسکی تعمیر کرانیکا بندوبست کیا اور اس کام مبارک کو چند معززین کے سپرد کرکے آپ مدینہ طیبہ مین تشریف لائے۔ اور ۲۷ھ مین حضرت عثمان رضہ نے ملک اندلس اور افریقہ کی فوج کشی کا قصد کیا اور عمرو بن العاص کو جرنیل بناکر اونکی تحت مین افواج معہ سامان و باربرداری کے روانہ حرب گاہ کو کیا۔ اس محاربہ مین بھی اہل اسلام نے تکلیف تو بہت اوٹھائی مگر خاتمہ اچھا ہوا۔ کفار کو فنا کیا اور باقیماندہ مخالفین کو مسلمان کیا گیا جب

اس لڑائی کے فتح کی خبر معہ خمس غنیمت کے حضرت عثمان رض کو مدینہ مین پہونچی تو حضرت عثمان رض نے عمرو بن العاص کو پروانہ لکھا کہ آپ افریقیہ اور آندلس کے درمیان نصف افواج کی جمعیت رکھکر باقی نصف افواج عبداللہ بن نافع و عبداللہ بن الحصین کو دیکر قسطنطنیہ یعنی استنبول کیطرف روانہ کردیوین۔ اور دونون کو تاکید شدید کرین کہ جو ہدایات ہوئی تہین اونکو فراموش نکرین۔ اس پروانہ کے دیکھتے ہی عمرو بن العاص نے ہردو عبداللہ کو معہ افواج قسطنطنیہ کیطرف روانہ کیا۔ جنکے جاتے ہی یہہ شہر عظیم فتح ہوا۔ اسکی تہنیت مدینہ مین اور عمرو کی پاس بہیجی گئی۔ حضرت عثمان رض کے مفتوحہ شدہ املاک و قلاع و اضلاع مین سے کئی ایک تو وہ ہین جنپر پہلے بہی فتوحات حاصل ہوئی تہین پہر اونکے پیمان توڑنے اور باغی ہونیکی جہت سے خلیفہ ثالث رض نے دوبارہ اونپر فوجکشی کی تہی حضرت عثمان کی بڑی بڑی فتوحات جنکے نام تاریخ طبری کے جلد ۴ مین لکھے ہین بتفصیل ذیل لکھے جاتے ہین۔ اسکندریہ[1]۔ آذربایگان[2]۔ حدود فارس[3]۔ روم[4]۔ اندلس[5]۔ افریقیہ[6]۔ قسطنطنیہ یعنی استنبول[7]۔ غزو طریق البحر[8]۔ اس لڑائی مین کفار کا بادشاہ قسطنطین بن شاہ ہرقل موجود تہا اور افواج اسلام کے سپہ سالار منجانب خلیفہ ثالث رض امیر معاویہ رض تھے۔ اصطخر[9]۔ مرورود[10]۔ طخارستان[11]۔ بلخ[12]۔ نیشاپور[13]۔ باقی خراسان[14]۔ خوارزم[15]۔ ہرات[16]۔ غور[17]۔ طالقان[18]۔ جبل قارن[19] اور روضۃ الصفا کے جلد دوم مین دو فتوحات اور بہی لکھی ہین۔ طوس[20]۔ سرخس[21]۔ اور حضرت عثمان رض کی خلافت کی مدت جسطرح اس کتاب کے صفحہ پر گذری ہے قریب باران سال کے ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اتنی مدت مین آنہون ۲۱ بار فوجکشی کی تہی۔ واللہ اعلم بالصواب ٭

حضرت عثمان رض کی مشہور ۲۱ فتوحات ہین۔

ذکر مروان بن الحکم و شہادت حضرت عثمان رض

علماء سیر اور مورخین کے درمیان اسمین اختلاف ہے کہ جناب رسول صلعم نے مروان کو مدینہ منورہ سے نفی کیا تہا یا اوسکے باپ حکم بن ابی العاص کو نفی کیا تہا اور اکمال فی اسماء الرجال کے فصل المیم مین لکھا ہے کہ مروان کی پیدائش ہجرت سے پیچھے واقعہ ہوئی تہی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طفل نابالغ کو رسول پاک نے مدینہ سے نہین نکالا تہا بلکہ اوسکے باپ کو نفی کیا تہا۔ چنانچہ صواعق محرقہ

مطبوعہ مطبع مصری کے صفحہ ۶۹ پر مروی ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفا الحکم

الی الطائف وکذالک ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ثم ردہ العثمان رضی اللہ عنہ الی المدینۃ آہ ملخصاً
یعنے حضرت رسالت پناہ صلعم نے حکم کو ضلع طائف کیطرف نکالدیا تہا کیونکہ یہ شخص بے ادب اور
سخن چین آدمی تہا۔ پہر حضرت ابوبکر رض نے اپنے دوران مین سید عالم صلعم کی طرح معہ عیال کے اوسکو ایک
منزل آگے نکالدیا تہا اور اسیطرح حضرت عمر رض نے اپنی خلافت مین اوسکو اور ایک منزل آگے نفی
کیا تہا۔ جب حضرت عثمان رض حیادار کی نوبت پہونچی تو اونہون نے اوسکی توبہ کو منظور فرماکر مدینہ
منورہ مین اوسکو داخل کرلیا۔ پس اس وجہ سے حضرت عثمان رض کو کوئی طعن عاید نہین ہوسکتا کیونکہ جب
رسول پاک صلعم نے حکم مذکور کو معہ عیال نفی کیا تہا تو اوسنے آن فخر انبیا رع کے انتقال تک بالکل توبہ
نہ کی تہی اور اسیطرح حضرت ابوبکر کے عہد مین بہی اوس سے ندامت کے آثار ظہور مین نہ آئے۔ جنہون نے
حکم کو ایک منزل آگے نکالدیا۔ پہر جب حضرت عمر رض کا دورہ آیا تو حکم اور اوسکے بیٹے مروان نے اونکے
پاس وکیل بہیجکر التماس کی کہ ہماری استغفار سنکر ہمین مدینہ مین داخل ہونے دیوین حضرت
عمر رض نے حضرت علی اور حضرت عثمان وغیرہ اصحاب کرام رض کو اپنے پاس بلاکر سب سے مشورہ لیا
تمام اصحاب نے حکم کی توبہ کو سننے اور اوسکے مدینہ مبارکہ مین واپس آنے کو پسند نکیا۔ پس حضرت عمر رض
نے ایک منزل طائف سی بہی آگے حکم کو نکالنے کا حکمدیا پہر جب حضرت عثمان رض کی نوبت پہونچی تو حکم
نے اونکی عالیخدمت مین درخواست کی اور نہایت عجز سے توبہ کرنیکے بعد مدینہ مین داخل ہونیکی
تمنا کی تو حضرت عثمان رض نے اونکی درخواست کو بکرنا منظور فرمایا۔ بار سوم حکم نے ایک عرضی
حضرت عثمان رض کے پاس بہیجی اور لکہا کہ ابہی توبہ کا در کشادہ ہی جو شخص خلوص اور صدق و
صفائی سے استغفار کرے تو حق تعالیٰ اوسکی توبہ کو سنتا ہی آپ بندہ کی توبہ کو اگر منظور نہین
فرماتے تو قیامت کو مین آپکا دامنگیر ہونگا کذا وکذا۔ **الغرض**۔ جب اس قسم کی عرضی حکم کی حضرت
عثمان رض حیادار کو پاس پہونچی تو حضرت عثمان رض بیرحمی کی غیبے پچہتائے اور آیہ کریمہ وانی لغفار لمن تاب
الی قولہ ثم اہتدیٰ مندرجہ سورۃ طٰہٰ کو زبان گہرفشان پر لائے۔ پہر حکم مذکور کی توبہ کو منظور فرماکر
اوسکو مدینہ منورہ مین داخل ہونیکا حکمدیا۔ جسپر حکم بن ابی العاص معہ عیال کے مدینہ مین واپس آیا۔
ایک عرصہ گذرنے پر حکم کے بیٹے مروان کو (جو نہایت خوشنویس۔ اور بہت ہوشیار آدمی تہا) حضرت
عثمان رض نے اپنا دبیر بنایا۔ جب تمام امور مین اوسکو دیانتدار پایا تو عرصہ دراز کے بعد اپنے خمس

خواصون مین شامل کیا۔ اسکے بعد مروان نہایت زاہد و پارسا بنا اور امور خلافت مین بہت حمی سرگرمی سے عمدہ عمدہ تدابیر دینے لگا۔ حضرت عثمان رضؓ نے اوسکے زہد اور ورع کو دیکھکر اور اُسکو امین جانکر ایک خاصہ وزیر مشیر صاحب تدبیر بنا لیا۔ اور مروان کے سینہ مین حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی اولاد کی نسبت جو بغض اور عداوت کا تخم بویا ہوا تھا۔ اوسکو حضرت عثمان رضؓ وغیرہ اصحاب کرام رضؓ نہ پا سکے۔ اور اہل بیت رضؓ کے حق مین جو پوشیدہ حسد رکہتا تہا اوسکو بھی حضرت عثمان رضؓ جانچ نہ سکے ؎ چہ دانند مردم کہ در جامہ کیست ✤ نویسندہ داند کہ در نامہ چیست
حضرت عثمان حیادار رضؓ کا کیا ذمہ ہے خود رسول پاکؐ بہی کئی ایک لوگون فریب پیشہ کی چال بازیون اور اونکی سینہ کی باتون سے واقف نہین ہو سکتے تہے جنکی حال سے حضرت وحی خبر دیتا تھا

تظلم مصریان بحضرت عثمان رضؓ

فی الجملہ مروان نے بلباس عارفانہ اور بخدمات فریبانہ وزارت کا منصب حاصل کر لیا۔ اور اُسکی اس وزارت کو چند سال گذر گئی یہانتک کہ ۳۵ ہجری کے آغاز مین مصر کے لوگون کی ایک بہاری جماعت مدینہ منورہ مین پہونچی اور بعد نماز جمعہ کے اونہون نے حضرت امیر المؤمنین عثمان رضؓ کے بابالعالی مین گذارش کی کہ عبداللہ بن ابی سرح نہایت ظالم آدمی ہے۔ حضور نے اوسکو مصر کا والی بنانیکے وقت جو ہدایات کی تہین۔ اُن سب کو اوسنے ترک کر دیا ہے۔ اور ہم لوگ اوسکے جور و جفا سے جان بلب ہو رہے ہین۔ حضرت عثمان رضؓ نے اوس جماعت کو تسکین دی اور عبداللہ بن ابی سرح امیر مصر کو سخت حکم لکھا کہ اگر آئندہ مصر کی طرف سے مظلومون کی کوئی شکایت ہوئی تو تمھین معزول کیا جائیگا۔ روضۃ الصفا کے جلد ۲ کے صفحہ ۱۷۴ سے ۱۷۷ تک بعبارت طویل لکھا ہے جسکا

خلاصہ یہہ ہے کہ چون آن قوم مکتوب عثمان با بن ابی سرح رسانید ابن ابی سرح بعضے از ایشان را بقتل و برخی را بضرب و ایذا رسانید و ارباب مصر از حرکات ناپسندیدہ ابن سرح متاثر گشتہ طائفہ از عظماء آن دیار مثل علقمہ رضؓ وغیرہ با ہزار نفر روئے بجانب مدینہ نہادند و بعد از قطع منازل بمدینہ رسیدہ پیش عثمان رضؓ تظلم نمودند۔ حضرت عائشہ رضؓ و حضرت علی رضؓ نیز حضرت عثمان رضؓ را فرمودند کہ روسائے مصر از ظلم ابن ابی سرح بسیار فریاد میکنند۔ باید کہ عامل مذکور را عزل کنی و بجائے وے محمد بن ابی بکر رضؓ را والی مصر گردانی۔ امیر المؤمنین عثمان رضؓ فریاد مصریان را قبول نمود و حسب فرمودہ عائشہ و علی رضی اللہ عنہما محمد بن ابی بکر رضؓ را کہ بحلیہ تقوی و دیانت آراستہ بود بامارت مصر مقرر فرمود و منشور ے

بروسائے مصر نوشت کہ عبداللہ بن ابی سرح را معزول گردانیدم و محمد بن ابی بکرؓ را والی مصر ساختم فاقبلوہ بالامارۃ فانہ رجل صالح حافظ عالم محدث آہ۔ یعنی جب قوم مذکور نے حضرت عثمانؓ کا مکتوب مذکور ابن ابی سرح کو پہونچایا تو عامل مذکور نے ناحق بعض ان لوگون کو قتل کرا دیا۔ اور کتنی ایک کو سخت ایذا دی کہ میری مذمت حضرت عثمانؓ تک کیون پہونچائی ہے۔ عظماء مصر مثل علقمہؓ وغیرہ پریشان ہوکر قریب ہزار آدمی کے داد و فریاد کرتے مدینہ مین آئے۔ حضرت عائشہؓ و حضرت علیؓ نے بھی مظلومان مذکور کی طرفداری کی۔ حضرت عثمانؓ نے مصریون کی فریاد کو قبول فرمایا۔ اور حسب فرمودہ حضرت علیؓ و عائشہؓ کے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا والی بنا کر جماعت مذکورہ کے ساتھ اوسکو روانہ کیا۔ اور ایک پروانہ رؤساء مصر کی طرف لکھکر محمد بن ابی بکرؓ کے ہاتھہ مین دیدیا۔ جسکا مضمون یہہ تہا کہ عبداللہ بن ابی سرح عامل مصر کو معزول کر دیا گیا ہے اور اوسکی جگہہ حضرت محمد بن ابا بکرؓ کو والی کر دیا گیا ہے۔ پس تم سب رؤسا و فقراء محمدؓ کو قبول کرو کیونکہ یہہ صالح مرد حافظ القرآن عالم بہ فقہ ایک اعلیٰ درجہ کا محدث آدمی ہے۔ جب محمد بن ابی بکرؓ قوم مصر کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور چند منازل قطع کرکے ایک منزل مین پہونچے تو ایک سوار اونٹ پر دیکھا۔ جو مدینہ منورہ سے چلا آتا ہے اور قافلہ کو منزل پر اوترے ہوئے دیکھکر بادیہ مین گہس گیا ہے۔ اور یون معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی ملزم اور منحرف شدہ مصر کیطرف چلا جاتا ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ کے اشارہ پر چند جوانون نے اوسکا تعاقب کیا۔ گرفتار کرنیسے معلوم ہوا کہ مسمیٰ اغور مروان کا غلام ہے۔ محمد بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ تو کہان جاتا ہے اوسنے کہا کہ والی مصر کے پاس امیر المومنین عثمانؓ کا ایک پیغام لیجاتا ہون جسکا اظہار اوسکے سوائے نہین کر سکتا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ والی مصر تو مین ہی ہون کیا پیغام ہے۔ اغور نے کہا کہ عبداللہ بن ابی سرح کو پیغام دینا ہے۔ محمدؓ متحیر ہوئے اور اپنے ماتحتون کو فرمایا کہ معزول شدہ کیطرف کیا پیغام ہے۔ آخر اغور کی تلاشی لیگئی تو اوسکے اسباب سے ایک خط بدستخطی مروان ثبت شدہ بمہر عثمانؓ نکلا جسکو محمدؓ وغیرہ لوگون نے پڑہا جسکا مضمون یہہ تہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من امیر المومنین عثمانؓ الی عبداللہ ابن ابی سرح والی المصر اما بعد فانہ قد یجئی الیک محمد ابی بکرؓ و معہ جماعۃ من المفسدین من اہل مصر فاذا وصل الیک محمد فاقتلہ اولا ثم اضرب عنق فلان و فلان و لاتخف و لاتحزن عن المفسدین ثم اکتب حقیقت ہذا الامر الینا فحسب۔ یعنی حمد و صلوۃ کے بعد امیر المومنین عثمانؓ

حضرت عثمانؓ کا محمد بن ابی بکرؓ کو بصورت امارت مصر مین روانہ کرنا اور مروان کا بطریق فساد خفیہ خط لکہنا۔

سے عبداللہ بن ابی سرح والی مصر کو پوشیدہ نہ رہے کہ محمد رضؓ بن ابابکر صدیق رضؓ جسکے ساتھ ایک جماعت مفسدین کی بھی شامل ہے۔ تمہاری طرف چلا آتا ہے۔ جب تمہارے پاس محمد رحؒ پہونچے تو جھٹ اوسکو قتل کردو۔ پھر فلان شخص او رفلان کی گردن ماردو۔ اور مت خوف کرو مفسدین سے پھر اس امر کی حقیقت میری طرف لکھو۔ محمد بن ابی بکر رضؓ نے یہہ خط پڑہکر نہایت افسوس کیا اور باقی معززین مصر بھی حسرت سے پشت دست کاٹنے لگے۔ کہ پہلا نامہ دیکھو پھر دوسرا دیکھو۔ اب حضرت عثمان کا خون حلال ہے۔ اس جماعت کے عظما نے کوفہ اور بصرہ کو اپنے دوستونکی طرف قاصد روانہ کردیئے۔ اور تمام قافلہ جو ایک ھزار آدمی کے قریب تہا۔ مدینہ منورہ کو واپس ہوا۔ محمد بن ابی بکر رضؓ معہ عظماء مصر۔ حضرت علی مرتضی رضؓ کیخدمت مبارک مین آئے اور طلحہ وزبیر رضؓ کو بھی طلب کر۔ ایا خط مذکور اونکو دکھایا اونہون نے فرمایا کہ یہ خط حضرت عثمان رضؓ کی اجازت سے نہیں لکھا گیا۔ دستخطی مروان کی ہے یہہ سب شرارت مروان کے ہاتھ سے ہوئی ہے اور حضرت عثمان رضؓ کی مہر عرصہ سے اوسکے پاس ہے۔ بغیر دریافت کرنیکے حضرت عثمان رضؓ سے اکثر ونکو تو اطمینان نہوا۔ حضرت علی رضؓ فوراً حضرت عثمان رضؓ کے دولتخانہ مین آئے۔ اور خط کی حقیقت اون سے دریافت کی۔ تاریخ طبری کے جلد ۳ کے صفحہ ۳۰۵ پر سطر ۲۴ مین بدین مضمون لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ نے حضرت علی رضؓ کو فرمایا کہ باللہ الرحمن الرحیم ماکتبت ہذا المکتوب وما قلت لا صحابی یکتب ولا علم لی بحقیقت ہذا الامراہ۔ یعنی مجھے حق تعالی کی قسم ہے کہ نہ مینے یہہ نامہ لکھا ہے اور نہ کسی شخص کو اسکے لکھنے کا امر کیا ہے اور مجھے اس کام کی حقیقت کا کچھہ امر معلوم نہیں۔ اوسوقت محمد رضؓ بن مسیلمہ صحابی معروف حضرت علی رضؓ کے ساتھہ تھا۔ اوسنے کھا کہ حضرت عثمان رضؓ سچ فرماتے ہین۔ انکو اس نامہ کا کچھہ پتہ نہیں۔ یہہ مروان کا فساد ہے۔ حضرت عثمان کا کچھہ ذمہ نہیں حضرت علی رضؓ حضرت عثمان رضؓ کے دولتخانہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے دولتخانہ کو قدم رنجہ فرمایا۔ جہان محمد بن ابابکر رضؓ کو چھوڑ آئے تھے جب وہان آئے تو مصر کے لوگونکی ایک جماعت کو جو قریب دو سو ۲۰۰ کے ہونگے۔ اوسجگہ بیٹھے ہوئے دیکھا اور محمد بن ابی بکر رضؓ وغیرہ عظماء مصر وہان نہیں ہین۔ علی المرتضی رضؓ نے فرمایا کہ محمد رضؓ اور سب لوگون کو جمع کرو حضرت عثمان رضؓ کا تو کچھہ قصور نہیں ہے اور مروان کے بارہ مین بجز مشورہ اصحاب کرام رضؓ اور حکم امیر المومنین عثمان رضؓ کے کچھہ فیصلہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ یا اباالحسن رضؓ محمد بن ابی بکر رضؓ اور اہل مصر تو مسجد مبارک نبوی کے کوچہ سے گذرکر آگے چلے گئے ہین۔ حضرت علی رضؓ

نے دو آدمی اونکے پیچھے دوڑائے۔ اونہون نے واپس آکر خبر دی کہ محمد رض وغیرہ نے حضرت عثمان رض کی دولت
سرائے کو محاصرہ کرلیا ہے۔ ایک طرف سے حضور تشریف لائے ہین۔ اور دوسری جانب سے وے لوگ پہونچے
ہین۔ روضۃ الصفا کے جلد دوم مین صفحہ ۴۷۵ سے صفحہ ۴۷۷ تک عبارت طویل لکھا ہے جسکا
خلاصہ یہ ہے کہ اوس وقت حضرت علی رض نے حضرت امام حسن ع اور حضرت امام حسین ع کو روانہ کیا کہ فوراً محاصرہ
کو روکین۔ اگرچہ مارے بھی جائین مگر تاہم کسی کو حضرت عثمان رض کے گھر مین نہ داخل ہونے دیوین اور حضرت
زبیر رض نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو روانہ کیا اور حضرت طلحہ رض نے اپنے فرزند محمد رض کو دوڑایا۔ پس ہر چہار موصوفین
آئے اور حضرت عثمان رض کے دروازہ پر کھڑے ہوگئے۔ محمد بن ابا بکر رض وغیرہ اہل مصر نے ہر چند تندی دکھائی
مگر امام حسن رض وغیرہ سے کسی نے دروازہ کو نہ چھوڑا بلکہ کہا کہ بغیر مرے یا مارے کسی کو اندر نہ جانے دینگے

بتقدیر حق اکبر حضرت
عثمان رض کا قتل ہونا

محاصرین نے جب اون سے زور کرنیکی طاقت نہ سمجھی تو سکونتی مکان کو جھٹ پیچھے سے نقب لگادی اور
اس وجہ سے اندر داخل ہوگئے۔ اوس وقت حضرت امیر المومنین عثمان رض تلاوت قرآن شریف مین مشغول
تھے کہ یکایک محمد بن ابی بکر رض نے اونکو داڑھی مبارک سے پکڑ کر اونکے موُنھ مبارک پر طپانچہ مارا۔ اور کہا کہ
اگر میرا خون حلال تھا تو مدینہ منورہ مین مجھے قتل کردیا جاتا۔ عامل مصر کیطرف بھیجنا اور وہان میرے قتل
کرانیکا نامہ لکھنا کس امر مین داخل ہے۔ حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ اے بیٹا اگر تیرا باپ حضرت ابا بکر صدیق رض
زندہ ہوتا تو وہ اس داڑھی کا قدر پہچانتا۔ یہ وہی داڑھی ہے۔ جس سے رسول پاک صلعم اور ملائکہ مقربین
حیا کرتے ہین۔ اس کلام سے محمد بن ابی بکر رض کے جسم مین ایسا لرزہ پیدا ہوا کہ وہ حضرت عثمان رض کو وہین چھوڑکر
صحن سے نکل گیا۔ اور باقی اہل مصر کا ہجوم اوسیطرح مکان کے اندر رہا۔ اسیر مروان اور اوسکے ہمراہیون
نے مصریون پر تلوار اُٹھائی۔ اس اثنا مین ایک شخص نے مروان کی گردن پر ضرب چلائی۔ مگر
چونکہ اوسکی حیات سے کوئی دن باقی تہا۔ اسلیئے زخمی تو سخت ہوا مگر شریان تک تلوار نہ پہونچی تھی
کہ مروان کے دو غلامون نے اوسکو اٹھالیا اور خون کثیر دیکھکر مصریون نے سمجھا کہ مروان مقتول
ہوگیا ہے۔ جسمیان قنبرہ اور سودان نے حضرت عثمان رض کو قتل کردیا۔ حضرت عثمان رض کے وجود مبارک
سے خون آیت کریمہ فسیکفیکہم اللہ وہو السمیع العلیم پر پڑا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ دان
نے حضرت عثمان رض پر تلوار اوٹھائی تو بیوی نائلہ زوجہ عثمان رض نے دونون ہاتھ حضرت عثمان رض کے سر پر
رکھ لئیے۔ تاکہ تلوار کو روکین۔ اور دا دیلا کیا۔ سودان نے کچھ ترس نہ کیا زوجہ عثمان رض کے ہاتھ پر تلوار چلادی

جیسے بیوی صاحبہ کی ہاتھ کٹ گئی۔ اسی اثنا مین حضرت عثمان رض کے غلام پہونچگئی قنبرہ اور سوودان کو انہون نے قتل کر دیا۔ اور علاوہ انکی اور بھی بہت سی جانین اوسی حویلی مین مقتول ہوگئی تھین اتنے مین حضرت علی رض بھی وہان آن پہونچے اور حضرت امیر المومنین عثمان کا حال مشاہدہ کرکے حضرت حسن ع اور حسین ع اپنے فرزندون کو چند طپانچہ مارے کہ تمنی لوگون کو کیون اندر جانے دیا انہون نے حقیقت نقب کی بیان کرکے اپنی جان بچائی۔ حضرت علی رض وغیرہ اصحاب کرام نے بہت افسوس کیا اور حضرت عثمان شہید کے قاتلین کی تفتیش فرمائی تو معلوم ہوا کہ قنبرہ اور سوودان ہین جو دو دون ظالم موقعہ واردات پر ہی سر بریدہ ہوگئی ہین حضرات شیعہ اس واقعہ مین بیان کرتے ہین کہ حضرت علی رض حضرت عثمان رض کے قتل کرنے مین خوشی سے لوگونکو ترغیب دیتے تھے۔ معاذ اللہ حالانکہ شیعہ کے کامل مجتہد مولوی سلطان محمود الطبسی اصفہانی شارح نہج البلاغت اپنی شرح کی جلد کی جزو ۲ مین لکھتے ہین۔ وقد ثبت فی السیر والاخبار ان علی علیہ السلام کان ینہی الناس عن قتل عثمان انتہی۔ اور اسیطرح حضرت عایشہ صدیقہ سنکر افسوس کرتی تھین جیسا کہ نہج البلاغت کی شرح مذکور کی جزو ۳ مین لکھا ہے کہ حضرت عایشہ رض فرماتی تھین۔ ان عثمان رضی اللہ قتل واللہ مظلوماً فاقوال عایشہ رض فیہ معروفہ معلومہ وکذا مدحہا وثناء ہا علیہ تم کلامہ من عینہ۔ اور مدارج النبوہ مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۲ مین صفحہ ۳۰۰ پر اور مظاہر الحق کے باب مناقب عثمان مین بالفاظ مختلفہ بیک مضمون لکھا ہے کہ حضرت عثمان رض کی شہادت ایام تشریق مین ہوئی۔ ۳۵ھ مین جمعہ مبارک کے روز اور اوسیدن شنبہ کی رات کو بعد از نماز مغرب قبل از نماز عشا جنت البقیع مین دفن کیے گئے۔

بروایت شیعہ بھی حضرت علی رض۔ حضرت عثمان رض کو قتل سے منع کرتے تھے۔

حضرت عثمان رض کی شہادت کی پیشین گوئی جو رسول پاک ص نے فرمائی تھی۔ شرح نہج البلاغت متذکرہ بالا کے جزو ۲ مین اسطرح پر لکھی ہے۔ وذکر ان اصحاب الحدیث یروون عن النبی صلعم انہ قال ستکون بعدی فتنۃ واختلاف وان عثمان رض واصحابہ یومئذ علی الہدی یعنی محدثین نے رسول پاک ص سے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ شتاب ہی میرے بعد فتنہ اور اختلاف ہوگا اوس فتنہ مین حضرت عثمان رض اور اونکے اصحاب ہدایت پر ہونگے اگر گنجایش ہوتی تو بہت روایات جو ترک کر دی گئی ہین لکھتا۔ واللہ الہادی

شیعہ کی نزدیک بھی حضرت عثمان رض شہید ہین۔

چوتھا فصل حضرت علی رض کے بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

روضۃ الصفا کے جلد دوم مین مروی ہے کہ حضرت عثمان رض کی شہادت کے بعد تیسرے یوم اصحاب کرام

آغاز بیعت مولا علیؑ

اور تابعین نے جو مدینہ شریف میں موجود تھے۔ جناب ولایت مآب حضرت علیؓ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور شیعہ کی اصح الکتاب نہج البلاغت کے جلد اول جزو ۲ میں بعبارت طویل لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ ومن کلام لہ علیہ السلام لما اراده الناس علی البیعۃ دعونی والتمسوا غیری ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموه امرکم الخ ملخصاً یعنی جناب علیؓ کی بعض کلام میں سے ایک کلام ہے کہ جب لوگون نے آپکی بیعت کا ارادہ کیا تو آپنے فرمایا کہ میری بیعت کو چھوڑو اور کسی دوسرے کی التماس کرو البتہ جسکے تم یہ امر سونپ دوگے مین بھی اوسکی پیروی کرونگا۔ اس عبارت کے ذیل مین مولوی سلطان محمود الشیعی اصفہانی شرح نہج البلاغت مین لکھتے ہین۔ وہذا الکلام محمل اصحابنا علی ظاہرہ ویقولون انہ علیہ السلام لم یکن منصوصاً علیہ بالامامۃ من جہۃ الرسول صلعم لانہ لو کان منصوصاً علیہ لما جاز ان یقول دعونی والتمسوا غیری الخ اس عبارت کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں منصفین شیعہ خود ہی بنظر انصاف دیکھلین اور عینی شرح صحیح بخاری کے جلد ۷ کی صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳ پر بعبارت ابسط البسیط منقول ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا حاکم بنا کر مصر کیطرف روانہ کیا گیا تھا تو اوسوقت حضرت عایشہؓ وغیرہ امہات المومنین حج کرنیکے لئے مکہ معظمہ کو چلی گئی تہین۔ انکے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت واقع ہوئی بعد از شہادت عثمانؓ حضرت طلحہ و زبیرؓ عمرہ کرنیکو کعبہ شریفہ مین چلے گئے اور انکی متابعت مین خلق کثیر و جمّ غفیر مکہ مین آئی۔ یعلیؓ چھہ سو اونٹ اور مال کثیر ہمراہ لیکر مکہ مین پہونچا جب مکہ مین حضرت عثمان کے قتل ہونیکی خبر پہونچی تو بعد از ہزار افسوس ساکنان مکہ و قوم حجاج نے آپسمین لوگونکو طلب قصاص عثمانؓ کی ترغیب دی یعلیؓ نے حضرت عایشہ کے لئے اونٹ اور پردہ دار کجاوہ تیار کیا حضرت عایشہؓ اور طلحہ و زبیرؓ مکہ سے نکلے اور انکے ساتھ واسطے طلب قصاص حضرت عثمانؓ کے تین ہزار جوان نکلے۔ حضرت عایشہؓ نے حضرت علیؓ کو خط لکھا کہ آپ بصرہ مین ہم سے ملاقات کرین کیونکہ جبتک مفسدین مدینہ مین ہین ہمارا وہان جانا مناسب نہین ۳۶ سنہ ہ کے آغاز مین مولا مرتضیؑ مدینہ سے نکلے اور انکے ساتھ بیس ہزار جوان آئے۔ جب ام المومنین عایشہؓ کا اونٹ بصرہ کے قریب وادی حوئب مین پہنچا تو وہان کے چند سگان کی آواز سنکر حضرت عایشہ نے دریافت فرمایا کہ یہہ کونسا مقام ہے کہا گیا کہ موضع حوئب ہے حضرت عایشہ نے فرمایا کہ مجھے جلدی یہان سے واپس کرو۔ پھر حضرت عایشہؓ روئین۔ اور فرمایا کہ مینے رسول خدا صلعم سے سنا تھا جو ایکدن مجھے فرماتے تھے کہ کیف باحداکن اذا نبحتها

یہ عبارت ہے علماء شیعہ ... حضرت علی ع منصوص من جہۃ الرسول صلعم نہین ہین ... کہ میری بیعت ترک کرو

تطلب خون عثمان رضؓ طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ و علی رضؓ کا محاربہ۔

کلاب الحوئب۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا امّ المومنین ہمارا ارادہ فساد کرنیکا نہین ہی۔ ہم صلح طلب اور قصاص
عثمان رض کے خواہان ہین۔ آپکے زیر سایہ اور آپکی پناہ مین ہمکو امن ملیگا۔ (کتاب ہدایت الشیعہ کے صفحہ ۴۴
پر لکھا ہے کہ امیر المؤمنین علی رض بھی قریب بصرہ کے پہونچے۔ اول قعقاع کو عائشہ رض کے پاس بھیجا کہ تم یہان
کس مطلب کو آئے ہو۔ حضرت عائشہ اور زبیر و طلحہ رض نے جوابدیا کہ صلح اور استیفاء قصاص عثمان رض کو۔
قعقاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق کے ہو سکتا ہی۔ اول صلح سے ملاقات کرو۔ انہون نے کہا بہت خوب
قعقاع نے یہ خبر حضرت امیر ع کو دی۔ اسپر آپ خوش ہوئے اور صلح پکی ہوئی تیسرے روز صبح کو ملاقات ٹھہری
اور اوسوقت کوئی مفسدین مین سے موجود نہو۔ یہہ خبر جب مفسدین کو پہونچی تو وہ گھبرائے اور حیران ہو کر
انہون نے رئیس المفسدین عبد اللہ بن سبا کے پاس گئے کہ اب کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔ اوسنے کہا کہ تم رات مین
اوٹھکر قتال شروع کردو۔ اور مشہور کر دو کہ زبیر رض کی طرف سے غدر ہوا ہی۔ مفسدین نے رات کیوقت منجانب
لشکر زبیر رض آکر قتال شروع کر دیا اور بکثرت جانین قتل کردین۔ صبح کے وقت امیر ع کو کہا کہ اوسطرف سے
غدر ہوا ہے۔ اور حضرت زبیر و طلحہ نے جو بیخبر تھے اونہون نے سمجھا کہ حضرت امیر ع کی جانب سے ہی غدر ہوا ہے
غرضیکہ حضرت امیر ع اور طلحہ و زبیر رض مفسدین کے فساد مذکور سے دھوکے مین پڑ گئے اور قتال گرم ہو گیا) اس
لڑائی مین دس ہزار آدمی کے قریب فریقین کے قتل ہوئے۔ حضرت عائشہ نے ہر طرح جانبین کو قتال
سے منع کیا آخر جب وہ باز نہ رہ سکے تو سب سپہ سالارونکو کہہ بھیجا کہ یا ایہا النّاس اذکروا یوم الحساب۔
یعنے اے لوگو یاد کرو قیامت کا دن وکانت امّ المومنین فی ہودج ارسلت الی علی رض طلبتہ عندہا فاذا
جاء ہو عندہا وقال السلام علیک یا اُمّاہ فقالت وعلیک السلام یا بُنیّ الخ۔ اسکے بعد حضرت عائشہ رض زار
زار روئین۔ امیر المؤمنین علی رض نے حضرت عائشہ رض کی برادر حقیقی محمد بن ابی بکر رض کو حضرت عائشہ رض کے ساتھ
روانہ کیا۔ اور چالیس مستورات پردہ دار بصرہ سے معہ سامان کے حضرت عائشہ رض کے ہمراہ روانہ کی گئین
امّ المؤمنین پھر مکہ معظمہ کو آئین اور ۳۶ھ مین حج کرکے مدینہ منورہ کو قدم رنجہ فرمایا۔ ثمّ انّ علیاً رض
اقام ببصرة ثلثة ایام وصلی علی القتلی من الفریقین یعنے حضرت علی ع وہان تین یوم رہے اور ہر دو جانب کے
مقتولین پر نماز جنازہ پڑہا وکان فی جملۃ القتلی الطلحۃ والزبیر رضی اللہ عنہما وہما قتلا بعد ما رجعا عن
القتال لما ذہبا الی علی رض فاخبر ابن وائل بقتلہما لعلی رض فقال بشّر واقاتل الطلحۃ والزبیر بالنّار۔ اب
حضرت علی المرتضی کا مقتولین فریقین پر نماز پڑہنا صحیح مثبت ہی کہ ہر دو فریق کے مقتول شہید تھے

کیونکہ یہ محاربہ بالاجتہاد ہوا تھا اور حضرت عایشہؓ وطلحہؓ و زبیرؓ کے بارہ مین جو حضرات شیعہ طعن کرتے ہین
اسکا جواب اس کتاب کے صفحہ ۷ پر گذر چکا ہے اب اسکے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین دیکھو حضرت
امیر المؤمنین علیؓ کے شان مین جو آیات نازل ہوئی ہین اور احادیث صحیحہ مین سے جو اونکے مناقب
ثابت ہوتے ہین کسی مؤمن پر مخفی نہین - اور حضرت عایشہ صدیقہؓ جو بنص القرآن جملہ مؤمنین کی والدہ
ماجدہ ہین - رسول پاکؐ کے برگزیدہ حرم جنکی وصف اور مدح و براءت قرآن سے ثابت ہوتی ہے
جیساکہ اس مختصر رسالہ کے صفحہ ۶۹ پر گذر چکا ہے - کسی اہل ایمان سے پوشیدہ نہین - اسیطرح حضرت
طلحہ و زبیر جو دونو عشرۂ المبشرین مین سے ہین پہر باشارۃ اللہ حضرت امیرؑ انکے قاتلین کو دوزخ کی بشارت
دیوین اور انکی اس محاربہ کا جو ان سے خطاءً واقع ہوا تھا انکی ندامت کشی کی جہت سے - کچھہ خیال نکرین
حضرات شیعہ عجب ہی دلیر ہین جو جناب امیرؑ کی اطاعت کا بہی لحاظ نہین کرتے - اور تاریخ - روضۃ الصفا | واقعہ جمل کے بعد حضرت
کے جلد دوم مین لکھا ہے کہ واقعہ جمل سے فراغت پاکر حضرت امیرؑ نے بصرہ سے کوفہ مین قدم رنجہ فرمایا مہاجرین | علیؓ کا کوفہ مین تشریف لانا
وانصار کی بڑی جماعت آپکے ساتھہ اور باشندگان عرب بصرہ وغیرہ کی مخلوقات تابعدار تھی ساکنان
کوفہ نے دلی خواہش سے امیرؑ کی تشریف آوری کی مسرت ظاہر کی جسپر امیرؑ نے کوفہ مین عرصہ تک
سکونت پذیر ہونیکا ارادہ فرمایا اور محمد بن ابابکرؓ کو مصر کا حاکم بناکر مصر مین بہیجدیا - جہان محمد بن ابابکرؓ
نے پہونچکر اعیان مصر کو حضرت امیرؑ کا منشور سنایا - رؤسائے مصر نے محمد بن ابابکرؓ کے ہاتھہ پر بیعت کی
اور ایک فرقہ باغیہ اونکی اطاعت سے مختلف ہوگیا - جب حضرت امیرؑ نے اونکی کیفیت سے اطلاع پائی تو
محمدؓ عامل مصر کو لکھا کہ صلح اور سلوک سے برتاؤ رکہین - اسی اثناء مین امیر المؤمنین علیؓ کو خبر پہونچی کہ حضرت
بیوی نائلہ زوجہ عثمان بن عفان کے دونون ہاتھہ جو حضرت عثمان کی شہادت کے وقت کاٹے گئے تھے
معہ حضرت عثمانؓ کے خون آلودہ پیراہن کے دو کس مفسد آدمیون نے امیر معاویہؓ والی شام کو پہنچادیئے
ہین اور اونہون نے فتنہ وفساد برپا کرنیکی غرض سے بیان کیا ہے کہ قاتلان عثمانؓ کو حضرت علیؓ نے
اپنے زیر سایہ رکھہ لیا ہوا ہے - جبتک قصاص عثمانؓ نہ لیا جائے - تب تک دین مین خلل ہے - چنانچہ
بعد نماز جمعہ مسجد مبارک جامع مین دونون ہاتھہ مقطوع مذکور معہ پیراہن تمام مسلمین کو دکھائے گئے
ہین جنکو دیکھہ اور حقیقت مذکورہ کے سننے سے امیر معاویہؓ معہ اقوام شامیان بھڑک اوٹھے ہین اور محاربہ
کرنیکو مستعد ہوکر اسباب جنگ مہیا کر رہے ہین - الغرض جناب امیر المؤمنین علیؓ نے یہہ سب ماجرا

سُنا تو اعیان و اشراف کوفہ اور صحابہ کرام مہاجرین و انصار کو جمع کیا۔ پھر منبر پر تشریف لائے۔ اور بعد
حمد و صلوٰۃ کے مفصل سمجھایا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے موسم گرما کے سبب سے اکثر اصحاب کبار
ملک شام مین حسب عادت مالوفہ چلے گئے تھے۔ اونکے بعد امیر المؤمنین عثمان شہید ہو گئے جنکی قاتلین
اوسی جگہ قتل کر دیے گئے تھے۔ اب معاویہؓ نے اس خیال پر محاربہ کا ارادہ کر لیا ہے کہ قاتلین عثمان ابن
ابی طالبؓ کی پناہ مین ہین اور رسول پاکؐ کے اصحاب کرام جو ملک شام کو گئے ہوئے ہین۔ سُنی
سُنائی باتون پر اعتماد رکھ بیٹھے ہین۔ چونکہ مسلمانون کے درمیان خونریزی کا عمل مسلمانون کا کام
نہین۔ اسلیے مین امیر معاویہ والی شام کو خط و کتابت سے پند و نصیحت دیتا ہون۔ عظماء کرام نے
جناب امیرؑ کی اس رائے مستحسن کو پسند کیا۔ اور امیر المؤمنین نے امیر معاویہ کیطرف نامہ لکھا جو روضۃ الصفا
وغیرہ کے مندرجہ خطوط کو مد نظر رکھکر شیعہ کی اصح الکتاب نہج البلاغت سے بعینہ لکھتا ہون۔ اب
حضرات شیعہ کو بنظر راستی دیکھنا چاہیئے۔ اور وہ نہج البلاغت کی جزو ۱۴ کے ابواب الکتب کے باب المختار
من کتاب امیر المؤمنینؑ مین اسطرح پر لکھا ہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب

نامہ علیؓ بجانب معاویہؓ مندرجہ نہج البلاغت

الی معاویہؓ ابن ابی سفیان اما بعد فان بیعتی لزمتک یا معاویۃ وانت بالشام فانہ بایعنی القوم الذین
بایعوا ابا بکر و عمر و عثمانؓ علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار و للغائب ان یرد وانما الشوریٰ
للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل و سموہ اماما کان ذالک للہ رضی وقد ارسلت جریر بن
عبد اللہ وھو من اہل الایمان والھجرۃ فبایع ولا قوۃ الا باللہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ یعنی بعد حمد و صلوٰۃ
کے میری بیعت مدینہ مین ای معاویہ تجھپر لازم ہو گئی حال آنکہ تو شام مین ہی کیونکہ مجھسے اُن لوگون نے
اوس امر پر بیعت کی ہی کہ جنہون نے ابوبکر و عمر و عثمان سے اوس امر پر بیعت کی تھی۔ اب نہ حاضر کو ختیار
ہے اور نہ غائب رد کرنیکا مجاز ہی۔ مشورہ مہاجرین و انصار پر منحصر ہے۔ اگر مہاجرین و انصار ایک مرد
پر اجتماع کرین اور باتفاق اوسکو امام بنا لیوین تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہوتا ہی اور
تحقیق مینے تیری طرف جریر بن عبد اللہ کو روانہ کیا ہے۔ یہ شخص ایماندار اہل ہجرۃ مین سے ہے۔ پس
اسکے ہاتھ پر میری بیعت کر و لا قوۃ الا باللہ۔ سبحان اللہ جناب امیرؑ نے خلفاء ثلٰثہ کی امامت کو کیسا
مفصل حق بتایا ہے اور اونکے منکرین کو زبون قرار دیا ہی۔ یہہ بھی ارشاد کر دیا ہی کہ خلافت بہ شوریٰ
مہاجرین و انصار ہوتی ہی اور اجتماع انکا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہی۔ اب حضرات شیعہ اس نص

امام سے ذرہ روگردانی نہ کریں۔ مولوی سلطان محمود صاحب شیعی اصفہانی شرح نہج البلاغت کی جلد اول کی جزو ۳۴ مین لکھتے ہین کہ جناب امیرؑ کے اس خط کا جواب معاویہؓ نے بدین الفاظ لکھا تہا۔

معاویہؓ کا جواب لکھنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر المؤمنین معاویۃ بن ابی سفیان الی علیؓ ابن ابی طالب اما بعد فقد بلغنی کتابک وانی احذرک اللہ من تفریق المسلمین فاتق اللہ من دماء المسلمین وسادات المہاجرین والانصار وان اللہ اصطفی محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ رسولاً الی خلقہ ثم جعل خلیفۃ الصدیق ثم الفاروق ثم ذی النورین عثمان والحقوق علیک من القرابۃ والصہر فقطعت رحمہ وان بیعتک لم تصح واہل الشام لم یدخلوا فی بیعتک مالم یوجدوا قتلۃ عثمان فان کنت صادقاً ادفع الینا قتلۃ عثمانؓ والا فانہ لیس لک ولاصحابک الا السیف وباللہ العظیم لنطلبن قتلۃ عثمان فی الجبال والرمال والبر والبحر حتی نقتلہم اللہ او لیلحقن ارواحنا باللہ ولا قوۃ الا باللہ والسلام علی من اتبع الہدی۔ یعنی بعد حمد وصلوۃ کے امیر المومنین معاویہ سے علی ابن ابی طالب کو پوشیدہ نہ رہے کہ تیرا خط مجھے پہونچا ہے مین تجھے مسلمانون کے درمیان تفرقہ ڈالنے مین اللہ تعالی کے خوف سے ڈراتا ہون۔ خدا کا خوف کر مسلمانون خصوصاً سادات مہاجرین وانصار کی خونریزی سے۔ اور اللہ تعالی نے حضرت محمدؐ کو تمام انبیاءؑ سے برگزیدہ کیا ہے پہر آنحضرتؐ کے خلیفے ابا بکرؓ عمرؓ عثمانؓ بنائے تیرے پر حضرت عثمان کے حقوق من جہت قرابت ومصاہرت بہت ہین اور تو نے حضرت عثمان سے قطع رحم کردی ہے اور بیعت تیری نہین صحیح۔ اہل شام تیری بیعت مین نہین داخل ہوئے۔ جبتک قاتلان عثمان کو نہ پاوین اگر تو اپنے قول مین سچا ہے تو قاتلین عثمان ہمارے حوالہ کر ورنہ تیرے ساتھ معہ تیرے اصحاب کے تلوار سے کارروائی ہوگی اور اللہ تعالی کی قسم ہے کہ البتہ طلب کرینگے ہم قاتلین عثمان کو پہاڑون اور ریگستان اور خشکی و دریاؤن مین یہان تک کہ قتل کریگا انکو اللہ تعالی یا ہماری ارواح حق تعالی سے ملجائینگے۔ شیعہ مذکور لکھا ہے کہ جناب علیؓ نے معاویہؓ کے اس خط کا جواب مندرجہ ذیل لکہا

حضرت علیؓ کا دوسرا نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من امیر المؤمنین علیؓ الی معاویۃؓ اما بعد فقد وصل الی کتابک الجواب لکتابی تذکر فیہ محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما انعم اللہ علیہ من الہدی والوحی فالحمد للہ الذی صدقہ الوعد وایدہ بالنصر واظہرہ علی المشرکین واما تحذیرک لی عن دماء المسلمین فلعمری لو کنت الباغی علیک لکان لک ان تحذرنی ولکنی وجدت فی کتابہ المجید فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ فنظرنا الی الفئتین الباغیۃ فوجدناہا الفئۃ التی انت فیہا لان بیعتی بالمدینۃ وانت بالشام کما لزمتک بیعۃ عثمان بالمدینۃ وانت امیر

لعمرؓ علی التسلم وکما لزمت یزید اخاک بیعة عمرؓ بالمدینة وہو امیر لابی بکر علی الشام فہکذا الزم بیعتی
واما قولک ان بیعتی لم تصح لان اہل الشام لم یدخلوا فیہا فاقول انما ہی بیعة واحدة تلزم الحاضر
والغائب واما ما ذکرت منازل الخلفاء وفضائلہم فنقول نحن وجدنا افضلہم فی دین اللہ ابا بکر
العتیق والصدیق ثم عمر الفاروق الذی لایخاف فی اللہ لومة لائم ثم ذی النورین عثمان الذی
یستحیی منہ الملائکة ولعمری ان مکانہم فی الاسلام لعظیم فرحمہم اللہ وجزاہم احسن ما عملوا واما ما ذکر
من امر عثمان فباللہ العظیم ان اصل القاتلان قد قتلا فی دار عثمان وہما القنبرة والسودان واما غیرہما
من اہل مصر فانہم تابوا وہو یقبل التوبة عن عبادہ فلم ارفعہم الیک ولا الی غیرک ولتعرفنہم عن قلیل
لیطلبونک ان تطلبہم فی بر ولا بحر ولا سہل ولا جبل ولا قوة الا باللہ۔ یعنی بعد حمد وصلوٰة کے پس تیرا
خط بجواب میرے خط کے مجھے موصول ہوا۔ تو نے اوسمین حضرت محمد صلعم کا ذکر کیا ہے۔ پس تمام
صفت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جسنے آنحضرت عم کو نصرت اپنی دی اور اونکو مشرکین پر غالب کیا ہے
اور ڈرانا تیرا مجھکو خونریزی مسلمانوں سے۔ مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ اگر مین تجھسے باغی ہوتا تب تو ڈرانے
اور بیت دینے کا مستحق ہوتا۔ ولیکن مینے قرآن مجید مین دیکھا ہے کہ فقاتلوا التی تبغی الآیة۔ یعنی پس قتال
کرو تم اوس فرقہ سے جو باغی ہو جائے یہانتک کہ رجوع کرے طرف امر اللہ تعالیٰ کی پس بنظر امعان دیکھا
ہمنے کہ کون ہے فریقین مین سے فرقہ باغیہ پہر جانچا ہمنے وہ فرقہ ہے جسمین تو ہے۔ کیونکہ میری بیعت
مدینہ شریف مین ہوئی اور تو شام مین تہا۔ جیسا تجھے حضرت عثمان کی بیعت لازم ہوئی تہی حال آنکہ
تو اوسوقت ملک شام مین حضرت عمرؓ کی طرف سے امیر تھا۔ اور جیسے تیرے برادر حقیقی یزید کو حضرت عمر
کی بیعت مدینہ مین لازم ہوئی تہی حال آنکہ وہ منجانب حضرت ابوبکر شام مین امیر تہا۔ اب اسیطرح
میری بیعت بہی تجھپر لازم ہے اور میری بیعت کی نسبت تو لکھتا ہے کہ نہین صحیح کیونکہ شامی
اوسمین داخل نہین ہوئے۔ پس مین کہتا ہون کہ بیعت ایک ہی رتبہ ہے جو حاضر اور غائب
ہر ایک کو لازم ہے۔ اور تو مجھے مراتب وفضائل خلفاء کی یاد دلاتا ہے۔ ہمنے دین کے جاری کرنے مین
جملہ خلفاء سے افضل حضرت ابابکر عتیق وصدیق کو پایا ہے۔ پہر حضرت عمر ہین جو جاری کرنے احکام
دین مین کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہین ڈرتے تھے۔ پہر حضرت عثمانؓ ذی النورین ہین جنسے
ملائکہ مقربین بہی حیا کرتے تہے مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ اسلام مین خلفاء مذکورین کا بڑا رتبہ ہے۔ اونکو

اللہ تعالی کی رحمت ہو اور اچھی اجر اونکو ملے آمین - اور حضرت عثمان رض کے بارہ مین یاد دلانا تیرا پس
خدا کی قسم ہے کہ اصل قاتلین عثمان تو دار عثمان رض مین ہی قتل کئے گئے تھے اور وہ دونو قنبرہ و سودان ہین
اور ماسوا انکے مصریون مین سے جیسے محاصرین وغیرہ پس انہون نے توبہ کی ہے اور اللہ تعالی قبول کرتا ہے
اپنے بندون کی توبہ کو - پس مینے جائز نہین دیکھا اونکو تیرے یا غیر تیرے کے حوالے کرنا - اور انشاء اللہ تعالی
پہچان لیگا - تو اونکو تہوڑی مدت مین - وہ تو خود ہی تجہے ڈہونڈہ لیوینگے اور جنگل و دریا اور پہاڑون
مین تجہے ڈہونڈہنے کی تکلیف نہ دیوینگے و لا قوۃ الا باللہ - آب اس خط مین جناب امیر ع کی زبان دُر فشان
اور آپکی قلم مبارک سے خلفاء ثلثہ علیہم الرضوان کی مدح اور اونکی فضائل جو کچھ ثابت ہوتے ہین اونکی
تفصیل کی تو کچھ حاجت نہین - اور باقی خطوط عمداً عدم گنجایش سے ترک کر دیئے جاتے ہین - بعد
رسل و رسائل اور خط و کتابت کے حضرت امیر ع نے جریر بن عبد اللہ کو مکرر شام مین روانہ کیا اور فرمایا
کہ امیر معاویہ رض وغیرہ اصحاب کرام کو جو شام مین موجود ہین آیات و احادیث اور مواعظت حسنہ کے رو سے
راستی پر آنیکی ترغیب دیوین اور قنبرہ و سودان قاتلان عثمان رض کے واصل جہنم ہونیکا حال بکرر شامیون
کو بتادین اور اون لوگون کی نسبت جنہون نے حضرت عثمان کا محاصرہ کیا تہا - یہہ تجویز ہو سکتی ہے
کہ پہلے امیر معاویہ رض وغیرہ تمام اسلامیون کو لازم ہے کہ وہ علی امیر المومنین کی بیعت قبول کرین اور اونکے
مطیع ہو کر پہر حضرت عثمان کے ورثاء دعوی قتل عثمان کرین اور حضرت امیر المومنین ع کے پاس
موافق شرع شریف شہادت پیش کرین ورنہ بغیر مدعی کے - توبہ کنندون اور کلمہ شہادۃ ادا کرنے
والونکو امیر نہین پکڑ سکتے - ماسپر جریر رض حسب ارشاد حضرت علی ع برابر چار ماہ شام مین رہا اور ہر طرح
سے ترغیب دی مگر کچھہ اثر نہ ہوا - روضۃ الصفا کے جلد دوم مین صفحہ ۵۰۱ سے ۵۲۲ تک بعبارت
بسط بسیط منقول ہے - خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ اس اثناء مین جناب امیر المومنین علی ع نے ربیع بن
خثیم رض کو ایک فوج پر سپہ سالار بنا کر ملک قزوین کے کفار کے مقابلہ مین روانہ کیا اور آپ حضرت
ابو مسعود رض انصاری کو کوفہ مین اپنا نائب مقرر فرما کر امیر شام کے مقابلہ مین مع لشکر کے کوفہ سے نکلے
اور تمام فوجون کے جمع ہونیکے لئے موضع نخیلہ مین چند یوم جمعیت فرمائی - حضرت عبد اللہ بن عباس رض
والی بصرہ بہی اپنی فوج ہمراہ لیکر وہان پہونچگئے - اسوقت حضرت علی رض کے لشکر کی تعداد نوے ہزار
تک شمار کی جاتی تہی جنمین ۸۰ کس اصحاب بدر تہے جنہون نے جنگل حدیبیہ مین تحت الشجرہ کی

مولا علی رض اور امیر معاویہ رض کا محاربہ جنگل صفین مین -

شرافت بھی حاصل کی ہوئی تھی - حضرت علیؓ موضع نخیلہ سے کوچ کرکے قصبہ رقہ کے قریب پہونچے اور باشندگان رقہ کو متابعت اور انقیاد کا پیغام بھیجا - وہان کے ساکنین چونکہ امیر شام کی رعایا تھے - اسلیئے اونہون نے امیر برحق کی بیعت سے انکار کیا - اسپر ایک فوج رقہ مین بھیجی گئی جسکی تہدید شدید دیکھکر وہان کے لوگ فوراً مطیع ہوگئے - اور امیرؑ معہ افواج کے رقہ مین داخل ہوئے اور دریائے فرات پر پل باندہنا شروع کردیا - اور بذریعہ پل کے افواج اور سامان جنگ پار اوتارے گئے جب حضرت معاویہؓ کو عبور لشکر مذکور کی خبر پہونچی تو اعیان و ارکان شام کو جمع کرکے سب کو کوچ کا حکم دیا امیر معاویہؓ ستر ہزار فوج کے ہمراہ کوچ کرکے زمین صفین مین جو شام اور عراق کے مابین جنگل ہے اور بڑا وسیع میدان ہی پہونچگئے - دوسری طرف حضرت علیؓ بھی رونق افروز ہوگئے اور ہر دو جانبین کے درمیان محاربہ شروع ہوا - جوانان کوہ شکن و پہلوانان شیر افگن بجدال و قتال مشغول ہوئے - اس لڑائی مین اگر سچ پوچھو تو مقتولین کا اندازہ نہین کیا گیا - برابر گیارہ مہینے تک فریقین کا باہم مقابلہ رہا - حضرت خواجہ اویس قرنی ولی اللہ تابعی مشہورؓ بمقابلہ لشکر شام حضرت علیؓ کے مبارزین مین شہید ہوگئے - اسیطرح عظماء صحابہ و تابعین سے خلق کثیر و جم غفیر نے شربت شہادت نوش کیا - دلاوران ہر دو سپاہ قتال سے عاجز آئے اوسوقت امیر معاویہؓ نے امیر المومنین علیؑ کی خدمت اقدس مین صلح کی غرض سے نامہ لکھا مگر مولا علیؑ نے نامہ مذکور کیطرف کچھ توجہ نہ فرمائی - اسپر یزید بن ہانی وغیرہ امیرؑ کے سپہ سالارون نے جناب امیرؑ کو صلح کیطرف ترغیب دی اور عرض کی کہ کثرت مقتولین کے سبب سے باقیماندہ لشکر اب قتال سے عاجز ہی - الغرض حضرت علیؓ نے بھی صلح منظور کی اور صلحنامہ منجانب فریقین لکھا گیا - امیر معاویہ کو حاکم شام مقرر کیا گیا - مولانا علیؑ بعد از صلح کوفہ مین تشریف لائے اور معاویہؓ شام مین واپس گئے - قصہ تحکیم اور واقعہ دومۃ الجندل بخوف طوالت ترک کردیے گئی ہین - اب پوشیدہ نہ ہے کہ حضرات شیعہ واقعہ مذکورہ سے امیر معاویہ پر معاذ اللہ تبرا اور لعنت الخ بھیجتے ہین - کوئی ایک شیعہ تو معاویہؓ کو کافر تصور کرتے ہین بطور کوئی باغی قرار دیتے ہین - حالانکہ حق تعالی پارہ حم مین فرماتا ہے - وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بغت احدیہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئی الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل الآیۃ

اب اس آیت سے صریح ثابت ہی کہ ہر دو طائفہ مومنین مخلصین تھے - گو اگر معاویہؓ کو بزعم شیعہ

باغی کہا جائے تو پہر حضرت علیؓ کا قتال چہوڑ کر اونسے صلح کرنا اونکے اسلام کو ثابت کرتا ہے۔ اس جگہ
یہہ نیاز مند علماء شیعہ سے ملتمس ہے کہ کیا معاویہؓ کی بغاوت چہوڑنے پر حضرت امیرؑ نے اس سے قتال ترک
کیا تہا یا بصورت باغی ہونیکے محاربہ سے دست کشی کی تہی۔ بصورت اول معاویہؓ پر طعن اور لعن کرنا
ایمان اپنا برباد کرنا ہے اور بصورت ثانی جناب امیرؑ معاذ اللہ بزعم شیعہ فاسق ٹہرتے ہین کیونکہ آیت
مذکورہ کے درمیانی فقرہ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ کے حکم سے فرقہ باغیہ کے ساتھ اوسوقت
تک قتال کرنا چاہیئے کہ جبوقت تک فرقہ مذکورہ مطیع اسلام ہوجائے۔ یہان شیعہ کے پاکیزہ عقیدہ
مین حضرت علی کا معاویہؓ سے بلا چہوڑے بغاوت کے محاربہ چہوڑ دینا اس آیت سے صریح مخالف ہوتا ہے
فافہم۔ اہل سنت کے نزدیک تو واقعہ صفین کے فریقین مین سے حق بجانب مولانا علی تہا۔ مگر ہم سمجھتے
ہین کہ گروہ معاویہؓ جو مخطی بالاجتہاد تہے اور کسی دنیا کی غرض سے حضرت علیؓ کے مقابلہ مین نہین آئے
تہے بلکہ بطلب خون عثمانؓ انہون نے مقاتلہ کیا تہا۔ اونکو نشانہ طعن بنانا سراسر حماقت ہے۔ اگر
معاویہؓ حضرت علی کے ساتھ کسی بغض اور عداوت سے جدال کرتے تو ضرور مولا علیؓ کی اولاد کو بہی بچشم
عداوت دیکہتے اور بوقت وفات خود حضرت امام حسینؑ کے حق پہچاننے کی نسبت یزید پلید کو وصیت
نہ کرتے حالانکہ شیعہ کی معتبر کتاب بدۃ المصائب مطبوعہ مطبع نولکشور کی مجلس سی و ششم مین بصفحہ ۳۶
۲۳۴ مروی ہے کہ معاویہ نے اپنی موت کے قریب یزید کو کہا کہ واما الحسین ع فقد عرفت حظہ من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وہو من لحم رسول اللہ صلعم ودمہ۔ یعنے لیکن امام حسینؑ پس تو جانتا ہے کہ
کیسی قرابت ہے اونکو رسول خدا سے اور گوشت اور خون اونکا گوشت اور خون رسول خدا ہے اور یہ بہی
مین جانتا ہون کہ ضرور اہل عراق اپنی طرف اونکو بلائینگے۔ پہر اونکو ضایع کرینگے پس اگر تو نے اونکو پایا تو
ضرور اونکی قدر ومنزلت کیجیو۔ اور حق رسول خدا کو ضایع وبرباد نہ کیجیو۔ ایاک ان تنالہ بسوء اور تیری
منک مکروہا۔ اور خبردار جو تو نے کسیطرح کی اونکے ساتھ برائی کی یا کوئی تیری جانب سے امر مکروہ پیش آیا
افسوس ہے کہ معاویہ کی وصیت پر یزید نے عمل نہ کیا اور درپے ہلاکت امام حسینؑ ہوا۔ انتہے عبارتہ من عنہ
یہان زیادہ اس مسئلہ کو چہیڑنیکی گنجایش نہین حضرات شیعہ کی خدمت مین کافی گذارش کیگئی ہے۔
روضۃ الصفا کے جلد دوم مین صفحہ ۵۲۶ سے ۵۳۰ تک بعبارت طویل لکہا ہے خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ — محاربہ علیؓ بخوارج
۳۹ھ کے اختتام مین حمزہ بن یسار و یزید بن حصین و عبداللہ بن وہب وغیرہم جناب امیرالمؤمنین

علیؑ کے انقیاد سے خارج ہوگئی۔ اور اپنی اپنی اقوام کو جمع کرکے سنانے لگے کہ علی المرتضیٰ معاویہؓ کے ساتھ صلح کرنے اور اوسکو ملک شام سونپ دینے کے سبب سے معاذ اللہ کافر ہوگیا ہے۔ استغفر اللہ اب علی کی بیعت سے ہم لوگ باز آوین اور اپنا علیحدہ امام مقررہ کرین اس خیال پر پانچہزار کے قریب خوارج علیہم اللعنۃ جمع ہوگئے۔ اور عبد اللہ بن وہب کو امام بناکر اوسکے ہاتھہ پر بیعت کی۔ پہر اسکے بعد ملک نہروان مین جو عراق کے پاس ہے۔ جمعیت و سکونت اختیار کرلی رفتہ رفتہ تہوڑی مدت مین ہی خوارج کی ایک بڑی سی فوج جمع ہوگئی۔ مولا مرتضیٰؑ کیخدمت مین جب یہ خبر پہونچی تو حضور ممدوح نے اون اشقیا کو نامہ بہیجا اور اونکو ہدایت کی طرف ترغیب دی۔ خوارج نے جواب مین لکھا کہ آپ بسبب صلح واقعہ صفین اور عہد حکمین کے اسلام سے خارج ہوگئے ہین۔ اسلئے ہم کافر کے ہاتھہ پر بیعت نہین کرتے۔ البتہ تلوار سے مقابلہ کرینگے۔ خارجیون کا خط دیکھکر امیرؑ نے نہروان مین فوجکشی کا ارادہ فرمایا۔ عبد اللہ بن عباس عامل بصرہ امیر المومنین علیؑ کے پروانہ پہونچنے پر سات ہزار جوان کی فوج لیکر شامل لشکر ہوگئے۔ جب امیرؑ کوفہ سے نکلے تب آپکے لشکر کی تعداد اسّی ہزار آدمی کی تہی۔ نہروان مین پہونچکر ایک فرسنگ کے فاصلہ پر خوارج سے نازل ہوئے۔ پہر ہر طرح خوارج کو اسلام کی طرف بطریق وعظ و نصیحت بلایا گیا پر قوم مذکور لعنت اللہ علیہم نے نہ مانا۔ آخر لڑائی شروع ہوئی۔ خارجیونکے جنگ مین امیرؑ ذو الفقار اوٹھاکر پہلے ہی میدان مین تشریف لائے۔ جنکی ذو الفقار سے ہزارہا خارجی واصل جہنم ہوئے۔ اس لڑائی مین چار ہزار خارجی مردار ہوا اور امیر المومنین علیؑ کے لشکر سے صرف نو جوان شہید ہوئے۔ باقی ماندہ خوارج بہاگ کر کچہہ تو ملک یمن مین پہونچے اور کچہہ عمان مین مقیم ہوگئے۔ زمانہ موجودہ کے خوارج انہین کی اولاد مین سے ہین۔ حضرت علیؑ بعد از فتح مع لشکر کے کوفہ مین رونق افروز ہوئے۔ امیر المومنین علیؑ کی شہادت کا ذکر جیسا کہ تاریخ طبری کے جلد چہارم مین اور روضۃ الصفا کے جلد دوم اور وغیرہ کتب سیر مین لکھا ہے۔ بطور خلاصہ سطر چہ ہے کہ عبد الرحمن بن ملجم متوطن مرضع مصر علیہ اللعنۃ جو بڑا نامی پہلوان اور دلیر آدمی تہا ۳۸ھ مین کوفہ مین وارد ہوا اور مسمات قطامہ دختر شجنہ خارجی کو (جو نہایت حسین عورت تھی) اتفاقاً اوسنے دیکھا۔ اور فوراً اوسپر مفتون ہوگیا۔ جب موقع پاکر اوس سے نکاح کی تمنا کی تو مسمات مذکورہ نے کہا کہ جو شخص میرا مہر اول ادا کریگا۔ مین اوس سے عقد کرونگی۔ ابن ملجم نے پوچہا کہ تیرا مہر کیا چیز ہے قطامہ نے کہا کہ ایک کنیزک۔ ایک غلام۔ تین سو درہم اور حضرت علی ابن ابی طالب

شہادت مولا علیؑ بکوفہ

کا سر ابن ملجم نے کہا کہ حضرت علیؓ کے سر کی شرط کس امر مین داخل ہے۔ قطامہ نے کہا کہ محاربہ نہروان مین میرے دو برادر حقیقی اور ایک چچا حضرت علیؓ کی ذوالفقار سے مارے گئے ہین۔ جبتک تو حضرت علیؓ کا سر کاٹ کر میرے پاس نہ لائیگا مین تجہہ سے عقد نکرونگی۔ ابن ملجم ملعون نے مولا مرتضیٰؑ کے مارنے کا ارادہ کرلیا۔ اور شب جمعہ ۱۸ رمضان۔ بقول بعض ۲۹ رمضان ۴۰ھ مین ابن ملجم مسجد مبارک مین پوشیدہ بیٹھگیا۔ سحر کیوقت جب جناب امیرالمومنین علیؓ عبادت کرنیکے لئے مسجد مین تشریف لائے اور وضو فرماکر نماز تہجد شروع کی۔ اور سجدہ مین گئے تو ابن ملجم لعین نے امیرالمومنین کے پہلو مبارک مین تلوار آبدار سے پہر داوہ ماری اور دوسری ضرب فوراً سر مبارک پر چلائی۔ شیر خدا نے نعرہ مارا۔ آپکے نعرہ (اللہ اکبر) کا آواز سنکر کوفہ کے لوگ مسجد کیطرف دوڑے۔ اور ابن ملجم کو گرفتار کرلیا۔ حضرت امیرالمومنین حسنؓ و نورالعین حسینؓ بھی پہونچگئے اور آپکو سخت زخمی دیکھکر دولتخانہ مین اوٹھا کر لیگئے۔ حضرت امام حسنؓ نے ابن ملجم کی نسبت دریافت کیا جسپر مولانا ممدوح نے فرمایا کہ بالفعل اسکو قید کردو۔ جب مین دنیاے فانی سے انتقال کرون تو اسکو قتل کر دینا۔ تین یوم امیرؑ زندہ رہے اور بوقت وفات وصیت فرمائی کہ مجہے رات مین خفیہ دفن کرنا اور میری قبر کا نشان ظاہر نہ کرنا کیونکہ اکثر خوارج میرے دشمن ہین مبادا میری قبر سے کسی قسم کی شرارت کرین۔ حضرت امام حسنؓ و جناب حسینؓ نے حسب فرمودہ جناب کو رات ہی مین غسل دیکر معہ چند معززین خواص آنحضرات بابرکات پر نماز جنازہ اداکی۔ پہر آپکو سراے سلطانی مین دفن کیا۔ جیساکہ تاریخ طبری کے جلد ۴ مین لکھا ہے۔ والعہدۃ علی الراوی۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون اور حضرت مولا علیؓ کی خلافت چار برس نو ماہ رہی ۔

پانچوان فصل حضرت سید حسنؓ کی بعض حالات خلافت تا وفات کے بیان مین

تاریخ طبری کے جلد چہارم وغیرہ کتب تواریخ مین لکھا ہے کہ رمضان ۴۰ھ مین جب مولا علی نے شربت شہادت نوش فرمایا اور حضرت امام حسنؓ و جناب حسینؓ آپکے نماز جنازہ اور تدفین سے فارغ ہوکے تب مردمان کوفہ و قرب و جوار اور عراق کے رؤسا وغیرہ حضرت امام حسنؓ کی عالی خدمت مین بیعت کرنیکے واسطے آئے۔ اور سب سے پہلے حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہؓ انصاری نے بیعت کی اور تہوڑے ہی دنون مین چالیس ہزار آدمی بیعت سے مشرف ہوگئے۔ اسیطرح ہر روز بیعت کرنیوالونکی تعداد

بڑہتی گئی۔ سنہ ۴۱ھ کے آغاز مین جناب امیر المؤمنین حسن رض نے ارادہ کیا کہ اس خلافت کو حضرت معاویہ رض
کے سپرد کردین اور خود امیر معاویہ رض کے ہاتھ پر بیعت کرین۔ ہرچند اہل عراق کے چند ارکین نے حضرت
امام حسن رض کو اس ارادہ سے منع کیا مگر امام حسن رض نے کسیکا کہنا نہ مانا اور امیر معاویہ رض کے نام نامہ لکھا کہ آپ
اصحاب کبار مین سے ہین۔ مین چاہتا ہون کہ بشرائط ذیل خلافت کا امر آپکے سپرد کردون اور آپکے ہاتھ
پر بیعت کرون (۱) مین معہ عیال و اقارب کے مدینہ منورہ مین مقیم رہونگا (۲) فی الحال جو کچھہ بیت المال
عراق و کوفہ مین مال موجود ہی وہ سب میری حوالہ کردیا جاوی تاکہ مین اپنی اقربا پر صرف کرون کیونکہ وہ بحالت
تنگدستی اور لوگون سے زیادہ استحقاق رکھتے ہین (۳) موضع داراب علاقہ فارس کی آمدنی سال بسال مجھہ اور میرے
اقربا کیلیے مخصوص کردیجاوی۔ حضرت معاویہ رض نے شرائط مذکورہ کو منظور کیا اور خود شام سے روانہ ہوکر عراق کی حدود
مین نازل ہوئے۔ وہان سے عبدالرحمن بن سمرہ رض کو حضرت امام حسن رض کیخدمت مین بھیجا اور حضرت حسن رض نے اوسکے ہاتھہ پر
امیر معاویہ رض کی بیعت کی اسکے بعد امام ممدوح منبر پر تشریف لائے اور حمد و صلوۃ کے بعد تمام مسلمین کو فرمایا کہ مینے سب کی
بیعت سے ہاتھہ اوٹھالیا ہے اور آج حضرت معاویہ رض کی بیعت اختیار کرکے امر خلافت امیر المومنین معاویہ رض کو سونپ
دیا ہے۔ آپ اتنا فرماکر منبر سے نیچے اوتر آئے۔ اور حضرت امام حسین رض کو بیعت معاویہ رض کیطرف اشارہ کیا
آپنے پہلے تو بیعت کرنیسے عذر کیا مگر دوبارہ حضرت امام حسن رض کے فرمانیسے امام حسین نے بھی امیر
معاویہ رض کی بیعت کی پھر حضرت حسن رض نے امیر معاویہ رض کے پاس قدم رنجہ فرمایا اور بالمشافہ اونکے ہاتھ
پر بیعت کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض والی البصرہ بھی سنکر معاویہ رض کے پاس چلے آئے اور اونکے ہاتھ
پر بیعت کی۔ تمام عراق حضرت معاویہ رض کو اسوقت اور اسکے بعد امیر المؤمنین کہنے لگے۔ اور اجماع امت
امیر معاویہ رض کی بیعت مین داخل ہوا۔ اور حضرت امام حسن ع معہ اہلبیت خود براہ قادسیہ مدینہ منورہ مین
تشریف لائے۔ اور یزید لعین کی بدباطنی سے وہین داخل بجنت الفردوس ہوئے جنکے انتقال کا قصہ
جہان مین اظہر من الشمس ہے حاجت بیان کی نہین۔ انتہی من الطبری وغیرہ بقدر الحاجت۔ اب
شیعہ بتائین کہ حضرت امام حسن رض نے جو امیر معاویہ کو خلافت نیابت رسول سونپدی تھی اور دونون
شہزادون نے امیر معاویہ کے ہاتھہ پر بیعت کی تو کیا۔ معاویہ رض کو مومن جانکر یا کافر معاذ اللہ۔ اگر
آپ کہین کہ معاویہ کو مومن جانکر بیعت کی تھی تو اسحالت مین حضرت معاویہ پر لعن و طعن کرنا گویا اپنا
ایمان کھونا ہے۔ اور اگر آپ کہین کہ امیر معاویہ کو نعوذ باللہ کافر جانکر شہزادون نے بیعت کی تھی تو

حسنینؑ پر بزعم شیعہ گناہ کبیرہ لازم آئیگا استغفر اللہ۔ اگر آپ عذر تقیہ پیش کرین تو یہ بھی ایک بالکل چرپوچ خیال ہے کیونکہ حضرت امام حسن کو اسکی کچھ حاجت نہین تھی۔ اور آپکے ساتھ فوج کثیر جمع ہوگئی تھی اور آپکو اپنی موت کا حال بھی معلوم ہوگا پھر تقیہ واہیہ کی آڑ پر چلکر امور دینیہ کو ایک کافر کے ہاتھ مین سپرد کرنا کس امر مین داخل ہے۔ اس موقع پر شیعہ نے آیات مرقومہ ذیل کا بڑی جوش سے تمسک کیا ہے۔ جیسے الا ان تتقوا منہم تقٰتہ جو سورۃ آل عمران مین ہے اور الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان مندرجہ سورۃ النحل پس قزلباشون کی فرقہ مذکورہ نے ان آیات سے آئمہ معصومینؑ پر تقیہ کی تہمت لگا دی حالانکہ تقیہ کا حکم اول زمانہ اسلام مین تہا مگر وہ بھی چند ماہ تک رہا۔ پھر منسوخ ہوگیا۔ چنانچہ اوسکے نسخ مین بہت سی آیات قرآن حمید مین موجود ہین منجملہ اونکے ایک آیت مندرجہ سورۃ النساء قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا ہی جو اس رسالہ کے صفحہ ۶۵ پر گذر چکی ہے اسکے علاوہ کسی شیعہ پر مخفی نہین کہ رسول پاکؐ نے قریش سے کسقدر تکلیفین اوٹھائین اور مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے جلاوطن ہوگئے پر تقیہ نہ کیا۔ اسیطرح حضرت امام حسین علیہ السلام کا حال دیکھو کہ جان و مال تک دیدیئے مگر تقیہ کی آڑ پر نہ چلے۔ اب ہم جملہ دلائل سے درگذر کر صرف شیعہ کے جید محدث مولوی محمد بن یعقوب الکلینی کی ایک روایت پر اکتفا کرتے ہین جو انہون نے اپنی صحیح کتاب فروع کافی مطبوعہ مطبع نولکشور کے جلد ۳ کی جزو اول مین بصفحہ ۲۹ اپنی اسناد سے لکھی ہے کہ حضرت علیؓ نے جو آخری خطبہ پڑھا اوسمین یہ عبارت ہے فان اٰخر ما تکلم بہ بنیکم ان قال اوصیکم لا تخافوا فی اللہ لومۃ لائم یکفیکم اللہ من ارادکم و البغیٰ علیکم قولوا للناس حسنا کما امرکم اللہ عز و جل و لا تترکوا الامر بالمعروف و النہی عن المنکر الخ ملخصاً مختصراً من عینہ۔ اب صریح عبارت کی بندہ کیا تشریح کرے مگر نہایت تعجب کی بات ہے کہ آئمہ پاکؑ اور لوگونکو تو امر معروف کی بیان کرنے۔ اور امور دینیہ کے جاری کرنے مین موذیون اور باغیون سے خوف نہ کرنے بلکہ حق سبحانہ سے خوف کرنیکی حدیثین سنائین اور آپ حق کہنیکے وقت بزعم فاسد شیعہ خلس کنج خانہ مین چھپ رہین واہ جی واہ۔ یہ تو ایک عجیب ہی تقیہ ہے کہ نجیال کا سد معاذ اللہ امام حسنؑ بھی اپنے باپ حیدر کرار غیر فرار کی مثل بزدل شمار کئے گئے سیف بین مسلمانی۔ واللہ ہو الہادی۔

دسوان باب فرقجات باطلہ مبتدعین و مضلین کی بیان مین

پارہ اتل ما اوحی کی سورۃ روم مین اللہ فرماتا ہے و لا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا

یعنی نہ ہوجاؤ اون مشرکون سی جنہون نے برباد کیا ہی دین اپنا اور ہوگئی ہین شیعہ شیعہ یعنی فرقہ فرقہ

کتاب خلاصۃ التفاسیر کے جلد سوم مین لکہا ہے کہ فرقوا سے مراد وہ تفریق کامل ہے جو اصولاً و فروعاً و

اسماً و رسماً جدا ہو جیسے یہود ۔ نصاریٰ ۔ اور مسلمانون مین سے اہل ضلال مثل روافض و خوارج اس

تفرقے مین داخل ہین ۔ اور حق تعالیٰ پارہ آٹھوین مین فرماتا ہے وان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا

السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ۔ تفسیر کبیر کے جلد چہارم مین اور تفسیر مدارک کے جلد اول مین بالفاظ

مختلف بیک مضمون اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہی ۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خط خطوطاً مستویاً ثم قال ہذا سبیل الرشد و صراط اللہ فاتبعوہ ثم خط علی

جانبہ ستۃ خطوط صغار ثم قال ہذہ السبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ فاجتنبوہ و تلا ہذہ

الآیۃ ان ہذا صراطی مستقیما آہ یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہی کہ سید عالم نے ایک بڑی

لکیر سیدہی کہینچی پہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور نیکی کا یہی راہ ہے تم سب مومنین اسکی پیروی

کرو اور اسی پر چلو ۔ پہر اوس بڑی لکیر کی جانب مین چہہ چہوٹی چہوٹی لکیرین کہینچین

اس طرح پر



پہر فرمایا رسول پاک ص نے کہ یہ چہوٹی لکیرین جو بڑی لکیر کی جانب مین ہین سب پراگندہ راستے ہین ہر ایک

راستہ پر انہین سی شیطان ہی ۔ جو تمہین اوس راستہ کیطرف بلاتا ہی ۔ تم اس سے بہت پرہیز کرو ۔ پہر

آنحضرت نے یہ آیت پڑہی ۔ ان ہذا صراطی مستقیما الخ ۔ وزاد صاحب المدارک حیث قال ثم یصیر کل واحد

من ستۃ طرق اثنا عشر طریقا فیکون اثنین و سبعین فرقۃ یعنی پہر بعد از وفات آن سرور کائنات

کچہہ عرصہ گذرنے پر چہہ چہوٹی لکیرون کی ہر ایک لکیر مین سی ۔ بارہ بارہ طریقے ایجاد ہوئے پس کل بہتر

فرقے بنے ۔ اب بنظر تحقیق حسب ارشاد حضور اور آیات مرقومہ بالا کے ۔ راہ اسلام اور ہر چہہ پراگندہ راستون کا

نقشہ کہینچکر فرقجات مبتدعین و مضلین کے نام مع اونکے عقائد کے ایک نقشہ مین نہایت اختصار سے لکہتا ہی

تاکہ سب چہوٹون بڑون مومنین کو اسکے دیکہنے سے واقفیت حاصل ہو جاوے ۔ رسول علیہ الصلوۃ والسلام

کے خطوط مذکور کا نقشہ یہ ہی :-

رسول ص کا بصورت خطوط یعنی لکیرون کے راہ اسلام اور راہ ہائے متفرقہ کی خبر دینا

نقشہ مشتمل بذکر فرقجات المسلمین و مجد و فرقجات مبتدعہ ۔

اب ہر ایک صاحب ہمدرد اسلام کو چاہیئے کہ اس نقشہ کو غور سے دیکھے۔ اور ان محدثات کے دیکھنے کے بعد پراگندہ عقیدہ والون سے بہت پرہیز کرے۔ جناب رسالت مآب کے تمام اصحاب رض و اہلبیت ع کی محبت زیادہ رکھے۔ اور اُن بزرگوار کے طاعنین کو جہان دیکھے گو شمالی واجبی دیکر اونکی صحبت سے اپنے آپکو بچائے۔ کیونکہ طریق مستقیم وہی ہے کہ جسپر سید الانبیاء اور آپکے اصحاب کرام ہین جیساکہ مشکوٰۃ شریف کے باب الاعتصام مین مسطور ہے کہ رسولخدا نے فرمایا ہے۔ افترقت الیہود والنصاری علی ثنتین وسبعین فرقۃ کلہا فی الہاویۃ الا واحدۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہا فی الہاویۃ الا واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما انا علیہ واصحابی انتہی مختصراً من عینیہ فافہم ہذا ما ظہر لی واللہ الہادی۔ بفضل ہادی مطلق رسالہ منبع الانصاف کی تردید تمام ہوئی اور اب عون الملک الوہاب رسالہ موقظ کی تردید شروع کی گئی ہے۔

گیارہوان باب دلّت تعزیہ سازی و ماتم داری و بکاء کے بیان مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ سائل رسالہ موقظ کے صفحہ ۳ سے صفحہ ۷ تک تعزیہ داری کے دلائل بعبارت طویل لکھتا ہے۔ خلاصہ اونکا یہ ہے کہ فتاوی عالمگیریہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص جناب رسول ص کی خدمتمین حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ مینے قسم کھائی ہے کہ مین جنت کی چوکھٹ اور پیشانی حورعین پر بوسہ دون حال آنکہ یہ امر ممکن نہین اسکا عوض ارشاد کیجئے۔ آنحضرت ص نے فرمایا کہ اسکے عوض مین اپنی مان باپ کے قدمون پر بوسہ دے اگر تیرے والدین فوت ہو گئے ہین تو اونکی قبرون پر بوسہ دے اُسنے عرض کی کہ میرے والدین فوت ہو گئے ہین اور انکی قبرین بھی معلوم نہین ہین حضرت نے فرمایا کہ دو خط بصورت قبر کھینچ اور اونہین والدین کی قبرین تصور کرکے بوسہ دے۔ پھر لکھتا ہے کہ عائشہ صاحبہ فرماتی ہین کہ مین گڑیان بناکر اپنی ہمجولیون سے کھیلا کرتی تھی اور آنحضرت ع بھی میری ہمجولیونکو میرے ساتھ کھیلنے کا اشارہ فرماتے تھے۔ پھر لکھتا ہے کہ جبرئیل ع عائشہ رض کی صورت ایک سبز حریر مین لپیٹکے رسول ع کے پاس لائے اور دکھاکر دنیا و قیامت مین یہ آپکی زوجہ ہین۔ پھر لکھتا ہے کہ دلائل الخیرات وغیرہ مین تصویر روضہ منورہ اور منبر شریف و قبر مبارک رسول ص و قبور شیخین رض و صورت مکہ و کوہ صفا و مروہ لکھی ہین پس دیکھو اہل سنت کے نزدیک نقل قبور اور عائشہ رض کا گڑیان بنانا وغیرہ جملہ امور جائز ہوئے

آغاز دلائل شیعہ بجواز تعزیہ داری اور انکا جواب الزامی

اور بنانا نقل روضہ و تربت شریف جناب امام حسین ع جنکو تعزیہ وضریح کہتے ہین جائز نہ ہوا یہہ کونسا انصاف ہی انتہی ملخصاً (جواب) اول آنکہ موضوع حدیث کی نسبت جو آپنے فتاوی عالمگیریہ وغیرہ کتب اہل سنت کیطرف کی ہی یہ محض آپکی بہتان بندی اور معتادی بکواس ہے اگر آپ عالمگیریہ سے اس مصنوعی حدیث کو دکھا دیوین تو جو کچھہ آپ چاہین بندہ سے نذرانہ لیوین۔ قرآن مین حق تعالی نے جہوٹون پر لعنت بہیجی ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ شاید آپنے نہین پڑہا ہوگا۔ دوم حضرت عایشہ صدیقہ رض کے گڑیون سے بحالت صغرسنی کھیلنے کو آپ تعزیہ کے جواز کی دلیل کہتے ہین سبحان اللہ آپ تو بڑے عاقل ہین۔ آپ یہ بہی نہین سوچتے کہ جن بزرگون کا آپ تعزیہ بناتے ہین پہر اوس سے عموماً مردونکی طرح برتاو کرتے ہین حالانکہ قرآن مجید پارہ دوم مین اونکے حق مین یہ فرماتا ہے۔ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط اور پارہ چہارم مین فرماتا ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الآیۃ۔ سو ان آیات کی دلیل سے حضرت سید الشہداء کربلا معلی زندہ ہین اور آپکا تعزیہ کی جہت سے اونکو مردہ بنانا اور سب سوم مردہ کے اوسپر مہیا کرنا بعید از دیانت داری ہی۔ سوم جبریل ع کا پارچہ حریر مین حضرت عایشہ رض کی صورت دکہانا۔ تعزیہ وضریح کا اوسمین کونسا ثبوت ہی۔ اسکا جواب اس کتاب کے صفحہ ۱۲ کے حاشیہ سے ملسکتا ہے۔ علاوہ اسکے صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ رسول پاک ص کو وہ صورت خواب مین دکھائی گئی تہی مگر شیعہ کی چشم کور کیا جانے۔ سو جبریل ع کا منجانب خلاق صورت لانا تو امر خیر مین داخل ہے اور شیعون کا تعزیہ بنانا سراسر بدعت محرمہ اور شر و فساد ہے۔ دیکھو مستورات کا وہان کسقدر اجتماع ہوتا ہے۔ عورتین و مرد سر برہنہ وہان کثرت سے جمع ہوتے ہین۔ عشاق ایک دوسرے کو کرشمہ فتنہ سے دیکھتے ہین اور اوباش جہان کے جمع ہوکر بڑے مزے سے دیدار پاتے ہین کوچہ بکوچہ تعزیہ پہرایا جاتا ہے۔ ایک عجیب رونق بنتی ہے (واہ پیارے تیرے کرتوت) پہر ان امور قبیحہ کے ثابت کرنے مین حضرت جبریل ع اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک سند بنائے گئے جزاک اللہ شر الجزاء۔ چہارم بعض کتب اہل سنت مین شبیہ روضہ نبوی ص و مکہ و مدینہ و نعلین وغیرہ جو لکھی ہوئی ہین انکا لکھنا اہل سنت کے نزدیک کوئی فرض واجب سنت مستحب نہین ہی اور نہ اس شبیہ کی تعظیم مثل اصل کے ہے یعنے کسی قسم کا انکے لکھنے یا ترک کرنے مین ثواب نہین ہے اور نہ عذاب ہے۔ نہ اہل سنت اسپر زیارت کے پڑہنے کا کام کرتے ہین اور نہ فاتحہ خوانی ایسی شبیہ پر ہوتی ہے اور اہل تشیع معاذ اللہ تعزیہ کو اصل قبر مبارک جانکر گور پرستی پر کمر

باندھتے ہین اور اپنی حاجات کیلیئے دعائین وغیرہ تمام امور اصل گور کے اوسپر بجا لاتے ہین۔ آب ہم جملہ دلائل
سے قطع نظر کرکے اسبارہ مین صرف ایک فاضل شیعہ کے قول ناطق پر اکتفا کرتے ہین۔ دیکھو شیعہ کا
فاضل اجل مولوی عمار علی تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلوی کے جلد ا مین بصفحہ ۹۸ ذیل آیت
ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع الآیۃ لکھتا ہے کہ یہ آیت حضرت امام حسین ؑ کے حق مین نازل ہوئی ہے
کیونکہ جو کچھ اس آیت مین ہے وہ اونکے ہی حال پر صادق آتا ہے اور رونا اونکی مصیبت پر ثواب عظیم رکھتا
ہے۔ لیکن اکثر آدمی محرم مین بدعتین کرکے اپنے ثواب کو ضایع کرتے ہین باجے بجاتے ہین اور بجواتے ہین
اور مرثیون مین جہوٹی روایتین اپنی طرف سے ایجاد کرکے داخل کرتے ہین اور غلو اور تفویض کی روایتون
کو مجلسون مین بیان کرکے لوگون کے ایمان کو فاسد کرتے ہین اور جو راگ کہ شرع مین ممنوع ہین اُن مین
مرثیون کو پڑہتے ہین اور عورتین بلند آواز سے مرثیونکو پڑہتی ہین۔ اور نامحرم اونکے آوازے سنتی ہین ان
امور سے مؤمنین کو اجتناب ضرور چاہیئے۔ اور تعزیون پر محتاج آدمی اپنی احتیاج کی عرضیان باندہتے ہین
اور کاغذ کی روٹی کُتر کر باندہتے ہین کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہوگی تو مین چاندی کی روٹی گھڑوا کر تعزیے
پر چڑہاؤنگا اور بے اولاد آدمی کاغذ کا لڑکا کُتر کر تعزیہ پر باندہتے ہین کہ اگر ہمارے ہان بیٹا پیدا ہوگا تو ہم چاندی
کا لڑکا گھڑوا کر تعزیہ پر چڑہاوینگے۔ اوّل تو یہ کہ یہ تصویرین انسانی ہین اور تصویر کے بنانے سے اجتناب لازم ہے
اور سوا اُسکے حاجت کا طلب کرنا پروردگار سے چاہیئے کہ وہ قاضی الحاجات ہے نہ غیر اُسکا اور بعضے جہلا جو
تعزیہ کو سجدہ کرتے ہین یہ طریقہ کفار اور مشرکین کا ہے اور تعزیہ وعلم پر زیارت کا پڑہنا نچاہیئے البتہ
اگر کربلائے معلی کیطرف مونہہ کرکے حضرت امام حسین ؑ کے روضہ کی نیت سے زیارت پڑہے تو مضائقہ نہین
ہے۔ انتہٰی تم الکلام من عمدۃ البیان من عینہ۔ آب اس عبارت کی کیا تفصیل کیجائے عاقل کو تو اسکے صرف
دیکھنے سے ہی عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔ پہر سائل نے رسالہ موقظ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ پر بعبارت طویل

دلائل شیعہ بجواز گریہ وبکا، اور انکا جواب الزامی

لکھا ہے خلاصہ جسکا یہ ہے کہ جتنے انبیاءؑ گذرے ہین سب بوقت نزول بلا گریہ وبکا کرتے تھے چنانچہ کتاب
انیس الذاکرین مین لکھا ہے کہ حضرت آدم ؑ فراق حضرت حوّا ؑ مین اور حضرت یوسف ؑ زندان مین رات
دن روتے تھے۔ اور جناب فاطمہ علیہا السلام رسول خدا ؐ کی وفات مین رات دن روتی رہتی تہین۔ اور
حضرت امام زین العابدین ؑ حسین صابر مظلوم کے غم مین چالیس برس تک روتے رہے۔ پہر لکھا ہے کہ
تفاسیر اہل سنت مین ذیل آیت فما بکت علیہم السماء والارض لکھا ہے کہ جب امام حسین ؑ شہید ہوئے

تو آسمان رویا اور رونا آسمان کا سُرخی شفق ہی آہ ملخصاً (جواب) یہ سائل کتنا بڑا متعصب آدمی ہے جو اپنے مطلب کے واسطے تمام انبیاءؑ صابرین کو خواہ نخواہ بے صابر قرار دیتا ہے۔ حالانکہ آدم صفی اللہ حضرت حوا کے فراق مین نہین روتے تہے بلکہ اوس سہو اور خطا کو جو اون سے واقع ہوا تہا۔ اور اوسکے سبب سے اونکو تو بیخ تا در مطلق ہوئی تہی یاد کر کر روتے تھے۔ اور حضرت یوسفؑ زندان مین ہرگز نہین روتے تھے کیونکہ اونہون نے قید خانہ اپنی خواہش سے چاہا تہا چنانچہ سورہ یوسف مین خود حق تعالی فرماتا ہے۔ قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الآیتہ۔ اور جناب فاطمہؑ کی نسبت جو سائل لکہتا ہے کہ رات دن روتی رہتی تہین چنانچہ مردمان محلہ اونکی جزع و فزع سے تنگ آگئے تھے۔ سو یہ محض سائل کی بدنسقی ہی البتہ اس امر کو ہم مانتے ہین کہ بروز وفات آن سرور کائنات حضرت سیدہؑ اور آپکے اصحاب کرام سخت روئے تہے جیسا کہ آٹھوین باب کے دوسرے فصل مین گذر چکا ہے مگر دوسے دن اونکا رونا کچھ اختیاری امر نہین تہا بلکہ آنحضرتؐ کا یکایک اونسے غائب ہوجانا گویا اونپر حشر برپا ہو گیا تہا۔ پہر اسکے بعد نہ حضرت فاطمہؓ روئین اور نہ جزع و فزع کیا کیونکہ وہ ہماری طرح ہرگز بے صابرہ نہین تہین جو معاذاللہ رسول پاکؐ کی تاکیدی وصیت پر عمل نہ کرتین۔ دیکہو شیعہ کی معتبر کتاب انارۃ البصائر مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد ۲ مین بصفحہ ۲۹۵ لکہا ہی کہ بسند معتبر جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب وفات اپنی جناب سیدہؑ کو فرمایا کہ اے فاطمہؓ جب مین اس عالم سے انتقال کرون تو اپنے موہنہ کو میرے لئے زخمی نہ کرنا اور اپنے بالون کو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہنا اور میرے اوپر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنیوالون کو نہ بلانا جیسا عرب مین رسم تہا تم عبارتہ من عینہ۔ اب اِسّے ثابت ہی کہ جناب فاطمہؓ صاحبہ نے بروز وفات نبیؐ کے محض بیقراری کیحالت مین کچھہ گریہ وزاری کی تہی ورنہ حسب تحریر سائل حضرت سیدۃ النساءؓ نص مذکور کے برخلاف عمل کرنے مین صریحاً گنہ گار ٹہیرتی ہین۔ استغفر اللہ اور سائل کی یہ کیتنی کجروی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہؓ و فاطمہؑ کے فعل تو بزعم فاسد خود سند مین لاتا ہے اور سید الانبیاءؐ کے قول مبارک کو پس پشت ڈالتا ہے۔ بہلا وہ یہ تو بتائے کہ جس فعل سے جناب سید عالمؐ منع فرماوین اور سیدہؓ سے وہ امر صادر ہو جائے تو کیا یہ حضرت فاطمہؓ صاحبہ کا سہو شمار کیا جائیگا یا معاذاللہ رسولؐ کا قول مبارک لغو ٹہرایا جائیگا ذرہ اسکا جواب دیوے۔ پہر اوسی کتاب انارۃ البصائر کے جلد دوم مین بصفحہ ۲۹۷ لکہا ہے کہ جناب سید الشہداء امام حسینؑ نے کربلاے

معلیٰ مین اپنی ہمشیرہ صاحبہ حضرت زینب علیہا السلام کو فرمایا کہ اے بہین جو میرا حق تم پر ہے اوسی کی
قسم مین تمکو دیتا ہون اسلئے کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو بس جب مین مارا جاؤن تو ہرگز منھ
اپنا نہ پیٹنا اور بال اپنے نہ نوچنا اور گریبان چاک نہ کرنا کہ تم فاطمہ زہرا کی بیٹی ہو جیسا اونہون نے پیغمبر خدا
کی مصیبت مین صبر فرمایا تہا اوسیطرح تم میری مصیبت مین صبر کرنا الخ من عینہ۔ آب امام الشہدا علیہ الرضوان
کی زبان سے حضرت فاطمہ رضہ کا صبر اور اونکی ہمشیرہ صاحبہ کا شکر ثابت ہو گیا۔ اور حضرت امام حسین ع کی
مصیبت کے رونا آسمان کا رونا جیسا کہ تفسیر حسینی مین ذیل آیت فما بکت علیہم السماء آہ لکہا ہے۔ اسسے
تمسک کرکے رونیکو ثابت کرنا بھی شیعہ کی مطلق نادانی ہے کیونکہ حقتعالی قرآن شریف مین مومنین کو
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کا حکم دیتا ہے۔ یعنی فرماتا ہے کہ اللہ اور رسول م کی اطاعت کرو نہ یہ کہ اطیعوا السماء
یعنی تم آسمان کی اطاعت بھی بجالاؤ الٰہی توبہ۔ اور یہ معلوم ہے کہ رسول م کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت
ہے جیسا کہ پارہ پنجم مین ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ سوال الزامی جواب مذکورہ بالا سے رسول پاک ص
کی صریح ممانعت رونے سے اور صبر کرنیکی تاکید ظاہر ہے۔ **الغرض**۔ رونا دو قسم ہے۔ ایک وہ جو دل
غمناک اور آنکھون سے روے اور مونھ کو بند رکھے پس یہ رونا تو اہل سنت و اہل تشیع منصفین کے نزدیک
جائز ہے چنانچہ ایسے رونے کی روایات عنقریب لکھی جائینگی۔ دوسرے وہ ہے جو حسب افعال بعض شیعے
یاران زمانہ موجودہ کے زبانی فریاد اور واویلا کرے۔ شور اور نوحہ مین سر کا مغز کہا جائے۔ پس یہ رونا
حرام ہے اور اسکی حرمت مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین کتب اہل سنت مین سے تو لکہنے کی گنجائش نہین البتہ
شیعہ کی کتب سے بعض لکہی گئی ہین اور چند لکہی جائینگی۔ سائل رسالہ موقظ کے صفحہ ۱۰ پر لکہتا ہے کہ
در صحاح ستہ درباب بکا مروی است لقد بکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ولدہ ابراہیم قال القلب
یجزع والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب وانا علیک یا ابراہیم لمحزونون۔ یعنی جناب سید عالم م اپنے فرزند
ابراہیم پر اوسکی وفات مین روئے اور فرمایا کہ دل جزع کرتا ہے اور آنکہہ سے آنسو جاری ہین اور نہین کہتے
ہم وہ چیز جو باعث غضب اور قہر خدا ہے اور اے ابراہیم ہم تجہپر غمناک ہین۔ انتہی بلفظہ۔ سائل نے صحاح کی
اس صحیح حدیث سے جزع و فزع ثابت کیا ہے۔ حال آنکہ یہ روایت بندہ کی تحریر بالا کے من کل الوجوہ
موافق ہے۔ کتب لغت مثل غیاث وغیرہ مین لکہا ہے کہ بکی و بکا (غرضیکہ) بدون ہمزہ بمعنے گریہ کہ اشک ریختہ
باشد و بکاء بالفتح و در آخر ہمزہ بروزن فعال بمعنے گریستن با آواز از منتخب و شرح یوسف۔ سو روایت

مذکورہ مین رسول پاک کا نرم رونا یعنی دل اور آنکھون سے صریح ثابت ہی نہ زبان دُرفشان سے واویلا
کرنا۔ جیسا کہ حدیث کے درمیانہ جملہ ولا نقول ما یسخط الرب سے ثابت ہی مگر سائل کو اسلئے نہین دکھائی
دیتا کہ اوسکی آنکھ کدورت فتنہ سی بھرپور ہی۔ پہر سائل رسالہ موقوظ کے صفحہ ۹۴ پر لکھتا ہی کہ کتاب استیعاب

دلایل شیعہ بجواز پیٹنا اور اونکا جواب الزامی

مین منقول ہی کہ رسول ؐ نے بی بی حفصہ رضؓ دختر خلیفہ دوم ؓ کو طلاق دی جب خلیفہ دوم نے سنا تو اپنے سر پر
خاک ڈالی پس خلیفہ دوم ؓ کا بمجرد سننے طلاق دختر سر پر خاک ڈالنا جائز ہوا اور شیعیان کو امام حسین ؑ کی
شہادت کی خبر سنکر خاک بسر ہونا اور سینہ زنی کرنا اور گریبان چاک کرنا جو کہ بطریق اولیٰ جائز ہے نار وا
قرار دیا گیا انتہی بلفظہ (**جواب**) یہہ بہی شیعہ کا محض بہتان ہی۔ نہ رسول پاک ؐ نے حضرت
امّ المومنین حفصہ رضؓ کو طلاق دی تہی اور نہ خلیفۃ الرسول مرد میدان شہسوار عمر رضؓ نے سر پر خاک ڈالی تہی
بلکہ حضرت سید عالم ؐ کی وفات کے دن بہی حضرت بی بی حفصہ صاحبہ رضؓ آنحضرت ؐ کے دولتخانہ مین موجود
تہین چنانچہ آنحضرت ؐ کے انتقال فرمانیکے وقت آپکی ۹ حرم موجود رہی تھے جنمین سے ایک حضرت حفصہ رضؓ ہین
جیسا کہ اس کتاب کے صفحہ ۹۴ پر کتب معتبرہ شیعہ سی بخوبی نقل کرچکا ہون۔ افسوس شیعہ اپنی چیرپوز اقوال
سے چاک گریبان اور سینہ زنی کو ثابت کرتا ہے اور اپنے آئمہ ھُدیٰ علیہم السلام کے ارشادات کو بر علیت
مطلب دیوار پر پہینکتا ہی دیکہو شیعہ کے فاضل کلینی الرازی نے اپنی صحیح کتاب فروع کافی مطبوعہ
مطبع نولکشور کے جلد ا کے باب الصبر والجزع مین بصفحہ ۱۲۱ باسنادہ الصحیح لکہا ہے۔ عن جابر عن ابی
جعفر علیہ السلام قال قلت لہ ما الجزع قال الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجہ والصدر وجز الشعر من النواصی
ومن اقام النواحۃ فقد ترک الصبر واخذ فی غیر طریقۃ ومن صبر واسترجع وحمد اللہ عز وجل فقد رضی
بما صنع اللہ ووقع اجرہ علی اللہ تعالیٰ ومن لم یفعل ذالک جری علیہ القضآء وہو ذمیم واحبط اللہ
تعالیٰ اجرہ انتہی من عینہ۔ یعنی جابر شیعی نے کہا کہ جب حضرت ابی جعفر امام محمد باقر ؑ نے جزع سے منع
فرمایا تب مینے عرض کی کہ یا امام المسلمین جزع کیا ہے۔ امام ممدوح نے فرمایا کہ چیخ مارنا ساتھ ویل اور
آواز بلند کرنیکی یعنی زبانی واویلا اور شور کرنا۔ اور موُنھ پر طمانچہ مارنا اور سینہ زنی کرنا اور بال نوچنا اور
جس نے نوحہ کیا تو اوسنے صبر ترک کردیا ہے اور اوسنے بغیر طریقہ ہمارے کی اور طریقہ پکڑا ہے اور
جسنے مصیبت مین صبر کیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہا (جو استرجع کا معنی ہے) اور اللہ تعالیٰ کی
حمد کی تو وہ تقدیر ایزدی سے راضی ہے اور اوسکا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہی اور جسنے یون نکیا او سپر

ہوئی اور وہ ذمیم وخوار ہی۔ اللہ تعالیٰ اوسکے اجر کو باطل کر دیتا ہے۔ نیز فروع کافی کے جلد ۳ کے صفحہ ۱۲۱ پر باسنادہ الصحیح چودان حدیثین پٹنے کی ممانعت مین لکھی ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ضرب المسلم یدہ علی فخذہ عند المصیبت احباط لاجرہ انتھی اور مسلمہ فریقین ہی کہ شرع شریف مین تین یوم تک مصیبت میت مین بیٹھنا چاہئے۔ چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب تحفہ احمدیہ مطبوعہ مطبع لہتان مرتضوی کے جلد اول کے باب دوم مین صفحہ ۳۳ پر منقول ہے کہ سنت ہی کہ تین دن تک مؤمنین صاحب ماتم کے واسطے کھانا بھیجین اور تین روز سے زیادہ غم والم نہ کرنا چاہئے مگر عورت اپنے شوہر کے لئے چار مہینہ دس دن تک سوگ رکھے آہ من عینہ۔ اب معلوم نہین کہ ہمارے ملک کے شیعونکی آنکھون مین کیون اندھیرا چھا گیا ہے۔ شریعت غرا کے برخلاف تعزیہ کا بنانا اور واویلا وجزع فزع سے اپنے اعمال کو باطل کرنا۔ سال بسال حضرت امام حسین کے ماتم کو تازہ کرنا۔ اپنی مستورات کو ادنیٰ ادنیٰ اقوام کے مردون کے سامنے سربرہنہ کھڑے کرکے اون سے پٹوانا۔ العیاذ باللہ ایک الٹی چال پر چلنا ہی یہ کیا اسلام ہے۔ ارے شیعو کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ کیا تمھین مرنا یاد نہین۔ خدائے کریم کی درگاہ مین کیا جواب دوگے۔ فاقول انا خادم المساکین معاند الضالین الشہیر باحمد الدین مولدی فی قریۃ دہرابی راجگان من مضافات تلہ گنگ فی علاقۃ الجہلم وفی الحال المستقر فی القریۃ المعروفۃ بٹہاکرہ موہڑہ من مضافات گوجرخان فی علاقۃ الراولپنڈی والسلام علی اہل الہدایۃ اجمعین ط وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

تمت